رسائل

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح، ترجمہ، مقدمہ، تعلیقات و حواشی

محمد نذیر رانجھا

ادارہ بلاغ الناس

(شعبہ اشاعت)

اسلام آباد پاکستان

طالبِ دُعا.

سید محمد انورشاہ

0344-5559888

Shahpk82@yahoo.com

رسائل

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح، ترجمہ، مقدمہ، تعلیقات وحواشی

محمد نذیر رانجھا

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی

نام کتاب : رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وحواشی : محمد نذیر رانجھا

ترتیب : وی پرنٹ، راولپنڈی، ۰۵۱-۵۸۱۴۷۹۶

اہتمام : پورب اکادمی پبلشرز، اسلام آباد، ۰۵۱-۵۳۸۲۹۶۷

ناشر : خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی

طباعت : اوّل

سالِ طباعت : ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء

ہدیہ : /- [illegible] روپے

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کندیاں، ضلع میانوالی

فہرست

تقریظ	۷
حرفِ آغاز	۹
مقدمہ: شرح احوال و آثار حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	۱۳

حصہ اوّل (اُردو)

رسالہ اوّل: شرح اسماء الحسنٰی	۳۹
رسالہ دوّم: حوارئیہ	۷۱
رسالہ سوّم: طریقہ ختم احزاب	۸۳
رسالہ چہارم: ابدالیہ	۸۹
رسالہ پنجم: اُنسیہ	۱۱۱

حصہ دوّم (فارسی)

رسالہ اوّل: شرح اسماء الحسنٰی	۱۵۷
رسالہ دوّم: حوارئیہ	۱۷۹
رسالہ سوّم: طریقہ ختم احزاب	۱۸۷
رسالہ چہارم: ابدالیہ	۱۹۱
رسالہ پنجم: اُنسیہ	۲۰۷

حواشی	۲۳۹
مآخذ و منابع	۲۵۵
محمد نذیر رانجھا نامہ	۲۶۱

انتساب

بہ نام نامی زبدۃ العارفین وقدوۃ الکاملین خواجہ خواجگان شیخ المشائخ مخدوم زماں سیّدنا و مرشدنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد بسط اللہ ظلہم العالی، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی:

مرشد مہربان چنین باید
تا درِ فیض زود بکشاید
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
سخرہ کند بر دھہ طعنہ زند بر چلہ

خاک پائے اولیائے عظام
احقر محمد نذیر رانجھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر ابو الخلیل
خان محمد
عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ
نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی
پاکستان

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ

تقریظ

اما بعد!

عزیز محترم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب سلمہ، حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے رسائل کا اُردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے مقاصد خیر اور مساعی جمیلہ میں فائز المرام و کامران فرمائے۔

اُن کا یہ لکھنے کا سلسلہ بڑا مبارک ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماویں، لوگوں کے لئے فائدہ مند گردانے اور اپنی رضا و خوشنودی سے سرفراز فرماویں۔ آمین۔

والسلام!

فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ

از خانقاہ سراجیہ

۳ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

۱۰ر اپریل ۲۰۰۸ء

فیکس: 242555 فون: 0459-241604

حرفِ آغاز

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنیا بِمَصَابِیحَ وَجَعَلَھَا رُجُومًا لِّلشَّیَاطِینَ، وَزَیَّنَ الاَرضَ بِالرُّسُلِ وَالاَولِیَآءِ وَالعُلَمَآءِ وَجَعَلَھُم حُجَجًا وَّبَرَاھِینَ، یَرفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوکَ مِنَ العٰلَمِینَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّینَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَاَتبَاعِہٖ اَجمَعِینَ اِلٰی یَومِ الدِّینِ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسلافِنَا وَاَولادِنَا وَاَصحَابِنَا وَجَمِیعِ المُؤمِنِینَ اِلٰی یَومِ الدِّینِ. اَمَّا بَعدُ:

قدر گل و مل بادہ پرستاں دانند
نہ خود منشاں و تنگدستاں دانند

از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن
کین نقش غریب نقشبنداں دانند

خوشا روز اوّل کہ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ/ جولائی ۱۹۶۹ء میں حضرات کرام دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کے محبّ ومخلص اور اپنے مہربان ومشفق اور محسن صادق جناب صوفی شان احمد بھلوانہ (م ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء)، برادرِ گرامی جناب صوفی احمد یار بھلوانہ (م ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء)، اللہ کریم دونوں بزرگوں کو غریقِ رحمت فرمائے (ساکن پرانا بھلوال، ضلع سرگودھا) کی تشویق ورہنمائی سے یہ ننگ جہاں کشاں کشاں خانقاہ سراجیہ شریف جا پہنچا اور اس خانقاہ عالیہ کی مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز سلطانِ طریقت وشہنشاہِ حقیقت، آفتابِ عالم تاب ومہتاب ضیاء بار خواجہ خواجگان، شیخ المشائخ، مخدوم زماں سیدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی کی زیارت ودست بوسی کا اسے شرف نصیب ہوا۔

خوشا روز دوّم کہ بعد از نماز فجر اور حلقہ ومراقبہ اس پر تقصیر کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی سلک

تاجدار کے اس گوہر نامدار و درشاہوار اور زنجیرہ روحانی کے عروۃ الوثقیٰ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کی سعادت ازلی ارزانی ہوئی اور تلقین وارشاد کے سبقِ اوّل، مثلِ آخر کا حظ وافر اور شافی وکافی عطا ہوا:

شالا مڑ آون اوہ گھڑیاں

جدوں سنگ سجناں دے رلیاں

در گور برم از سرِ گیسوئے تو تارے

تا سایہ کند برسر من روزِ قیامت

حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ (م ۸۵۱ھ/ ۱۴۴۷ء) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے صف اوّل کے بزرگوں میں شامل ہیں۔ انہوں نے حضرت خواجہ بہاء الدّین نقشبند قدس سرّہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) سے براہِ راست کسبِ فیض کیا اور خلافت پائی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین عطّار قدس سرّہ (م ۸۰۲ھ/ ۱۴۰۰ء) سے خرقہ خلافت عطا ہوا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرّہ (م ۸۹۵ھ/ ۱۴۹۰ء) جیسے نابغۂ روزگار نقشبندی بزرگ و عارف باللہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ کے فیض یافتہ ہوئے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرّہ نے حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرّہ کو اپنی خانقاہ سے رخصت کرتے وقت فرمایا تھا:

> ”تمہیں جو کچھ ہم سے ملا ہے، اسے بندگانِ خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط وکتابت تبلیغ کرنا، تاکہ سعادت کا موجب بنے۔“

لہٰذا حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ نے اس فرضِ منصبی کو کماحقہٗ ادا کرنے کی سعی فرمائی اور اپنی تصنیفات میں اپنے پیرومرشد کے افکار ومعارف اور فیوض وبرکات کے انمول موتی جمع فرما دیئے۔ ان کی تمام کتب میں حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرّہ کے افکار ومعارف کے گوہر ہائے گرانمایہ موجود ہیں۔

”رحمت حق بہانہ می جوید“ کے مصداق بلا مبالغہ اس نادان ونا کارہ جہاں کو کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں گزارے ہوئے وہ لمحات زندگی یاد آ

رہے ہیں، جن میں اس نے کشف المحجوب حضرت شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ/۱۰۷۲ء) کے آخر میں رسالہ ابدالیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی مخطوطہ کو کچی پنسل سے صفحات لگائے تو ایک قاصد غیبی نے اس کے دل میں کہا کہ اس رسالہ کی تصحیح و تعلیقات کا کام کرنا چاہئے۔ بس یہی وہ جذبۂ خیر تھا جس نے اس بے نوا کو فضلِ الٰہی کے قریب تر کر ڈالا۔ یہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے اور حق تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ۱۹۷۸ء میں اس رسالہ کا فارسی متن اور اُردو ترجمہ الگ الگ اس بے نوا کی سعی سے منصۂ شہود پر آ گئے۔ اس کے بعد قبولیت و سعادت مندی کا وہ دَروَا ہوا کہ جس کے طفیل اس نادان اور ناکارۂ روزگار نے ۲۰۰۶ء میں ''تفسیر چرخی'' حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کی تکمیل کا شرف حاصل کر لیا:

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے دستیاب آثار میں سے ابدالیہ کے علاوہ رسالہ اُنسیہ، حوارئیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ)، شرح اسماء الحسنٰی، طریقہ ختم احزاب (منازل قرآن مجید) کے فارسی متن اور اُردو ترجمے قبل ازیں پیش کئے جا چکے ہیں، نیز رسالہ نائیہ کا اُردو ترجمہ شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ کے نام سے جنوری ۲۰۰۴ء میں طبع ہو چکا ہے اور اب ربّ کریم کے فضل و کرم سے رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ (۱۔ شرح اسماء الحسنٰی، ۲۔ حوارئیہ، ۳۔ طریقہ ختم احزاب، ۴۔ ابدالیہ، ۵۔ اُنسیہ) کا اُردو ترجمہ مع فارسی متن دوبارہ طبع کیا جا رہا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ اس ننگ جہاں کو حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے جو آثار دستیاب ہو سکے ہیں، ان سب کا اُردو ترجمہ احقر کی مساعی سے طبع ہو گیا ہے۔ شنید ہے کہ ایران میں ایک صاحب کو حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے مزید آثار ملے ہیں، خدا کرے کہ وہ طبع ہوں اور ہم مسکینوں کے ہاتھ لگیں:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ کریم کے فضل و کرم سے رسائلِ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نظر

اشاعت خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی کی طرف سے ہو رہی ہے، جو عالی مناقب و بلند مراتب صاحبزادہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی کی مساعیِ خیر کا ثمرہ ہے:

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زدہ ناگاہ رسید
تن را مرا اُلفت زکلفت رستہ می سازد
کہ آتش مشت خار خشک را گل می سازد

اپنے کریم ربّ کی درگاہِ معلّٰی میں التماس ہے کہ میرے ربّ کریم! اپنی رحمت و کرم کے صدقے اپنے ذکر، شکر اور حسنِ عبادت کی توفیق ارزانی فرما۔ جینا آسان فرما اور دنیا کے فتنوں اور فسادوں سے محفوظ فرما۔ الٰہی! موت برحق اور تیری رضا ہے اور یہ قریب سے قریب تر ہو رہی ہے۔ پس مرنا بھی آسان ہی رہے اور وقتِ موت اپنے فضل سے خاتمہ بالخیر نصیب فرمانا۔ اے اللہ! قبر، برزخ اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رکھنا، کیونکہ اس گندے اور نکمّے کو اپنے کسی عمل کا کوئی بھروسہ نہیں، بس تیری رحمت و کرم ہی کا آسرا ہے۔ اے کریم! اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الکریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم:

یارب تو کریمی و رسولؐ تو کریم
صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

خاک پائے اولیاءِ عظام
محمد نذیر رانجھا غفر ذنوبہ وستر عیوبہ
مکان نمبر ۱۳۱، غازی آباد، کمال آباد،
صدر، راولپنڈی۔
بروز جمعرات ۷-ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ/ ۶-نومبر ۲۰۰۸ء

مقدمہ

شرح احوال و آثار

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السررزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

والد بزرگوارؒ

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف کتاب ''تفسیر چرخی'' میں چند جگہ پر ذکر کیا ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؒ ارباب علم ومطالعہ میں سے تھے اور پارسا اور صوفی تھے۔ سورۃ ماعون کی آیت تین کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے کہ ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ایک روز پڑوسی کے گھر سے پانی لائے، چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لیے نہ پیا۔ (۱) مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی اپنے والد بزرگوارؒ سے پڑھی تھی:

جز فضل تو راہ کہ نماید مارا — جز جود تو بندگی کہ شاید مارا

گر چہ ہر دو کون طاعت داریم — بے لطف تو کار برناید مارا (۲)

یعنی: تیرے فضل کے سوا ہمیں راستہ کون سمجھائے؟ (اور) تیری ذات اقدس کے علاوہ کس کی بندگی ہمیں زیب دیتی ہے؟

خواہ ہم دو جہان کو تیری طاعت (بندگی) سے پر کر دیں تو بھی تیرے لطف کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔

سورۃ النباء کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کے والد بزرگوارؒ نے آپ کو وصیت

فرمائی کہ اس دعا کو ہمیشہ سورۃ عم کی قرأت کے بعد پڑھیں: (۳)

اَللّٰھُمَّ اَعۡتِقۡ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وِ اُمَّھَاتِنَا مِنَ النَّارِ بِرَحۡمَتِکَ یَآ اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ.

یعنی: اے اللہ! ہماری گردنوں اور ہمارے ماں باپ کی گردنوں کو جہنم سے بچا، اپنی رحمت کے طفیل، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۷۶۲ / ۶۰-۱۳۶۱ء میں ہوئی (تفصیل کے لیے دیکھیے عنوان ''وفات'' جو آگے آرہا ہے)۔

تعلیم و تربیت

کچھ عرصہ جامع ہرات اور ممالک مصر میں تحصیل علم کی۔ (۴) حضرت شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۸ھ/ ۱۴۳۵ء) آپ کے ہمدرس تھے اور آپ نے حضرت مولانا شہاب الدین احمد بن محمد بن محمد سیرامی مصری رحمۃ اللہ علیہ (م آخر رمضان ۸۰۴ھ / اپریل ۱۴۰۲ء) سے جو اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے، شرف تلمذ حاصل کیا۔ (۵) فتویٰ کی اجازت آپ نے علماء بخارا سے حاصل کی تھی۔ (۶)

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں زیارت

آپ نے ۷۸۲ھ/ ۱۳۸۰ء میں ایک صالحہ خواب دیکھا جب آپ کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ اس سلسلے میں آپ نے تفسیر چرخی میں سورۃ المزمل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ جب میں بخارا کے بلدہ فاخرہ میں داخل ہوا اور میں ہرات سے آیا تھا۔ فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الحق والدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر ایک حجرہ تھا، جس میں میں رہ رہا تھا۔ ایک رات میرے دل میں خیال آیا کہ میں علم کی مختلف شاخوں میں سے کس کو سیکھوں؟ حضرت (محمد) مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ آپ (صلّی اللہ علیہ و

سلّم) آہستہ آہستہ (ترتیل کے ساتھ) قرآن (مجید) کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ آپ ﷺ آہستہ آہستہ تلاوت کیوں فرما رہے ہیں؟ پھر خواب (ہی) میں خیال آیا کہ ''وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلًا'' آپ ﷺ کے حق میں آیا ہے اور اس (آہستہ آہستہ تلاوت فرمانے) سے آپ ﷺ نے تفسیر قاضی ناصر الدین بیضاویؒ کے پڑھنے (سیکھنے) کی جانب ارشاد فرمایا ہے۔ اس (خواب کی) متابعت میں اور تفسیر (بیضاوی کے مطالعہ) میں مشغول ہونے پر بہت زیادہ فوائد حاصل ہوئے اور (حضرت محمد) مصطفیٰ علیہ افضل الصّلوٰۃ واکمل التحیات کے اشارہ کی برکت سے قرآن (مجید) کے معانی (تفسیر چرخی کی صورت میں) ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔ (۷)

حضرت شیخ سیف الدین باخرزیؒ کی زیارت

انہی دنوں آپ نے حضرت شیخ العالم سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۹ ھ/ ۱۲۶۱ء) کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا: ''کہولَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ''(۸)

حضرت خواجہ خضر علیہ السّلام کی زیارت

آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے حال میں چرخ میں اپنے گھر میں ہوتا تھا اور مجھے کسبِ علم کے لئے سفر کا ذوق ہوا، لیکن میرے پاس اس کے لئے وسائل نہ تھے۔ میں نے توجہ سے حضرت خضر علیہ السّلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تحصیلِ علم کے لئے جاؤ اور جہاں کہیں اور جس وقت بھی کوئی مشکل پیش آئے ہمیں یاد کرنا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مجھے تجربہ سے یقین ہوگیا کہ وہ خواب رحمانی تھا۔ (۹)

حضرت خواجہ نقشبندؒ سے ملاقات

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کو ان سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ جب آپ اجازت فتویٰ حاصل کر کے

بخارا سے واپس چرخ جانے لگے تو ایک دن حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی سے عرض کیا: ''میری طرف بھی توجہ فرمائیں''۔

حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ''کیا اس وقت جب کہ تم سفر کی حالت میں ہو؟''

آپ نے عاجزی سے کہا: ''میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں''۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کیوں؟ آپ نے کہا: ''اس لیے کہ آپ بزرگ ہیں اور عوام الناس میں مقبول ہیں۔''

حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ''کوئی اچھی دلیل؟ ممکن ہے یہ قول شیطانی ہو۔'' حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے کہا: ''حدیث صحیح ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کی محبت اپنے بندوں کے دل میں ڈال دیتا ہے۔'' حضرت خواجہؒ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا: ''ما عزیزانیم''۔ ان کے یہ فرمانے سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دگرگوں ہوگیا، کیونکہ اس واقعہ سے ایک ماہ قبل انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ ان سے فرماتے ہیں: ''مرید عزیزان شو'' اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب بھول چکے تھے۔ جب حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ''ما عزیزانیم'' تو حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کو وہ خواب یاد آ گیا۔ (۱۰)

اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کی کہ میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا: ''ایک شخص نے حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۱) سے توجہ طلب کی تو انہوں نے کہا: ''غیر توجہ میں نہیں رہتا، کوئی چیز ہمارے پاس رکھو، تاکہ جب میں اسے دیکھوں تو تم یاد آ جاؤ۔''(۱۲)

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''تمہارے پاس ایسی چیز نہیں ہے جو ہمارے پاس رکھ جاؤ، لہٰذا میری ٹوپی ساتھ لے جاؤ، جب اسے دیکھ کر ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور اس کی برکت تمہارے خاندان میں رہے گی۔'' پھر فرمایا: ''اس سفر میں مولانا تاج الدین دشتی کولکی کو ضرور ملنا کہ وہ ولی اللہ ہیں۔''(۱۳)

بخارا سے روانگی

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سفر کی

اجازت لی اور بخارا سے بلخ کی طرف چل پڑے۔ اتفاق سے انہیں کوئی ضرورت پیش آئی اور ایسا موقع آیا کہ وہ بلخ سے کولک کی طرف روانہ ہوئے اور اس سفر میں انہیں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا، جس میں انہوں نے حضرت مولانا تاج الدین دشتی کا کولکیؒ سے ملاقات کرنے کے لیے فرمایا تھا۔ (۱۴)

مولانا تاج الدینؒ سے ملاقات اور بخارا کو واپسی

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش بسیار کے بعد حضرت مولانا تاج الدین دشتی کولکی رحمۃ اللہ علیہ کو پالیا۔ اس ملاقات اور مولانا دشتی کا کولکیؒ کو جو رابطہ محبت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھا' نے مولانا یعقوب چرخیؒ کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ وہ دوبارہ بخارا کی طرف چل پڑے اور ارادہ کیا کہ جا کر حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کریں گے۔ (۱۵)

ایک مجذوب سے ملاقات

بخارا میں ایک مجذوب تھے جن سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عقیدت تھی۔ انہوں نے ان کو سرِ راہ بیٹھے دیکھا۔ ان سے پوچھا: ''کیا میں حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں جاؤں؟'' انہوں نے کہا: ''جلدی جاؤ''۔ اس مجذوب نے اپنے سامنے زمین پر بہت سی لکیریں کھینچیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خود سے کہا کہ ان لکیروں کو گنوں' اگر مفرد ہوئیں تو میرے ارادے کی دلیل ہوں گی کیونکہ ''انَّ اللّٰہ فردٌ و یحبُّ الفرد''(۱۶)

چنانچہ انہوں نے لکیروں کو گنا تو یہ مفرد تھیں۔ (۱۷)

حضرت خواجہؒ سے دوبارہ ملاقات

اس واقعہ کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا اشتیاق بڑھا کہ وہ حضرت نقشبندؒ کی خدمت میں جائیں اور ان کے مریدوں میں شامل ہوکر ان کی نظر التفات سے مشرف

ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت نصیب فرمائی اور انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کامل اور مکمل ولی اللہ ہیں۔ غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد انہوں نے قرآن مجید سے فال نکالی اور یہ آیت سامنے آئی۔ ''اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ''۔ (۱۸)

آخر روز میں وہ اپنے مسکن فتح آباد میں حضرت شیخ سیف الدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۹ھ/ ۱۲۶۱ء) کے مزار کی طرف متوجہ بیٹھے تھے کہ اچانک قبول الٰہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور ان کے دل میں باطنی بے قراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی طرف چل پڑے، جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ قصر عارفاں پہنچے تو حضرت خواجہ نقشبندؒ سر راہ ان کے منتظر تھے اور وہ ان سے لطف و احسان کے ساتھ پیش آئے۔ (۱۹)

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے حلقہ ارادت میں شمولیت

نماز کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمائیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث میں ہے: ''اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْقَلْبِ فَذٰلِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِلْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ. وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذٰلِکَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی اِبْنِ آدَمَ۔'' (۲۰) امید ہے کہ علم باطنی سے تمہیں کچھ نصیب ہوگا۔'' نیز فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: ''اِذَا جَالَسْتُمْ اَھْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْھُمْ بِالصِّدْقِ، فَاِنَّھُمْ جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْبِ یَدْخُلُوْنَ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَیَنْظُرُوْنَ اِلٰی ھِمَمِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ'' (۲۱) ہم مامور ہیں ہم خود کسی کو قبول نہیں کرتے۔ آج رات دیکھیں گے کہ کیا اشارہ آتا ہے۔ اگر انہوں نے تجھے قبول کیا تو ہم بھی تمہیں قبول کر لیں گے۔'' (۲۲)

یہ رات حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بڑی بھاری تھی۔ انہیں یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ شاید حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے قبول نہ کریں۔ اگلے روز حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا آیا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر قبول کریں تو دیر سے کرتے ہیں، لیکن جو آدمی جس حالت میں آئے اور جیسا وقت ہو۔'' (۲۳)

اس کے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ العزیز (۲۴) تک بیان فرمایا اور پھر حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو وقوف عددی (۲۵) میں مشغول کیا اور فرمایا: ''یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو حضرت خواجہ خضر علیہ السّلام نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا۔'' (۲۶)

عطائے خلافت

بیعت کے بعد آپ کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور اس دوران حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل تعلیم وتربیت کرتے رہے۔

پھر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بخارا سے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور رخصت کرتے وقت فرمایا: ''ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگان خدا تک پہنچاؤ اور مناسب حال حاضرین کو بخطاب اور غائبین کو بذریعہ خط وکتابت تبلیغ کرنا، تاکہ سعادت کا موجب بنے''۔ (۲۷) پھر تین بار فرمایا: ''ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا''۔ (۲۸) نیز ساتھ ہی حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ (۲۹)

بخارا سے روانگی

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے چل کر شہر کش (ماوراء النہر کے ایک گاؤں) میں پہنچے اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ اسی اثناء حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر ملی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور ساتھ ہی خوف بھی کہ مبادا عالم طبیعت کی طرف پھر میلان ہو جائے اور طلب کی خواہش نہ رہے۔ آپ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو دیکھا اور انہوں نے آپ کا وہم ایک اشارہ کے ساتھ دور کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے خیال کیا کہ درویشوں کے گروہ میں مل کر ان کے طریقہ کو اپنایا جائے۔ پھر عالم روحانی میں حضرت خواجہ نقشبندؒ کو دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس ارادے سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کو عالم روحانی میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ میں وہ کون سا عمل کروں، جس کے ہونے سے آپ کو قیامت میں پالوں؟ انہوں نے فرمایا: ''شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے سے۔'' (۳۰)

حضرت خواجہ علاء الدین عطارؒ کی خدمت میں

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (۳۱) کی خدمت میں کچھ عرصہ موضع کش میں قیام کرنے کے بعد آپ بدخشان چلے گئے۔ یہاں پہنچنے پر آپ کو چغانیاں سے حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملا، جس میں انہوں نے آپ کو اپنی متابعت کا اشارہ کیا۔ آپ چغانیان کو روانہ ہو گئے اور حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ چند برس تک ان کی صحبت میں رہے اور ان سے خرقہ خلافت پایا۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ آپ پر بے حد لطف فرماتے تھے۔ (۳۲)

جب حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ رجب ۸۰۲ھ/ ۱۷ مارچ ۱۴۰۰ء کو اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اس کے بعد حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ چغانیان سے واپس حصار آ گئے اور انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کی تعمیل کرنی چاہی کہ ''جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے، اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور مناسب حال حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا''۔ (۳۳)

وفات

آپ نے بروز ہفتہ ۵ صفر ۸۵۱ھ/ ۲۲ اپریل ۱۴۴۷ء کو حصار میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۸۲ھ/ ۸۰-۱۳۸۱ء میں بخارا میں فتح آباد کے مقام پر حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ساتھ ایک حجرے میں مقیم رہتے ہوئے ایک خواب دیکھا تھا، جس میں انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اور اس کا ذکر انہوں نے تفسیر چرخی میں سورۃ المزمل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن میں کیا ہے۔ (۳۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے ۶۹ سال پہلے کا ہے اور یہ ان کے آغاز طالب علمی اور ہرات سے بخارا تک سفر کرنے کا زمانہ ہے، اس وقت آپ بیس سال کے تھے۔ اس طرح آپ نے تقریباً ۸۹ سال عمر پائی۔ دوسری طرف آپ حضرت خواجہ

نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ان سے ۶۰ برس بعد فوت ہوئے۔ اس رو سے بھی آپ نے کافی لمبی عمر پائی۔ (۳۵)

قطعہ تاریخ وفات

شد بر اوج چرخ چون منزل گزین	حضرت یعقوب محبوب خدا
رحلتش (شمس الہدایت) گفتہ اند	نیز (حق آمود مطلوب خدا)
واصل (کامل ملک سیرت) بخوان	ہم بدان (یعقوب محبوب خدا)(۳۶)

مزارِ انور

صاحب رشحات نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر مبارک موضع ہلفتو (۳۷) میں واقع ہے جو حصار کا ایک گاؤں ہے (۳۸) اور اسی روایت کو صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ (۳۹) اس سلسلے میں معروف ایرانی محقق و دانشور جناب سعید نفیسی مرحوم (م ۱۴/نومبر ۱۹۶۶ء/ ۲۳ شعبان ۱۳۴۵ء) اپنی کتاب ''تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی'' میں لکھتے ہیں:

''مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حصار شادمان میں وفات پائی۔
ان کا مزار اب تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چغانیاں میں واقع ہے۔ حصار شادمان شہر پہلے اسی جگہ آباد تھا اور بعد میں (اس نے) حصارات سے شہرت پائی۔ اس شہر کے آثار میں سے ایک حمام اور دو مزار باقی ہیں۔'' (۴۰)

اولادِ امجاد

جناب سعید نفیسی کے بقول:

''حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا یوسف چرخی رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ کے جانشین تھے۔ ان کا مزار دوشنبہ سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر اس جگہ موجود ہے۔ جو چرتک کے نام سے

مشہور ہے اور اس پر تیمور کے مقبرہ کی طرز کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ یہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بڑی خانقاہ بنائی گئی جہاں چند حجرے ہیں۔" (۴۱)

۲۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر چرخی میں (سورۃ المعارج کی آیت پانچ کی تفسیر کے تحت) لکھا ہے: "اس فقیر کا ایک بیٹا تھا جس کی عمر ۱۶ برس اور ۸ ماہ تھی۔ وہ انواع کمالات سے آراستہ اور صاحب حسن صوری ومعنوی تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں اس کی قبر پر متوجہ تھا۔ اس کی روحانیت سے یہ شعر میرے خیال میں آیا:

با دو قبلہ در راہ توحید نتوان رفت راست
یا رضائے دوست باید یا ہوائے خویشتن

(حکیم سنائی)

یعنی: دو قبلہ کے ساتھ توحید کا راستہ صحیح طریقے سے طے نہیں کیا جا سکتا، یا دوست (اللہ تعالیٰ) کی رضا پر خوش رہنا ہوگا (اور) یا اپنے نفس کی رضا پر۔

اور اس شعر کو دوسرے اشعار کے ساتھ اس نے لکھ کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور وہ اکثر اسے پڑھا کرتا تھا۔" (۴۲)

راقم الحروف کے خیال میں یہ آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔

۳۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گرامی قدر صاحبزادی بھی تھیں، جو حضرت شیخ جلال الدین محمد زاہد سمرقندی، معروف بہ "قاضی سمرقندی" اور "قاضی نقشبندی" رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۲۵ھ/ ۱۵۲۰ء) کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت قاضی سمرقندیؒ، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۹۵ھ/ ۱۴۹۰ء) کے بزرگ خلفاء میں سے تھے، جو عرصہ دراز تک سمرقند میں رہے ہیں اور منصب قضاء پر فائز تھے۔ انہوں نے اپنے شیخ ومرشد حضرت خواجہ احرارؒ کے مناقب میں دو کتب تصنیف کیں، جن کے نام "سلسلۃ العارفین" اور "تذکرۃ الصدقین" ہیں۔ (۴۳)

خلیفہ وجانشین

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ء / ۲۰ فروری ۱۴۹۰ء) اپنے وقت کے مشہور عارف آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے۔(۴۴)

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج وترقی

سلطان الطریقہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین (نقشبند) قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تیسری شاخ حضرت مولانا معظم شیخ یعقوب چرخی قدس سرہ سے چلی۔ ان سے یہ بزرگوں کے راہنما اور دین کے حامی و ناصر حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو ملی اور ان سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو عجب رونق ملی اور اسی طرح حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت خواجہ یوسف بایقولی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی جو بایقول میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ بابا ساسی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی جو ختلان میں آرام فرما ہیں اور ان سے شیخ اسماعیل ختلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی۔ (۴۵)

مسجد مولانا یعقوب چرخیؒ

سابق سوویت حکومت نے ۱۹۸۲ء کے لگ بھگ تاجکستان کے دارالخلافہ دوشنبہ کے نواح میں واقع ایک مسجد کا نام حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا تھا۔(۴۶)

خواجہ احرارؒ کی مولانا یعقوب چرخیؒ سے عقیدت

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے براستہ چل دختر ان حصار گئے اور اس طویل مسافت کو فرط اخلاص کے سبب اکثر پیادہ طے کیا۔

جب وہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت مولانا چرخی نے غصے کی نگاہ سے خواجہ احرارؒ کی طرف دیکھا۔ نیز حضرت مولانا چرخیؒ کی پیشانی مبارک پر سفیدی

(مشابہ برص) ظاہر ہوئی جس سے خواجہ احرارؒ کے دل میں کراہت پیدا ہوئی۔ حضرت مولانا چرخیؒ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ دوسری بار مولانا یعقوب چرخیؒ نے اس طرح خواجہ احرارؒ کی طرف توجہ فرمائی کہ انہوں نے بے اختیار ہوکر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اس پر مولانا یعقوب چرخیؒ نے فرمایا:

''میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔''

اس کے بعد مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو طریقہ خواجگان اور وقوف عددی کی تلقین فرمائی۔ (۴۷)

شاعری

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ یہ رباعی آپ کی ہے:

تادر طلب گوہر کانی کانی — تازندہ بوئے وصل جانی جانی
فی الجملہ حدیث مطلق ازمن بشنو — ہر چیز کو در جستن آنی آنی (۴۸)

ترجمہ: اگر تو کان سے ہیرے حاصل کرنا چاہتا ہے تو (خود) کان بن جا، اگر تو محبوب کے وصال کی خوشبو سے زندگی پانا چاہتا ہے تو (خود) محبوب بن جا۔
مختصر طور پر یہ پکی بات مجھ سے سن لے کہ تو جس چیز کی جستجو میں ہے تو (خود) وہی بن جا۔

ملفوظات گرامی

۱۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ شیخ زین الدین خوافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مصر میں مولانا شہاب الدین سیرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم درس تھے۔ ایک روز آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خوافی حل وقائع اور خوابوں کی تعبیر کا شغل فرماتے ہیں اور اس کا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ''جی درست ہے''۔ پھر آپ ساعت بھر عالم بے خودی میں چلے گئے۔ آپ کا معمول تھا کہ ساعت بہ ساعت عالم بے خودی میں چلے جاتے تھے۔ جب آپ ہوش میں

آئے تو آپ کی زبان پر یہ بیت جاری تھا:

چون غلام آفتابم همه از آفتاب گویم　　　نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

یعنی: چونکہ میں سورج کا غلام ہوں، (لہٰذا) سورج ہی کی بات کرتا ہوں، میں نہ رات ہوں نہ رات کا پجاری کہ خواب کی بات کروں۔

۲۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شہر ہرات کے اوقاف میں سے تین جگہوں کے علاوہ کہیں کوئی چیز نہیں کھا سکتے۔ یعنی (الف) خانقاہ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ (ب) خانقاہ ملک اور (ج) مدرسہ غیاثیہ میں۔ ان تین مقامات کے علاوہ کوئی اور جگہ ایسی وقف نہیں ہے۔ جس میں شک نہ ہو۔

اسی وجہ سے ماوراء النہر کے اکابرین قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم نے اپنے مریدوں کو ہرات کے سفر سے منع کیا ہے، کیونکہ وہاں حلال کم ہے۔ جب سالک حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو عالم طبیعت کی طرف الٹے پاؤں چلنے لگتا ہے اور سلوک کے سیدھے راستہ سے پھر جاتا ہے۔ (۴۹)

۳۔ فرمایا: میں بخارا میں تھا۔ اپنے اندر کاہلی اور دل کی کدورت مشاہدہ کی۔ میں نے کہا کہ چند دن روزہ رکھوں، تاکہ دل کی یہ کدورت دور ہو جائے۔ میں نے روزہ کی نیت کی اور اپنے شیخ (حضرت) خواجہ بہاء الدین (نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کھانا لایا جائے اور (پھر) مجھ ناتواں کو فرمایا کہ کھاؤ اور حدیث: قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ: ''بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدُ ھَوًی یُضِلُّہٗ'' (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برا آدمی وہ ہے جو گمراہ کرنے والی خواہش کا غلام ہو) آخر تک پڑھی اور اس کی شرح بیان فرمائی اور فرمایا: ''ہم نے تجربہ کیا ہے کہ نفس کی خواہش پر روزہ رکھنے سے زیادہ بہتر کھانا ہے۔ (۵۰)

۴۔ آپ (خواجہ نقشبندؒ) نے فرمایا: ''زندگی دوبارہ ہونی چاہیے، تاکہ بندہ ایک بار تجربہ کرے اور دوسری مرتبہ اس پر عمل کرے۔'' آپ کے اس ارشاد سے سمجھ آئی کہ نفلی عبادت میں بھی ہوا (خواہش نفس) ہوتی ہے۔ آپ (خواجہ نقشبندؒ) نے فرمایا کہ نفلی عبادت شیخ فنا فی اللہ کی اجازت سے ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ہوا (خواہش نفلی) سے پاک ہو جاتی ہے اور ہوا (خواہش نفس) کو رد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ کوئی پختہ انگور ترش نہیں ہوتا، کوئی پختہ میوہ دوبارہ نیا پھل نہیں بنتا۔ الفانی لا یرد۔

یعنی فانی لوٹایا نہیں جا سکتا۔

اس فقیر نے حضرت خواجہ (نقشبندؒ) سے پوچھا کہ اگر ایسا شیخ کہیں نہ ملے تو میں کیا کروں؟ (آپ نے) فرمایا: "جب بھی عبادت کرو تو اس کے بعد استغفار کرو۔" (۵۱)

۵۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ نے حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کو بیعت کرتے وقت فرمایا: "میرے اس ہاتھ کو خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور فرمایا تھا: تیرا ہاتھ ہمارا ہاتھ ہے، جس کسی نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے ہمارے ہاتھ کو پکڑا ہے۔" (۵۰)

تصنیفات

۱۔ ابدالیہ (فارسی)

رسالہ ابدالیہ ایک دیباچے اور آٹھ فصول پر مشتمل ہے اور اس کا موضوع اثبات وجود اولیاء اور ان کے مراتب ہے اور اس کی تصنیف کے دوران فصل الخطاب الوصل الاحباب خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۲۲ھ/ ۱۴۱۹ء) کی فصل سوم (مشاہدہ ومعرفت) کے آخر کے عنوانات: بیان الاقطاب والابدال والاوتاد وغیرہم (ص ۳۶۶-۳۷۰) اور تبدل طبقات (ص ۳۷۰-۳۷۳) کی سطور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے پیشِ نظر تھیں۔ احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح وتعلیقات کا کام کیا، جو مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد کی طرف سے ۱۳۹۸ء / ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا ہے۔

اس کا اُردو ترجمہ خاکسار نے پہلی بار کیا جو اپریل ۱۳۹۸ء / ۱۹۷۸ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے چھپ چکا ہے۔

رسالہ ابدالیہ زیرِ نظر اشاعت میں رسالہ چہارم کے طور پر شامل ہے۔

مخطوطات

۱۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ موسیٰ زئی شریف۔ مکتبہ سراجیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ مملوکہ صاحبزادہ مولانا ابوعبداللہ محمد سعد سراجی مرشد بابا صاحب مدظلہ العالی خط نستعلیق خوش کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں لیکن خط بارہویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ صفحات ۱۵، سطور فی

صفحہ ١٥۔ ہمراہ مجموعہ رسائل: ١۔ ابدالیہ۔ ٢۔ رسالہ در مسائل نماز۔ ٣۔ رسالہ فی تحقیق معنی کلمۃ التوحید۔ ۴۔ رسالۂ کشف رویا از شیخ نورالدین بن شیخ عبدالحق دہلوی بخاری۔ ۵۔ ترجمۂ فارسی تقویت الایمان۔

٢۔ اسلام آباد۔ کتابخانۂ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ شمارۂ ٣٩۵۔ خطِ نستعلیق خوش۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں، لیکن خط دسویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ صفحات ١٣۔ سطور فی صفحہ ٢١۔ ہمراہ مجموعہ: ١۔ کشف المحجوب (ص ١-۵٠١)۔ ٢۔ ابدالیہ (ص ٦-٦۴)۔ (فہرست نسخہ ہائے خطی کتابخانۂ گنج بخش، جلد دوم، ص ٣۵٧ نوشتۂ محمد حسین تسبیحی)۔

٣۔ اسلام آباد۔ کتابخانۂ گنج بخش۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ شمارۂ ۵٨٦٦، خطِ نسخ پختہ، کاتب قوام الدین عبداللہ۔ ہمراہ مجموعہ رسائل: ١۔ قدسیہ۔ خواجہ محمد پارساؒ (ص ٦-٦۴)۔ ٢۔ محبوبیہ۔ ایضاً (ص ٦۵-٦٩)۔ ٣۔ انیس الطالبین و عدوۃ السالکین (ص ٧٠-٢۴٠)۔ ۴۔ سخنان خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ، سخنان ترمذی (ص ٢۴٢-۴۵٦)۔ ۵۔ انسیہ، یعقوب چرخیؒ (ص ۴۵٨-۴٨٨)۔ ٦۔ ابدالیہ (ص ۴٨٩-۴٩٦۔ ناقص الآخر۔ آخری عبارت یہ ہے، "ودلیل برین مدعا آنست کہ علامات اقطاب درایشان موجود بودو)، سطور فی صفحہ ١٧۔ نسخہ اوّل وسوم کے ترقیمہ میں تاریخ کتابت ١٢ ذی الحجہ ٩۴۵ھ اور محرم ٩۴٦ھ درج ہے۔ (فہرست ہائے خطی کتابخانہ گنج بخش از آقای منزوی)۔

۴۔ لاہور، ۵۵ ریلوے روڈ، کتب خانہ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ۔ روٹوگراف نسخۂ انڈیا آفس لائبریری۔ لندن۔ خطِ نستعلیق خوش۔ کاتب محب اللہ انصاری۔ تاریخ کتابت ٢۴ ر جمادی الاوّل ١٠٩۵ھ موافق ٢٧ جلوس عالم گیر شاہ غازی۔ صفحات ١٣۔ سطور فی صفحہ ١٧۔ (فہرست مخطوطات فارسی (١٠٢/٢) شمارۂ ١٧٧۴ء)۔

جناب خلیل اللہ خلیلی مرحوم نے رسالۂ نائیہ کے مقدمہ میں حضرت یعقوب چرخیؒ کے ایک رسالہ "دراثبات وجود اولیاء اللہ ومراتب ایشاں" کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے خیال میں رسالۂ ابدالیہ ہی ہے۔ جناب خلیل اللہ خلیل مرحوم کے پیش نظر جو نسخہ تھا وہ کشف المحجوب کے کسی خطی نسخہ کے آخر میں ہے تاہم معلوم نہیں ہو سکا یہ نسخہ کس کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۲۔ اُنسیہ (فارسی)

یہ رسالہ بہ تصحیح جناب اعجاز احمد بدایوانی مجموعہ ستہ ضروریہ (مجموعہ رسائل حضرات نقشبندیہ) میں (ص ۱۵ تا ۳۷) مطبع مجتبائی۔ دہلی (ہند) سے ۱۳۱۲ء / ۹۵۔۱۸۹۵ء میں چھپ چکا ہے اور چند فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں:

۱۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت

۲۔ مخصوص کیفیت میں ذکر خفی کی فضیلت

۳۔ فوائد وقوف قلبی وصحبت شیخ

۴۔ نفلی نمازوں کا بیان

۵۔ خاتمہ: بعض فوائد جو مصنفؒ کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے۔

جناب علامہ اقبال احمد فاروقی نے رسائل نقشبندیہ میں اس کا اردو ترجمہ کر کے مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور سے ۱۹۸۱ء/۱۴۰۲ھ میں شائع کیا تھا۔

اس ناچیز نے اُنسیہ کا فارسی متن جناب اعجاز احمد بدایوانی والے ایڈیشن اور کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد میں مخزونہ قلمی مخطوطہ نمبر ۳۹۳، مکتوبہ ۹۱۰ھ /۰۴-۱۵۰۵ء سے مقابلہ کر کے تصحیح و حواشی و تعلقات اور مقدمہ در احوال و آثار مصنف مدوّن کیا اور اس کا اُردو ترجمہ بھی تیار کیا جو ۱۹۸۳ء/۱۴۰۴ھ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد اور مکتبہ دائرہ ادبیات، ڈیرہ اسماعیل خان کے اشتراک سے طبع ہوا۔ یہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ خاکسار کے تصحیح و ترجمہ کردہ اسی فارسی متن و ترجمہ کو دوبارہ ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۵ء میں مکتبہ سراجیہ خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے طبع کیا۔ رسالہ انسیہ اب رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے زیر نظر اشاعت میں رسالہ پنجم کے طور پر شامل ہے۔

۳۔ تفسیر چرخی (فارسی)

حضرت مولانا یعقوب چرخی نے تفسیر چرخی میں سورۃ المزمل کی آیت چار کی تفسیر کے ضمن

میں اپنے ایک صالحہ خواب کا ذکر کیا ہے، جو فتح آباد (بخارا) میں آپ کو ۷۸۲ھ / ۱۳۸۰ـ۱۳۸۱ء کی ایک رات میں آیا تھا اور اس میں آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تفسیر بیضاوی پڑھنے (سیکھنے) کا اشارہ فرمایا تھا۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی برکت سے (مجھے) قرآن (مجید) کے معانی (تفسیر چرخی کی صورت میں) ضبط (کرنے نصیب) ہوئے۔

اس تفسیر میں تسمیہ، تعوذ اور فاتحہ کے علاوہ آخری دو پاروں کی تفسیر موجود ہے۔ یہ ۸۵۱ھ / ۱۴۴۷ء (جو مصنفؒ کا سال وفات ہے) میں مکمل ہوئی۔ (۵۳) فارسی متن بارہا چھپ چکا ہے۔ ایک بار یہ تفسیر ۱۳۰۸ھ / ۹۰ـ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ ہند) سے شائع ہوئی (۵۴) اور ایک دفعہ اسے حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار (افغانستان) نے ۱۳۳۱ھ / ۱۲ـ۱۹۱۳ء میں مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور سے چھاپا تھا اور اس ایڈیشن میں تفسیر کے کناروں پر ''تفسیر روضۃ المارب'' کے نام سے مولوی ولی محمد صاحب نجندی قندھاریؒ کے گراں قدر حواشی بھی طبع ہوئے تھے۔ ۲۰۰۴ء میں اس تفسیر کا فارسی متن الرحیم اکیڈمی، اعظم نگر، لیاقت آباد، کراچی نے طبع کیا ہے، جو ۲۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۵۵) یہ تفسیر تاجکستان میں قرآن شریف کے تاجک زبان میں ترجمے کی حیثیت سے معروف ہے۔ اس کے قلمی مخطوطات اکثر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ (۵۶) اس کا اُردو ترجمہ پہلی بار از احقر راقم الحروف ۲۰۰۵ء میں جمعیۃ پبلی کیشنز، وحدت روڈ، لاہو کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

۴۔ حورائیہ: جمالیہ: شرح رباعی ابوسعید ابی الخیرؒ (فارسی)

کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں مخزونہ ایک قلمی مخطوطہ ''مجموعہ رسائل''، نمبر ۴۴۸۴ کے صفحہ ۱۵۴ـ۱۶۱ پر یہ رسالہ موجود ہے۔ کاتب نے اس کے آخر میں رسالہ کا نام ''جمالیہ'' لکھا ہے اور اس کی تاریخ کتابت ۱۱۰۰ھ / ۸۸ـ۱۶۸۹ء ہے۔ (۵۷)

احقر نے اس رسالہ کے فارسی متن کی تصحیح و تعلیقات کا کام کیا اور یہ پہلی بار دانش (شمارہ بہار ۱۳۶۴ھ ش / ۱۴۰۵ھ) فصل نامہ رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد میں (ص ۳۴ـ۳۹) زیرعنوان ''دو اثر غیر چاپی یعقوب چرخیؒ جمالیہ: حورائیہ (شرح رباعی ابوسعید ابی الخیر

قدس سرہ) طبع ہوا تھا۔ بعد ازاں احقر نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ میں (ص ۵۲۔۶۲) میاں اخلاق احمد اکیڈمی۔ لاہور سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا۔

رسالہ حورائیہ اب زیر نظر اشاعت میں رسالہ دوم کے طور پر شامل ہے۔

۵۔ رسالہ درباره اصحاب وعلامات قیامت: اوراق پراکندہ تفسیر چرخی (فارسی)

قلمی مخطوطہ بخط نستعلیق تیرہویں صدی ہجری کاتب محمد بن داملا آدینہ محمد خواجہ ایستر خانی مجال سرای، بروز چہار شنبہ صفر، آغاز ناقص (مجموعہ مخطوطات نمبر ۵۴۷۸ بنیاد خاور شناسی تاشقند، نسخہ ہائے خطی جلد ۹، ص ۱۷۸) زیر نظر: محمد تقی دانش پژوہ، تہران، ۱۳۵۸ھ ش۔ (۵۸)

احقر کے مہربان جناب ڈاکٹر بخدت طوسون، انقرہ یونیورسٹی، ترکی نے اپنے ایک گرامی نامہ میں اطلاع دی تھی کہ انہوں نے اس کا عکس حاصل کیا تھا اور مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تفسیر چرخی کے پراکندہ صفحات ہیں۔ اس طرح یہ کوئی الگ رسالہ نہیں ہے۔

۶۔ شرح اسماء الحسنیٰ (فارسی)

اس کے دیباچے میں آپ نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے علمائے طریقت نے اسماء اللہ کی عربی و فارسی میں متعدد شروح لکھی ہیں۔ میں نے ان کے فوائد فارسی میں اکٹھے کیے ہیں، تاکہ خاص و عام کو اس سے فائدہ پہنچے۔ اس کے مخطوطات چند کتب خانوں میں محفوظ ہیں:

الف۔ راولپنڈی، گولڑہ شریف، کتاب خانہ دربار عالیہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بخط نستعلیق، کتابت تیرہویں صدی ہجری، ۲۸ ص، ۱۵ س۔

ب۔ اٹک مکھڈ شریف، کتابخانہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ (در ملک جناب محمد صالح)، بخط نستعلیق، کتابت گیارہویں صدی ہجری، ۲۲ ص (دیکھئے فہرست مشترک ۱:۲۴، ۳:۱۲۹۱، ۱۴۸۱، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳)۔

ج۔ جناب سید وحید اشرف (مدراس۔ بھارت) نے مجلہ دانش (۲:۱۷۲) میں لکھا ہے کہ اس شرح کے تین نسخے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (ہندوستان) میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے ان کا کوئی تعارف نہیں لکھا۔ احقر نے ذاتی طور پر مذکورہ نسخوں

کی فوٹو کاپی کے حصول کی کوشش کی تھی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

د۔ خاکسار کے مہربان جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کے ہاتھ ''کفایۃ العباد فی شرح الاوراد'' (در شرح اورادِ فتحیہ میر سید علی ہمدانی) نگاشتہ: عبدالملک بن قاضی قاسم بن قاضی محمد ملقب بہ غیاث المار یکلی معروف بہ قاضی زادہ، نوشتہ بسال ۸۶۹ھ، مکتوبہ بدست نگارندہ (قاضی زادہ) در ۸۷۰ھ آیا تھا، جس کے ساتھ (برگ ۱۰۲۔۱۰۸ تک) شرح اسماء الحسنیٰ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز کا نسخہ موجود تھا۔ مولانا چرخی قدس سرہ العزیز کا وصال ۸۵۱ھ میں ہوا۔ لہٰذا یہ نسخہ ۱۹ برس بعد کتابت ہوا، جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب نوشاہی صاحب نے خاکسار کے تصحیح کردہ متن (فارسی) شرح اسماء الحسنیٰ (جو مجلّہ دانش ا، ص ۱۵۔۲۲ میں طبع ہوا تھا) کے ساتھ مذکورہ نسخے کا مقابلہ کیا اور اختلافات کو مجلّہ دانش ۳: ۲۰۴۔۲۰۸ (پائیز ۱۳۶۴ھ ش) میں شامل اشاعت کر دیا۔ احقر نے اپنے تصحیح کردہ متن اور جناب نوشاہی صاحب کے تحریر کردہ اختلافات کو مدنظر رکھ کر شرح اسماء الحسنیٰ کا اردو ترجمہ کیا اور یہ میاں اخلاق احمد اکیڈمی لاہور کی طرف سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہونے والے ''سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ'' کے آغاز میں (ص ۲۳۔۵۱) شامل تھا۔

شرح اسماء الحسنیٰ اب زیرِ نظر اشاعت میں رسالۂ اوّل کے طور پر شامل ہے۔

۷۔ طریقہ ختم احزاب، یعنی منازل تلاوت قرآن مجید (فارسی)

قرآن مجید کے ختم پاک کی تکمیل کا یہ طریقہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ الدین بخاریؒ کی روایت سے کتابت کیا تھا اور ملا جمیل رشتیؒ نے اسے نظم کا روپ دیا تھا۔

احقر کو یہ ''طریقہ ختم احزاب'' کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام میں موجود قرآن مجید کے مخطوطات کی فہرست تالیف کرتے ہوئے ہاتھ لگا۔ یہ نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۲۰۳) کے شروع میں ص ۱۳ پر اور نسخہ خطی قرآن مجید (شمارہ ۳۴۴۴) کے آخر میں ص ۶۸۰ پر موجود ہے۔ نسخہ دوّم بدست عبداللہ ابن عبدالعزیز ابن حقیر احمد متوطن قریہ پلپانہ، بروز پنج شنبہ بوقت ظہر سنہ ۱۲۱۴ھ کا کتابت شدہ ہے اور پہلے نسخے (جو قرآن مجید نمبر ۲۰۳ کے شروع

میں ص ۱۳ پر ہے) سے صحیح تر ہے۔ (۵۹) (دیکھئے فہرست نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کتاب خانہ گنج بخش، ص ۴۵، ۱۵۲، ۱۶۷، ۱۷۴ کہ وہاں مندرج نسخہ ہائے خطی قرآن مجید کے آخر میں یہ دعا ختم احزاب موجود ہے)۔ خاکسار نے ان دونوں نسخوں (قرآن مجید نمبر ۳۴۴۴، ۲۰۳ میں مندرج) کا مقابلہ کر کے ایک فارسی متن تیار کیا، جو مجلہ دانش شمارہ ا (ص ۴۰ ـ ۴۱) میں طبع ہوا۔

بعد ازاں احقر نے اس کا اُردو ترجمہ کیا، جو اپنے فارسی متن کے ہمراہ ''سہ رسائل حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ'' (ص ۶۳ ـ ۶۶) میں شامل ہے اور میاں اخلاق احمد اکیڈمی، لاہور سے ۱۹۹۸ء میں طبع ہوا ہے۔

طریقہ ختم احزاب اب زیر نظر اشاعت میں رسالہ سوم کے طور پر شامل ہے۔

۸۔ نائیہ، رسالہ (فارسی)

اس رسالے کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی مولوی معنوی مولانا جلال الدین بلخی رومی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اس کے آخر میں مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت بادشاہ و کنیزک، قصہ شیخ دقوقی، شیخ محمد سررزیؒ، حکایت بایزید بسطامیؒ، کرامات درویشؒ، واقعہ حضرت بہلولؒ، حکایت حضرت موسیٰ علیہ السلام، مسئلہ فنا و بقاء درویش کامل اور قصہ وکیل صدر جہان کے اشعار مثنوی اور ان کی شرح عارفہ کا اضافہ کیا ہے۔ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شرح معارف و عرفان الٰہی کا خزینہ ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ اس میں آپ نے اولیائے کرام کے مراتب و درجات اور ان کے ادب و احترام کا ذکر انتہائی خوبصورت اور مدلل انداز میں کیا ہے۔

یہ رسالہ معروف افغانی محقق جناب (استاد) خلیل اللہ خلیلی مرحوم ((م ۴ مئی ۱۹۸۷ء) کی تصحیح و تعلیقات اور مقدمہ کے ساتھ رسالہ نائیہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ (ص ۹۵ ـ ۱۵۸) انجمن تاریخ افغانستان کابل کی جانب سے ۱۳۳۶ھ ش میں طبع ہوا تھا۔ (۶۰) احقر نے فضل ربی سے اس متن کا اُردو ترجمہ ۱۹۷۸ء میں کیا تھا۔ بعد ازاں مصنفؒ کے احوال و آثار میں ایک تحقیقی مقدمہ اور حواشی کا اضافہ کر کے جنوری ۲۰۰۴ء میں جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے ''شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ المعروف رسالہ نائیہ'' کے عنوان سے شائع کیا، جو ۷۶ اصفحات پر مشتمل ہے۔

حواشی مقدمہ

۱۔ تفسیر چرخی، ص ۳۳۳

۲۔ تفسیر چرخی، ص ۲۴۰، مقدمہ نائیہ، ص ۹۷۔ نیز ترجمہ اُردو نائیہ، ص ۱۰۵

۳۔ تفسیر چرخی، ص ۲۱۲، مقدمہ نائیہ، ص ۹۷

۴۔ رشحات، ص ۷۹، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۵۔ رشحات، ص ۷۶، شذرات الذہب ۷: ۴۲، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲،

۶۔ رشحات، ص ۷۶، نفحات الانس، ص ۵۹۳

۷۔ تفسیر چرخی، ص ۱۴۸

۸۔ تفسیر چرخی، ص ۱۴۸

۹۔ ابدالیہ (فارسی)، ص ۲۸-۲۹

۱۰۔ رشحات، ص ۷۶

۱۱۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزان علی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۱۔۷۲۱ھ/۹۴۔۱۱۹۵۔۱۳۲۱ء) خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۷ھ/۱۳۱۷ء) کے خلیفہ اور حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ (۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) کے پیرو مرشد ہیں (دیکھئے: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص ۴۱۵۔۴۲۶)۔

۱۲۔ رشحات، ص ۷۷

۱۳۔ رشحات، ص ۷۷

۱۴۔ رشحات، ص ۷۷

۱۵۔ رشحات، ص ۷۷

۱۶۔ ترجمہ: خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے۔

۱۷۔ رشحات، ص ۷۷

۱۸۔ سورۃ الانعام ۹۰۔ ترجمہ: یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے (صبر کی) ہدایت کی تھی۔ سو آپ بھی انہی کے طریق پر چلیے۔ دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۱۹۔ رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۰۔ ترجمہ: ''علم دو ہیں، ایک دل کا علم ہے جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے۔ دوسرا زبان کا علم ہے اور یہ بنی آدم پر حجت ہے'' دیکھئے: اتحاف السادۃ المتقین، ۱: ۳۴۹، ۷: ۵۹۵، رسالہ قدسیہ، ص ۱۰۸، بحوالہ کنز الہدایات، نیز تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۱۔ ترجمہ: جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو، کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں، وہ تمہارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمہارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

۲۲۔ رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰

۲۳۔ رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰، نفحات الانس، ص ۵۹۳

۲۴۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۳۵۔۵۷۵ھ / ۱۰۴۴۔۱۱۷۹ء) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۶ھ / ۱۱۴۲ء) کے خلیفہ اور حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۵ھ / ۱۳۱۵ء) کے پیر و مرشد ہیں (دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ، ص ۳۸۷۔۴۰۱)۔

۲۵۔ وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر میں واقف رہنا ہے۔ جب ذکر کرے تو طاق، یعنی وتر کرے۔ جیسے ۱، ۳، ۵، ۷، ۱۱۹، وغیرہ۔ اس میں ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مناسبت ہے، کیونکہ ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ وَتْرٌ وَ یُحِبُّ الْوَتْرَ''۔ یعنی، بیشک خدا ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے، دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ ۱۷۷

۲۶۔ رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰، ۱۴۱

۲۷۔ انسیہ، ص ۵، رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۸۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۲۹۔ رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۲، خزینۃ الاصفیاء ۱: ۵۶۷

۳۰۔ رشحات، ص ۸۷، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۱

۳۱۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ (م ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء) کے خلیفہ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے

پیرومرشد (دیکھئے: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ خیریہ، ص ۵۲۷ـ۵۳۴)۔

۳۲۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۱۴۲، نفحات الانس ۵۹۳

۳۳۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۱۴۲

۳۴۔ تفسیر چرخی، ص ۷۷

۳۵۔ مقدمہ نائیہ، ص۹۹، تفسیر چرخی، ص ۱۴۸

۳۶۔ گنج تاریخ، بحوالہ آریانہ ۲: ۱۴

۳۷۔ ھلفتو کا موجودہ نام ''گلستان'' ہے (دیکھئے: تذکرہ نقشبندیہ خیریہ، ص ۵۳۷، ۵۴۵)، خزینۃ الاصفیاء ۱: ۵٦٦ـ۵٦۷، آریانہ ۲: ۱۲، سلسلہ نقشبندیہ، ص ۱۱٦ـ۱۱۷، مطلب الطالبین، ص ۲۴ـ۲۵، سفینۃ الاولیاء، ص ۸۰، Encyclopaedia Iranica, 4:819-820, Le Soufi Et Le Comissair, 194-210

۳۸۔ رشحات، ص ۷٦

۳۹۔ رشحات، ص ۱۴۲

۴۰۔ تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی ۲: ۷۷۸ـ۷۷۹

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ مقدمہ نائیہ، ص ۹۷، تفسیر چرخیؒ، ص ۱۰٦

۴۳۔ مجلّہ دانش کدہ ادبیات وعلوم انسانی، شمارہ ۱۵: ۱۴/ معجم المؤلفین ۱۰: ۵)

۴۴۔ تاریخ نظم ونثر در ایران ۱: ۲٦۵

۴۵۔ نسمات القدس، ص ٦۹

۴٦۔ روزنامہ جنگ۔ کراچی، ۹ جنوری ۱۹۸۲ء، بشکریہ دوست محترم جناب ڈاکٹر سید عارف نوشاہی، اسلام آباد

۴۷۔ مقدمہ نائیہ، ص ۱۰۷، ۱۰۸، نفحات الانس، ص ۵۹۳

۴۸۔ ہفت اقلیم ۱: ۳۳۴، نائیہ، ص ۱۲٦، تفسیر چرخیؒ، ص ۲۷، ۲۲٦

۴۹۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۴۷ـ۵۴۸

۵۰۔ تفسیر چرخی، ص ۲۲۳

۵۱۔ تفسیر چرخی، ص۲۲۳۔۲۲۴

۵۲۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۵۴۸

۵۳۔ تاریخ نظم ونثر درایران ا:۶۶۵، تفسیر چرخی، ص۱۴۸

۵۴۔ فہرست مشترک ا:۳۰۔۳۲

۵۵۔ ماہنامہ الخیر، اکتوبر۲۰۰۴ء ص۵۲

۵۶۔ فہرست مشترک ۳: ۱۴۲۳

۵۷۔ ایضاً

۵۸۔ بشکریہ دانشمند محترم ایرانی جناب آقای استاد احمد منزوی۔

۵۹۔ نسمات القدس (ص۳۲۳) کے نسخہ خطی مخزومہ کتابخانہ گنج بخش کے آخر میں مذکور ہے: اور (شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۰۳۴ھ، نے) فرمایا: ''ایک عزیز نے لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے خط میں ''ختم احزاب'' پڑھا ہے کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کیا کرتے تھے:

''فاتحہ'' ''انعام'' ''یونس'' گیرو ''طٰہٰ'' اے ھمام
''عنکبوت'' آنگہ ''زمر'' پس ''واقعہ'' دان''

۶۰۔ فہرست کتاب ہائے چاپی فارسی ۲: ۲۹۱۱۔ مولانا یعقوب چرخیؒ کے احوال وآثار کے لیے نیز دیکھیے: Bahaeddin Naksbend, By Necdet Tosun, 147-154

حصّہ اوّل (اُردو)

رسالہ اوّل : شرح اسمآء الحسنٰی

رسالہ دوّم : حوارئیہ

رسالہ سوّم : طریقہ ختم احزاب

رسالہ چہارم : ابدالیہ

رسالہ پنجم : اُنسیہ

رسالۂ اوّل

شرح اسماءالحسنٰی

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْاَوْلِیَاءِ بِتَجَلِّیَاتِ اَسْمَآئِهِ الْحُسْنٰی وَ صِفَاتِهِ الْعُلْیَا وَ جَعَلَهَا مَظَاهِرِ حَقَایِقِ الْاَسْمَآءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰی ﷺ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ نُجُوْمِ الْاِهْتِدَا. وَبَعْدَهٗ۔(۱)

اس کے بعد خدائے غفور اور حی کی رحمت کا امیدوار یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثمَّ السَّرْرَزِیْ'' بَصَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِعُیُوْبِ نَفْسِهٖ وَجَعَلَ غَدَهٗ خَیْراً مِنْ اَمْسِهٖ''(۲)(یعنی: اللہ تعالیٰ اس کے نفس کے عیب اسے دکھائے اور اس کی صبح کو اس کی شام سے بہتر بنائے۔) کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مناسب صفات اور اسمآء الحسنیٰ سے پکارنا واجب ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی''(۳) اور ''وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا''۔(۴)

اسمآء الحسنیٰ ننانوے (۹۹) ہیں جیسے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے: ''اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةٌ وَّ تِسْعِیْنَ اَسْمَآءَ مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ''۔(۵)

علمائے شریعت اور عظمائے طریقت نے اسماء اللہ کی شرح فارسی اور عربی میں مفصل طور پر کی ہے۔ ان کے فوائد سے یہ کتاب مختصر طور پر فارسی زبان لکھی گئی ہے، تاکہ اس کا فائدہ خاص و عام لوگوں کو پہنچے اور اُمید واثق ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ لکھنے والے اور سننے والے کو اپنے لطف وکرم کے ذریعے تنقید کے گڑھے سے نکال کر تحقیق کی بلندی پر پہنچائے گا۔ ''وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْهِ التَّکْلَانُ''۔(۶) حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو فرمایا ہے کہ ''مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔'' اس سے تین طرح کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جو شخص ان ناموں کو کلمہ کلمہ کر کے پوری تعظیم کے ساتھ پڑھے اور ان کے ساتھ نہ (تو کوئی لفظ) بڑھائے اور نہ ہی کچھ کم کرے، یعنی صرف ''اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ، اَلْمَلِکُ'' نہ کہ ''یَا رَحْمٰنُ، یَا

رَحِیمُ، یَا مَلِکُ ‘‘ کہےتو وہ بہشت میں داخل ہوگا اور یہ (عمل) عام لوگوں کے مناسب حال ہے۔ (دوسرا یہ کہ) جو آدمی اسماء اللہ کے معانی کو سمجھے اور ان پر (پوری طرح) اعتقاد کرے تو اس کے لئے ’’احصا‘‘ ’’حصاۃ‘‘ سے مشتق ہے اور یہ جدا کرنا ہے اور یہ (عمل) علماء کے شایانِ شان ہے۔ (تیسرا یہ کہ) جو شخص ان ناموں کے ساتھ عمل کرنے کی ہمت کرے اور ہر نام (کے معنی) کے مطابق قیام (عمل) کرے، جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْہُ‘‘ (۷)، ’’اَیْ لَنْ تُطِیْقُوْہُ‘‘۔ (۸)

کیونکہ ہر معنی کی ایک حقیقت ہے اور حقیقت میں ایک سچائی ہے، پس جب (آدمی) اللہ کہے تو اسے اس کے معنی کو جاننا چاہیے۔ اس کا دل اللہ کے سوا کسی کا شیدا نہ ہو اور وہ ماسویٰ اللہ سے نہ ڈرے اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے۔ فقیر نے اس بارے میں اپنے شیخ قطب المشائخ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ آپ مثال دیتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب آدمی ’’اَلرَّزَّاقُ‘‘ کہے تو اس کے دل میں روزی کا غم نہ رہے۔ خواہ زمین پر ذرہ بھر بھی کوئی چیز نہ اُگے۔

اسی طرح ہر اسم الٰہی سے آدمی کے لئے ایک نصیب (حصہ) مخصوص ہوتا ہے۔ ہر آدمی کو اپنے لئے مخصوص اسم الٰہی کا ورد کرنا چاہیے، تاکہ وہ اس کا مظہر بن جائے اور وہ علم لدنی، جو کسبی علم نہیں بلکہ وراثت ہے، جیسا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے: ’’مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عِلْمَ مَالَا یَعْلَمُ ‘‘(۹) سے مشرف ہو جائے اور آدمی صرف نام پڑھنے پر ہی اکتفا نہ کرے۔ جیسا کہ رئیس الواصلین قدوۃ العارفین مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ من الرب العالمین فرماتے ہیں:

از ہواہا کے رہی بے جام ہو
اے زہو قانع شدہ با نام ہو
از صفت و زنام چہ زاید خیال
وان خیالش ہست دلال وصال
دیدۂ دلال بے مدلول ہیچ
تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ

ہیچ نامے بے حقیقت دیدۂ
یاز گاف ولام گل گل چیدۂ
اسم خواندی، رو، مسمیٰ را بجو
مہ ببالا دان، نہ اندر آبجو
گرز نام و حرف خواہی بگذری
پاک کن خود را از خود ہین یکسری
خویش راصافی کن از اوصاف خود
تا بہ بینی ذات پاک صاف خود
بینی اندر دل علوم انبیاء
بے کتاب و بے معید و اوستا
بے صحیحین و احادیث و روات
بلکہ اندر مشرب آب حیات (۱۰)

ترجمہ اشعار

- محبت الٰہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹ سکتا ہے، اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے۔
- (اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے) اور وہ اس کا خیال، وصال کا راہنما ہے۔
- کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے؟ جب تک راستہ نہ ہو، کبھی چلاوا نہیں ہوتا ہے۔
- تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمیٰ کے دیکھا ہے؟ یا (لفظ) گل کے گاف اور لام سے تو نے پھول چنے ہیں۔
- تو نے نام پڑھ لیا، جا نام والے کو ڈھونڈ، چاند کو اوپر سمجھ، نہ کہ نہر کے پانی میں۔
- تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے، تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے۔

❁ اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے پاک کر لے، تا کہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس حالت میں) دیکھے۔

❁ تا کہ تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے، بغیر کتاب اور بغیر دہرانے والے کے اور بغیر استاد کے۔

❁ (مجھے میرے نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے، بلکہ مشرب (عشق) میں (جو) آبِ حیات ہے (وہ دیکھے گا)۔

شیخ محقق رئیس الطائفہ شیخ جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ''اِقْطَعِ الْقَارِئِیْنَ وَوَصِلِ الصُّوْفِیْنَ''۔(۱۱) اس بارے میں حضرت خواجہ بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ قاری کون ہے اور صوفی کون ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ قاری وہ ہے، جو اسم سے مشغول ہو جائے اور صوفی وہ ہے جو مسمیٰ کی جانب متوجہ ہو۔ پس جب صوفی مسمیٰ سے مشغول ہوتا ہے تو خدا خوانی سے خدا دانی تک رسائی پاتا ہے اور معرفت کی بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ کبراء میں سے بعض نے کہا ہے:

''اِنَّ فِی الدُّنْیَا جَنَّۃً مَنْ دَخَلَ فِیْھَا لَمْ یَشْتَقْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَھِیَ مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی''۔(۱۲)

تمام آدمی بہشت کے طالب ہوتے ہیں، مگر بہشت اس (صوفی) کی طالب ہوتی ہے، جیسے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: ''اَلْجَنَّۃُ اَشْوَقُ اِلٰی سَلْمَانَ مِنْ سَلْمَانَ اِلَی الْجَنَّۃَ'' (۱۳) اور یہ عمل عارفوں کے مناسب حال ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہر اسم کے تحت اس مطلب کی طرف اشارہ کیا جائے گا، تا کہ ہر آدمی اپنا نصیب (اس اسم الٰہی سے) حاصل کرے۔ (جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:) ''قَدْ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَھُمْ''۔(۱۴)

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔(۱۵) یعنی اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ جو آدمی ہر روز ایک ہزار مرتبہ ''اللہ کہے، وہ صاحب یقین ہو جاتا ہے۔ یہ پہلا اسم الٰہی ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ: وہ ہے سب سے زیادہ بخشنے والا جو دشمن اور دوست (دونوں) کو اپنی عام

نعمت اور کامل کرم سے پالتا ہے۔ جو آدمی نماز کے بعد ایک سو بار (اَلرَّحْمٰنُ) پڑھے وہ بھولنے کی بیماری اور دل کی سختی سے نجات پائے گا۔

اَلرَّحِیْمُ: وہ جو مومنوں کو ایمان اور بہشت جاوداں دے کر بہت ہی بڑا بخشنے والا ہے۔ جو شخص ہر روز ایک سو بار (اَلرَّحِیْمُ) پڑھے وہ مشفق اور مہربان ہو جاتا ہے۔

ان دونوں ناموں (اَلرَّحْمٰنُ اور اَلرَّحِیْمُ) سے عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ دل کو ذکر اور تن کو بندگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مشغول رکھے اور اس کے بندوں پر رحم کرے۔ مظلوم کو ظالم سے اور ظالم کو مظلوم سے دور رکھے۔ گنہگاروں اور (اطاعت الٰہی سے) دور ہو جانے والوں کو معاف کرے اور انہیں وعظ و نصیحت کے ذریعے راہ راست کی طرف بلائے۔ (اس کام کو کرتے ہوئے) ان کی طرف سے جو دکھ پہنچے اسے برداشت کرے اور محتاجوں کی حاجت پوری کرے۔

اَلْمَلِکُ: ایسا بادشاہ (حقیقی) جسے دنیا اور آخرت میں (حقیقی) عظمت اور بادشاہی حاصل ہے اور دنیا کے ہر بادشاہ کی گردن اس کے قہر اور غیریت سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ جو شخص ہر روز ایک سو مرتبہ (اَلْمَلِکُ) پڑھے، وہ روشن دل ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دنیا کے بادشاہوں اور دولت مندوں کو عاجز سمجھے اور ان کی طرف میلان نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگ جائے، تاکہ مجازی بادشاہ اس کے خادم اور فرمانبردار بن جائیں۔

اَلْقُدُّوْسُ: پاکیزہ اور ناپاک چیزوں سے پاک ذات، جس کی ذات کی حقیقت کو پانے سے اہل زمین اور آسمان سبھی عاجز ہیں۔ جو آدمی ہر روز زوال کے وقت ایک سو مرتبہ (اَلْقُدُّوْسُ) پڑھے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ (اپنے) دل کو نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں سے پاک کرے اور ظاہری طور پر اسے شریعت کے تابع بنائے، تاکہ وہ اس طرح باری

تعالیٰ کا پیارا بن جائے اور اس کریم کا محبوب ہو جائے۔ (جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے): اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔(۱۶)

اَلسَّلَامُ: بے عیب اور بیماری سے پاک (ذات)، سلامتی بخشنے والا، اور اہل اکرام پر نعمتوں کی سرا (بہشت) میں سلام پہنچانے والا، (جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے) سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبِّ الرَّحِیْمِ۔(۱۷)

جو شخص ہر روز ایک سو پندرہ مرتبہ بیماری سے شفا پانے کے لئے (اَلسَّلَامُ) پڑھے، اسے صحت نصیب ہوگی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو بری صفات سے محفوظ کرے اور اچھی صفات سے آراستہ کرے اور سَلَامُ (یعنی سلامتی والے اور بے عیب) کی مرضی کے مطابق مسلمانوں کو سربلند کرے۔

اَلْمُؤْمِنُ: بندوں کو عذاب سے پناہ دینے والا اور (اپنے) دوستوں کے دل کو روز محشر سکون بخشنے والا۔ جو آدمی اس نام کو اپنے پاس رکھے یا پڑھے وہ ظاہر اور باطن کی تباہی سے امان پائے گا اور شیطان کے دوستوں کا اس پر کوئی بس نہ چلے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اہل حق کو منکرات سے محفوظ رکھے اور ساری مخلوق کو تباہی اور نقصان سے بچائے۔

اَلْمُهَیْمِنُ: بندوں کے کردار کا خوب نگہبان اور ڈرنے والوں کو اچھی طرح پناہ اور امان دینے والا۔ جو شخص غسل کرنے کے بعد ایک سو بار (اللہ کے) اس نام کو پڑھے، وہ باطن کی بزرگی سے مشرف ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے اقوال، افعال اور احوال کی حفاظت کرے، تا کہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی رضا کے خلاف نہ چل سکے۔

اَلْعَزِیْزُ: تمام چیزوں پر ایسا غالب کہ جس سے کوئی فرار نہ کر سکے۔ جو آدمی چالیس روز تک نمازِ فجر کے بعد اکتالیس مرتبہ (یہ نام) پڑھے، وہ دنیا اور آخرت میں کسی کا محتاج نہ رہے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کی مخالفت سے پناہ مانگے اور لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

اَلْجَبَّارُ: (سب سے) زبردست، کام کو نیکی اور بھلائی کی طرف لانے والا، جو شخص ''مسبعات عشر'' (۱۸) کے بعد اکیس بار اَلْجَبَّارُ پڑھے، وہ ظالم کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہوگا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے اور غیر کے نفس کو نیکی اور بھلائی کی طرف (لگائے) رکھے۔

اَلْمُتَکَبِّرُ: وہ ذات جس کے سوا کوئی دوسرا بزرگی اور بڑائی کے ہرگز لائق نہیں ہے۔ جو آدمی اپنی بیوی سے مباشرت کرتے وقت دخول سے پہلے دس مرتبہ اَلْمُتَکَبِّرُ پڑھے، اس کی اولاد خداترس پیدا ہوگی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو حقیر سمجھے اور بلند ہمت بن کر اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا اور آخرت کی تمام لذتوں سے منہ موڑ لے۔ ہمارے شیخ (حضرت خواجہ نقشبندؒ) اکثر فرمایا کرتے تھے:

بلذت ہائے جسمانی غمت را کی فروشم من
کہ دادن ابلہی باشد بسیری من و سلوٰی را (۱۹)

ترجمہ: جسمانی لذتوں کے عوض میں تیرے غم کو کیونکر فروخت کروں، کیونکہ سیر شدہ کو من و سلوٰی دینا نادانی ہے۔

اَلْخَالِقُ: ہر چیز کو (اپنی) حکمت سے مقدار (مرتبہ) عطا فرمانے والا۔

اَلْبَارِئُ: ہر چیز کو (اپنی) قدرت سے تخلیق کرنے والا۔

اَلْمُصَوِّرُ: ہر مخلوق کی شکل کو خلیج بے سبب میں مناسب طور پر نقش کرنے والا۔
(ان تینوں ناموں سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ مصنوع (مخلوق) سے صانع (خالق) کی طرف متوجہ ہو جانے کے بعد پھر مصنوع (مخلوق) کے ساتھ مشغول نہ ہو جائے، تا کہ وہ عذاب (سختی و گرانی) میں نہ رہے۔

اَلْغَفَّارُ: گناہ کو چھپانے والا خواہ وہ (جتنا) زیادہ ہو اور گنہگار کو بخشنے والا ہے خواہ وہ جیسا ہی بدکردار ہو۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد ایک سو بار ''یَا غَفَّارُ اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ'' (۲۰) پڑھے، وہ بخشش پانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی برائیوں پر پردہ ڈالے اور انہیں نصیحت کرنے کی کوشش کرے۔

اَلْقَهَّارُ: سرکشوں کی گردن توڑنے والا اور ان کی رسم (نشانی) کو مٹا دینے والا۔ جو آدمی ایک سو مرتبہ (اَلْقَهَّارُ) پڑھے، اس کی حاجت پوری ہو جاتی ہے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ نفس امارہ کو مخالفت کی تلوار سے اور جنوں اور انسانوں میں سے شیطانوں کو قہر کے ذریعے اپنے دل کی بادشاہی سے باہر نکال دے اور شریعت کے زور سے فاسقوں کا خاتمہ کرے۔

اَلْوَهَّابُ: بہت (زیادہ) بخشنے والا بغیر کسی لالچ کے اور بہت زیادہ کرم کرنے والا بغیر کسی غرض کے۔ جو شخص نماز چاشت کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر سات مرتبہ یَا وَهَّابُ پڑھے، اس کا دل مخلوقات (کی محبت) سے خالی ہو جائے گا اور اگر وہ کوئی حاجت رکھتا ہو تو وہ پوری ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنی تمام حاجتوں (کی تکمیل) کو اللہ تعالیٰ سے مانگے اور اس کے لئے جس قدر ممکن ہو، ضرورت مندوں کی حاجتوں کو پورا کرے۔

اَلرَّزَّاقُ: تمام مخلوق کو ان سے کسی قسم کے نفع کی اُمید نہ رکھتے ہوئے روزی دینے والا۔ جو آدمی نماز فجر سے پہلے اپنے گھر کے چاروں کونوں میں دس دس باریَـارَزَّاقُ پڑھے اور اس کا آغاز قبلہ رو ہو کر گھر کے دائیں طرف سے کرے، وہ مفلسی سے چھٹکارا پائے گا۔ یہ وہ نام ہے جو فرشتے کھیتوں پر پڑھتے ہیں اور اس نام کی برکت سے خوشے میں دانہ پیدا ہوتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی حاجت کسی کے سامنے پیش نہ کرے اور روزی کا غم نہ کھائے۔ جو کچھ بھی اس کے پاس ہو، اسے لوگوں میں بلا امتیاز بانٹنے سے بخل نہ کرے۔

اَلْفَتَّاحُ: بندوں کے درمیان حکم کرنے والا اور عاجزوں کی مشکلات کو حل کرنے والا۔ یہ وہ نام ہے جس کی برکت سے آسمان اور زمین (پر رہنے والوں) کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ جو شخص نماز فجر کے بعد ستر باریَافَتَّاحُ پڑھے، اس کے دل کی تاریکی جاتی رہے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ظالموں کے ظلم کو مٹانے اور مظلوموں کے سربلند ہونے اور لطف واحسان کے ذریعے بیکسوں کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا رہے۔

اَلْعَلِيْمُ: ظاہر و باطن اور دنیا و آخرت کی باتوں کو اچھی طرح جاننے والا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ہے۔ جو آدمی دل میں یَـاعَـلِيْمُ زیادہ پڑھتا ہے، وہ حق تعالیٰ کی معرفت پالیتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم کو حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرے، کیونکہ وہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے۔

اَلْقَابِضُ: بندوں کی روزی اور تمام احوال کو پوری طرح اپنی گرفت میں رکھنے والا۔

یہ وہ نام ہے جس کی برکت سے ملک الموت روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ جو شخص اس نام کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر چالیس روز تک کھائے، وہ بھوک و افلاس سے نجات پائے گا۔

اَلْبَاسِطُ: بندوں کی روزی اور عارفوں کے دل کو کشادگی بخشنے والا۔ یہ وہ نام ہے جس کی برکت سے حضرت میکائیل علیہ السلام بارش کو بھیجتے ہیں۔ جو آدمی سحری کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دس بار یَا بَاسِطُ پڑھے اور پھر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے، وہ ہرگز کسی سوال کے لئے محتاج نہ رہے گا۔

(ان دو ناموں سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ تنگدستی میں صبر کرے اور آسودگی سے شکر بجا لائے۔ قبض میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی طرف متوجہ ہو اور بسط میں اللہ تعالیٰ کے جمال کا نظارہ کرے۔

ہمارے خواجہ (حضرت بہاء الدین نقشبندؒ) قبض (کی حالت) میں استغفار پڑھنے اور بسط میں شکر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ ان دونوں حالتوں کا لحاظ رکھنا وقوفِ زمانی میں سے ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو واقعات سے زیادہ التفات نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ وہ بندگی کے قبول ہونے کی حتمی دلیل نہیں ہے اور درویش کو صاحب قبض و بسط بننا چاہیے، تاکہ اسے: وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۲۱) کا راز معلوم ہو جائے۔ اس فقیر کے خیال میں اس ہدایت بخشنے والی آیت: وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (۲۲) میں انہی دو حالتوں کی جانب اشارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس (عارف کو) سینے کی بسط و قبض کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرنا چاہیے۔ جیسا کہ عارف رومی (مولانا جلال الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں۔ بیت:

اگر پنہان شوی ازمن ھمہ تاریکی و کفرم
وگر پیدا شوی برمن مسلمانم بجان تو (۲۳)

ترجمہ: اگر تو مجھ سے پنہاں ہو جائے تو (یہ) سب میری تاریکی و کفر ہے اور اگر تو مجھ پر ظاہر ہو جائے تو میں تیری جان کے صدقے مسلمان ہوں۔

اور کبراء میں سے بعض نے کہا ہے کہ ولی کے لئے قبض و بسط ایسے ہی ہے، جیسے نبی کے لئے وحی ہے۔

اَلْخَافِضُ: گنہگاروں اور کافروں کو نیچا (ذلیل) کرنے والا۔ یہ نام وہ ہے جس کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دشمنوں سے چھٹکارا پایا۔ جو آدمی دشمن کو دفع کرنے کی نیت سے ستر مرتبہ (یَاخَافِضُ) پڑھے، اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

اَلرَّافِعُ: (اپنے) فرمانبرداروں اور اہل ایمان کو سربلند کرنے والا۔ یہ نام ہے جس کی برکت سے تمام بادشاہوں نے مملکت پائی اور آسمان اسی نام کی برکت سے بغیر ستونوں کے کھڑا ہے۔ جو شخص آدھی رات یا دوپہر کو ایک سو بار یَارَافِعُ پڑھے، وہ برگزیدہ ہو جائے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اولیائے حق کی مدد کرکے انہیں سربلند کرے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں (کافروں) کو قہر اور ہیبت کے ذریعے نیچا (ذلیل) کرے۔

اَلْمُعِزُّ: ایمان اور عبادت کی بدولت عزیز بنانے والا۔ جو آدمی سوموار اور جمعہ کو نماز مغرب کے بعد اکتالیس مرتبہ یَامُعِزُّ پڑھے، وہ لوگوں میں بارعب ہو جاتا ہے۔

اَلْمُذِلُّ: کفر اور گناہ کی بدولت ذلیل کرنے والا۔ جو شخص کسی ظالم سے خوفزدہ ہو، وہ پچھتر مرتبہ یَـامُذِلُّ پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کرے اور سجدے میں ہی دشمن کا نام لے کر کہے یا الٰہی مجھے اس دشمن سے امان عطا فرما۔ وہ اس (دشمن اور ظالم کے شر) سے نجات پائے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ عزت کو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے، جو اس کی فرمانبرداری کرنے پر حاصل ہوتی ہے اور ذلت کو بھی اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے سمجھے، جو گناہ کرنے پر ملتی ہے۔ (نیز عارف کو چاہیے کہ) وہ نیکوکاروں کی عزت کرے اور گنہگاروں کو ذلیل کرے۔

اَلسَّمِيْعُ: آوازوں کو کانوں کے بغیر سننے والا اور ہر مدہوش کی حاجت پوری کرنے والا۔ جو آدمی جمعرات کے روز نماز چاشت کے بعد پانچ سو مرتبہ اَلسَّـمِيْـعُ پڑھے اور

(اس وظیفے کے دوران کوئی اور) بات نہ کرے، وہ جو دعا بھی مانگے، قبول ہو جاتی ہے۔

اَلْبَصِیْرُ: (سب چیزوں کو) آنکھوں کے بغیر دیکھنے والا۔ یہ دونوں نام ذات الٰہی کے صفاتی نام ہیں اور یہ نام (اَلْبَصِیْرُ) وہ نام ہے جس کی برکت سے انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو معراج نصیب ہوئی اور اولیائے کرام نے اس کی عظمت سے قربت (الٰہی) پائی۔ جو شخص صحیح عقیدے کے ساتھ جمعہ کی سنتوں اور دو فرضوں کے درمیان ایک سو دفعہ یَابَصِیْرُ پڑھے، وہ خصوصی عنایت الٰہی کا مستحق ٹھہرے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے احوال، افعال اور اقوال پر نگاہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کرے۔

اَلْحَکَمُ: ٹھیک اور درست حکم کرنے والا۔ جو آدمی آدھی رات کے وقت (یَاحَکَمُ) اتنا پڑھے کہ بے حال ہو جائے، وہ اسرار (الٰہی) کا محرم بن جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دل و جان سے اللہ تعالیٰ کے حکم مانے اور سرکشوں کے باطل رستے سے دور رہے۔

اَلْعَدْلُ: اچھی طرح انصاف کرنے والا۔ جو شخص جمعہ کی رات کو روٹی کے بیس ٹکڑوں پر (یہ نام) لکھ کر کھائے۔ تمام مخلوق اس کی مطیع بن جاتی ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ قضا پر راضی رہے اور رضا کی بنیاد کو قضا کے ظاہر نہ کرنے میں پنہاں سمجھے۔

اَللَّطِیْفُ: پوشیدہ کاموں کو جاننے والا اور نیکی (بھلائی) کو بندوں تک پہنچانے والا۔ جس شخص کو کوئی مشکل پیش آئے، وہ (دو رکعت) تحیۃ الوضو (پڑھنے) کے بعد ایک سو بار یَالَطِیْفُ پڑھے تو اس کی مشکل دور ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ (اپنے) باطن کو ظاہری برائیوں سے پاک

رکھے، نیز چھوٹوں اور بڑوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

اَلْخَبِیْرُ: تمام چیزوں سے آگاہ اوران کوخبر دینے والا۔ جوآدمی اپنے نفس بد کا شکار ہو چکا ہو، اگر وہ اس نام کو زیادہ پڑھے تو (اپنے نفس کی برائیوں سے) چھٹکارا پالے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ گناہ (کرنے) سے خوف کھائے، تا کہ بے خبری کے عالم میں نقصان نہ اٹھالے۔

اَلْحَلِیْمُ: بردبار، درگزر فرمانے والا اور بدکردار کو فرصت دینے والا۔ جوآدمی سمندر اور دریا میں کشتی کی سواری کرے، وہ یہ نام پڑھے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ غصہ سے پرہیز کرے، نگاہ نیچی رکھے اور دشمنی کا انتقام لینے میں جلدی نہ کرے۔

اَلْعَظِیْمُ: ایسا بزرگ جس کا کوئی شریک نہیں اور جس کی حقیقت کا احاطہ عقل نہیں کر سکتی۔ جو شخص دل میں یَاعَظِیْمُ پڑھے، وہ تمام مخلوق میں عزیز (عزت والا) بن جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو حقیر اور ذلیل سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو بے نہایت تصور کرے۔

اَلْغَفُوْرُ: بدکردار کے گناہ کو اچھی طرح چھپانے والا اور گنہگار کو بخشنے والا۔ جوآدمی یَاغَفُوْرُ زیادہ پڑھے، اس کے دل سے تاریکی جاتی رہتی ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ گنہگار کو معاف کر کے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا عفو و درگزر سے تعلق قائم رکھے، بیت:

پیش جوش عفو بیحد تو، شاہ

عذر از جملہ کسان آمد گناہ (۲۴)

ترجمہ: تجھ بادشاہ کی مہربانی کے بیحد جوش کے سامنے، سب لوگوں کا معذرت کرنا گناہ ہے۔

اَلشَّکُوْرُ: اپنے نیک بندے کوانتظار (کرنے) سے جزا دینے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور (اس کی) مخلوق کا شکر بجالائے اور (اللہ تعالیٰ کی یاد سے) ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے۔ جس شخص کی آنکھ کی بینائی جاتی رہے، وہ اکتالیس باریَاشَکُوْرُ پڑھے اور پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر اپنی آنکھ پر ملے تو شفا پائے گا۔

اَلْعَلِیُّ: اس چیز سے برتر کہ اس کی ذات کو جس طرح کہ وہ ہے اس کے سوا کوئی دوسرا جانے۔ جو شخص یہ نام ہمیشہ پڑھے یا اپنے ساتھ رکھے اگر وہ مفلس ہو تو دولت مند ہو جائے اور اگر مسافر ہو تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر اپنے شہر میں واپس پہنچ جائے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے تابع رکھ کر خوار کرے۔

اَلْکَبِیْرُ: ملک، ملکوت اور جبروت میں بزرگ۔ یہ وہ نام ہیں جس سے تمام مخلوق اس (اللہ تعالیٰ) کی مقہور ہے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ عظمت وکبریائی کو اللہ تعالیٰ کا خاصہ سمجھے اور فنا اور عاجزی کے ذریعے اپنا نصیب حاصل کرے۔

اَلْحَفِیْظُ: راتوں اور دنوں میں بندوں کی اچھی طرح حفاظت کرنے والا اور بندوں کے اعمال کو، انہیں قیامت کے روز جزا دینے کے لئے، اچھی طرح محفوظ رکھنے والا۔ اس نام کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کامیاب ہوئے۔ جس آدمی کو پانی، آگ جن وغیرہ اور نامحرم عورت پر نگاہ اُٹھ جانے کا خوف ہو، وہ یہ نام لکھ کر اپنے بازو پر باندھ لے تو امان پائے گا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو نفسانی خواہشات، شہوتوں، غصہ اور مشکل کاموں میں پیش آنے والے خطرات سے محفوظ رکھے۔

اَلْمُقِيْتُ: قوتوں کا پیدا کرنے والا۔ جو شخص رلا دینے والی مصیبتوں میں صبر کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ سات بار اس نام کو خالی لوٹے پر پڑھنے کے بعد اسے پانی سے بھر دے اور پھر اس کے پانی کو پی لے تو اس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی جانوں کو طعام کی بخشش کے ذریعے اور ان کی روحوں کو اسلام کی تبلیغ سے نفع پہنچائے۔

اَلْحَسِيْبُ: بندوں کے لئے اس جہاں (دنیا) اور اس جہاں (آخرت) میں کافی اور ان کا اچھی طرح حساب کرنے والا۔ جس آدمی کو کسی سے خوف ہو، وہ ایک ہفتہ تک ہر صبح اور شام سات بار **حَسْبِیَ اللّٰہُ الْحَسِيْبُ** پڑھے تو اس کا وہ خوف جاتا رہے گا اور اسے چاہیے کہ یہ عمل جمعرات سے شروع کرے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کی مشکلات حل کرنے کی پوری کوشش کرے اور توبہ کر کے اور جن لوگوں کے اس پر حقوق ہیں ان کو ادا کر کے، روز محشر سے پہلے اپنا محاسبہ کر کے، قیامت کے حساب میں کامیاب ہونے کی تدبیر کرے۔ جیسا کہ نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کے ارشاد میں اس طرف اشارہ ہوا ہے: "**حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا كِبُرًا**"۔ (۲۵) نماز عصر کے بعد ہر روز محاسبہ میں مشغول رہو۔

اَلْجَلِيْلُ: ایسا بڑا (بزرگوار) جو (اپنے) مکاشفہ جلال (یعنی جلال کا دیدار کرانے) سے طالبوں کے دلوں کو پگھلاتا (تڑپاتا) ہے اور پھر (انہیں اپنے) مطالعہ جمال (دیدار) سے نوازتا ہے۔ جو شخص لوگوں میں بزرگ (صاحب عزت) بننا چاہے، وہ اس نام کو مشک اور زعفران سے لکھ کر کھائے تو لوگوں میں بزرگی پائے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کی دونوں صفات (جلال و جمال) کا مظہر بننے کی کوشش کرے۔

ہمارے خواجہ حضرت مخدومی بہاء الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبندؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کو چاہیے کہ وہ مرید کو ان دونوں صفات کی تربیت دے، تاکہ وہ اس کے جمال کو جلال اور اس کے

جلال کو جمال سمجھے۔ میں نے حضرت خواجہ (نقشبند) کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین العطار علیہما الرحمۃ والرضوان الملک الجبار سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ کا جمال نہ ہوتا تو اس کا جلال دنیا کو جلا دیتا اور اگر اللہ تعالیٰ کا جلال نہ ہوتا تو اس کا جمال دنیا کو دیوانہ بنا دیتا۔

اَلْکَرِیْمُ: وہ جو بن مانگے اتنا دیتا ہے کہ وہم و گمان میں نہیں آ سکتا اور وہ جو گنہگار سے عذاب اور اس کی سزا دور کرتا ہے۔ جو آدمی سوتے وقت بستر پر یَا کَرِیْمُ پڑھتے پڑھتے سو جائے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں کہ ''اَکْرَمَکَ اللّٰہُ'' یعنی اللہ تعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو احسان جتلائے بغیر عطا کرے اور طاقت رکھنے کے باوجود (انہیں) معاف کرے۔

اَلرَّقِیْبُ: لوگوں کے ظاہر اور باطن پر نگاہ رکھنے والا۔ جو شخص سات مرتبہ یہ نام پڑھ کر اپنے مال اور اہل و عیال پر دم کرے تو وہ سب سلامت رہیں گے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دل کو شیطانی وسوسوں اور نفس امارہ کو گناہ سے باز رکھے۔

اَلْمُجِیْبُ: تلاش کرنے (پکارنے) والوں کو جواب دینے والا اور مانگنے والوں کو عطا کرنے والا۔ اس نام کی برکت سے حضرت اسماعیل علیہ السّلام تیز چھری سے محفوظ رہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو دل و جان سے قبول کرے، تاکہ دونوں جہانوں کی کامیابی سے مشرف ہو جائے۔

اَلْوَاسِعُ: تمام چیزوں کو (اپنے) علم قدیم کے ذریعے آگے پہنچانے والا (یعنی عالم وجود میں لانے والا) اور سب کو (اپنے) گھیرے میں لینے والے کرم کے ذریعے نعمت عطا فرمانے والا۔ جس آدمی کو کسی چیز پر قناعت و کفایت حاصل نہ ہو، اگر وہ اس نام کو زیادہ پڑھے تو اسے

قناعت و کفایت (صبر و شکر) حاصل ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خاص و عام (سب لوگوں) پر بہت زیادہ انعام و اکرام کرنے کی کوشش کرے۔

اَلْحَکِیْمُ: کام کرنے میں معتبر اور کردار میں درست (یعنی وہ ذات جس کے قول و فعل اندازہ کے مطابق بالکل صحیح اور برمحل ہوں)۔ جس شخص کو کوئی مشکل پیش آ جائے، وہ یَا حَکِیْمُ زیادہ پڑھے تو اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ جو کچھ دیکھے اور جانے سب کو درست (صحیح اور برمحل) سمجھے اور حکم کے مطابق اعتقاد کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کی حقیقت تک رسائی نہ پا سکے تو ''رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا'' (۲۶) پڑھے، نظم:

ہر آن نقشی کہ در عالم نہادیم

تو زیبا بین کہ خوش زیبا نہادیم (۲۷)

ترجمہ: ہر وہ صورت جو ہم نے دنیا میں پیدا کہ ہے، تو اسے خوبصورت سمجھ کہ ہم نے خوبصورت ہی پیدا کی ہے۔

اَلْوَدُوْدُ: تمام خلقت سے نیکی کو پسند کرنے والا اور حق کی طرف، میل، دلوں کا دوست۔ میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کے لئے ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے (انہیں) کھلائیں تو وہ آپس میں محبت کرنے لگیں گے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھے اور اس کے دوستوں کے ساتھ بھلائی کرے۔

اَلْمَجِیْدُ: (تمام) بڑائیوں کے لائق اور سب بھلائیوں کو عطا فرمانے والا۔ جس آدمی کو برص اور جذام کا خطرہ لاحق ہو، وہ ایام بیض میں (یعنی ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو) روزہ رکھے اور افطار کے بعد یَا مَجِیْدُ پڑھے تو شفا پائے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ بڑائی (غرور وتکبر) کو (اپنے) سر سے نکال دے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔

اَلْبَاعِثُ: مُردوں کے تن کو روح اور (اپنے) چاہنے والوں کو فتوح (کشادگی) سے زندہ کرنے والا۔ جو شخص سوتے وقت ہاتھ سینے پر رکھ کر ایک سو بار یَـا بَـاعِثُ پڑھے، اس کا مردہ دل زندہ ہو جاتا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ آخرت (میں کامیاب ہونے) کی تدبیر کرے اور اس کی استعداد (یعنی نیک اعمال جمع کرنے) کی کوشش کرے اور مردہ دلوں کو ارشاد حق سے زندہ کرے۔

اَلشَّهِيْدُ: بندوں پر سچا گواہ اور ان کے احوال (اعمال) کو جاننے والا۔ جس آدمی کی اولاد نافرمانبردار ہو، اگر وہ ہر روز صبح کے وقت آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر ایک بار یَا شَهِيْدُ پڑھے تو اس کی اولاد فرمانبردار ہو جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ گناہوں سے بچے اور ہمیشہ نیکی میں لگا رہے۔

اَلْحَقُّ: ہستی کے لحاظ سے برحق اور راست، اور بڑائی کے لائق۔ یہ نام باری تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ہے۔ جس آدمی کی کوئی چیز گم ہو جائے، وہ کاغذ کے چار کونوں پر اَلْـحَقُّ لکھے اور درمیان میں گم شدہ چیز کا نام لکھے۔ آدھی رات کے وقت اس کاغذ کو ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائے تو (اسے گمشدہ چیز) مل جائے گی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو قابل عزت اور بقا اور اس کے علاوہ دوسری تمام چیزون کو لائق عجز اور فنا سمجھے، تا کہ وہ ایمان حقیقی کا حامل ہو جائے۔

اَلْوَكِيْلُ: ایسا کارساز (حاجت روا و مشکل کشا) کہ لوگ اپنی مشکلات (کا حل صرف) اس پر چھوڑ دیں اور ایسا محفوظ رکھنے والا کہ خوف میں لوگ خود کو اس کے حوالے کر دیں۔ جو

شخص اس نام کو اپنا ورد بنا لے، وہ (ہر آفت سے) محفوظ رہے گا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہے اور اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے (نفع کی) امید نہ رکھے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

اَلْقَوِیُّ: بڑی طاقت اور قوت والا۔

اَلْمَتِیْنُ: لاثانی اور شدید قوت والا (پائیدار)۔

یہ دونوں نام باری تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں۔ (ان دونوں ناموں) سے عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو عاجز، ضعیف لاچار اور نحیف خیال کرے اور قوت اور طاقت (صرف) اس (اللہ تعالیٰ) سے طلب کرے۔

اَلْوَلِیُّ: (اپنے) دوستوں سے محبت کرنے والا اور ان کا حمایتی (اور مددگار)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کے دوستوں کو دوست رکھے اور اس کے دوستوں کی مدد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔ اس (اللہ تعالیٰ) کے دوست کو (اپنی) آنکھ پر بٹھائے اور (اپنی) آنکھ کو (اپنے) دوست (اللہ تعالیٰ) پر رکھے۔

اَلْحَمِیْدُ: وہ ذات جس کی تمام مخلوق کی زبان سے سب اچھائیوں کے ساتھ تعریف کی گئی ہے (یعنی لائق تعریف)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ پسندیدہ صفات کو اپنانے اور بری صفات کو چھوڑنے کی کوشش کرے۔

اَلْمُحْصِیُ: (سب مخلوق اور اس کے اعمال) کے تمام شماروں (حسابوں) کو جاننے والا اور تمام کاموں پر قادر (یعنی قادرِ مطلق)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ظاہری اور باطنی

نعمتوں کا شمار کرے اور ان کا شکر ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مصرع:

اے شکر نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائے تو (۲۸)

ترجمہ: اے (الٰہی!) تیری نعمتوں کا اتنا ہی شکر ہے، جتنی کہ تیری نعمتیں ہیں۔

اَلْمُبْدِئُ: ساری مخلوق کو پہلی بار پیدا کرنے والا۔

اَلْمُعِیْدُ: تمام موجود ہونے والی چیزوں کو تباہ ہونے کے بعد دوبارہ لوٹانے (پیدا کرنے) والا۔ (نیا پیدا کرنے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ آخرت کے سرمایہ (یعنی نیکیوں) کی تدبیر (کرنے) کو معاش (یعنی دنیاوی آسائشوں) پر ترجیح دے۔

اَلْمُحْیِیُ: تن کو جان اور دل کو ایمان سے زندہ کرنے والا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

اَلْمُمِیْتُ: جسموں کو قضائے مرگ (یعنی موت) اور جانوں (روحوں) کو کفر اور گناہ سے مارنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ فیوضات ربانی کی استقامت کے ذریعے دل کو زندہ کرے اور بری صفات کے چھوڑنے کی پوری کوشش کرے، تاکہ تائید الٰہی اور جذبات قیومی جس سے مردہ دل زندگی حاصل کرتے ہیں، اس کے بے قرار ہونے والے دل کو نظر قہاری کے ذریعے ماسوٰی اللہ سے خالی کردے۔

اَلْحَیُّ: جس کی زندگی جان کی محتاج نہیں اور جسے موت کا خوف نہیں (یعنی ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ ایمان حقیقی اور علوم لدنی کے ذریعے اپنے تن و دل کو زندہ کرے۔

اَلْقَیُّوْمُ: ہمیشہ سے قائم رہنے والا اور بغیر کسی اندیشہ کے سلطنت رکھنے والا۔ ساری مخلوق جس کی محتاج ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ ''اَلْقَائِمُ بِذَاتِہٖ، اَلْمُقَوِّمُ لِغَیْرِہٖ''۔ (۲۹)

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسری چیزوں سے منہ موڑ لے اور تمام اوقات میں کامل توجہ خاص طور پر اللہ کی جانب کرے اور استقامت اختیار کرے اور دور افتادہ (طالبانِ حق) کو استقامت (یعنی قربِ الٰہی) تک پہنچائے۔

اَلْوَاجِدُ: تونگر، دانا اور چاہنے والا اور جو کچھ چاہے اسے پانے والا۔ مِنَ الْوَجْدِ وَالْوَجْدَانِ کا سزاوار (یعنی ہر چیز کو پانے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو اللہ تعالیٰ کا محتاج اور مقہور سمجھے۔

اَلْمَاجِدُ: خداوندی اور بزرگواری کے لائق۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو ذلیل اور حقیر خیال کرے۔

اَلْوَاحِدُ: اپنی ذات کے لحاظ سے گنتی کے طور پر اکیلا (تنہا)۔

اَلْاَحَدُ: اپنی صفات میں انتہا کے لحاظ سے لاثانی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب توحید ہے، جو اپنے درجات کے لحاظ سے توحید تقلیدی، (توحید) برہانی اور (توحید) شہودی ہے۔

اَلصَّمَدُ: ایسا حاجت روا جسے خود کسی چیز کی حاجت نہیں (یعنی بے نیاز)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مراد اور پناہ (دینے والا) نہیں ہے۔

اَلْقَادِرُ: تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والا۔

اَلْمُقْتَدِرُ: تمام چیزوں پر پوری طرح غلبہ (قدرت) رکھنے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اس بات پر یقین کرلے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی حقیقی طاقتور نہیں ہے اور وہ (عارف) خود کو اور اللہ کے سوا ساری مخلوق کو اللہ کی قدرت میں اسیر سمجھے۔

اَلْمُقَدِّمُ: (اپنے) فرمانبرداروں کو آگے (درجات کی بلندیوں سے ہمکنار) کرنے والا۔

اَلْمُؤَخِّرُ: گنہگاروں کو نیچا (ذلیل) کرنے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ عزت اور حرمت کو اللہ کی جانب خیال کرے۔ (اس کی) فرمانبرداری کرنے کی وجہ سے اور ذلت و رسوائی کو بھی اللہ کی طرف سے سمجھے، گناہ کرنے کی بدولت۔

اَلْاَوَّلُ: وہ جو ہمیشہ سے ہے اور جس کے ہونے کی ابتداء نہیں۔

اَلْآخِرُ: وہ جو ہمیشہ سے ہے اور جس کے ہونے کو فنا نہیں۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں (مخلوق) کی بقا و فنا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے۔ (جیسے آیا ہے کہ) ''فَمِنْهُ الْوُجُوْدُ وَالْكُلِّ اِلَيْهِ يَعُوْدُ''۔ (۳۰)

اَلظَّاهِرُ: آسمان و زمین میں سے دلیلوں سے ظاہر ہستی۔

اَلْبَاطِنُ: اپنی ذات کے اعتبار سے یوں پنہاں کہ اس کی حقیقت عقل و گمان میں نہیں آسکتی۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ خود کو اللہ کے فرمان کا مطیع اور تابع بنائے، تاکہ دونوں جہاں میں صاحبِ رتبہ ہو جائے۔

اَلْوَالِیُ: سچا بادشاہ۔

اَلْمُتَعَالُ: خلقت کی بصیرت اور گفتار سے بلند و برتر۔

اَلْبِرُّ: بھلائی کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ جتنا ہو سکے وہ لوگوں پر احسان کرے۔

اَلتَّوَّابُ: گنہگار کی توبہ قبول کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ بدکردار کی معذرت پر اسے معاف کردے اور گناہ کی زیادتی پر اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔

اَلْمُنْتَقِمُ: گنہگاروں، کافروں اور دشمنوں کو عذاب دینے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ جہادِ اکبر و اصغر پر قیام کرے۔

اَلْعَفُوُّ: توبہ کرنے والوں کے دلوں کو گناہ سے پاک کرنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ بدکاروں اور ظالموں کو معاف کرے اور سارے جہان کی مخلوق پر نظرِ عنایت رکھے۔

اَلرَّؤُفُ: نہایت مہربان۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ سارے جہان کی مخلوق پر شفقت اور عنایت کی نگاہ رکھے۔

مَالِکُ الْمُلْکِ: ایسا بادشاہ اور بادشاہی دینے والا جس نے دنیا کی بادشاہی دشمنوں اور آخرت (کی بادشاہی اپنے) دوستوں کو دی۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت (کی بھلائی) اللہ سے طلب کرے۔

ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام: وہ خدا تعالیٰ جو بزرگی اور بزرگواری کے لائق ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ثبوتی اور سلبی صفات کی طرف اشارہ ہے۔ نَصِیْبُہٗ مَامَرَّ بِہٖ آنِفاً۔ (۳۱)

اَلْمُقْسِطُ: سچائی کے ساتھ عدل کرنے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ سچائی کو اپنا شعار بنائے۔

اَلْجَامِعُ: روزِ جزا مخلوق کو جمع کرنے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ آخرت کے لئے نیک عمل کرنے کی کوشش کرے۔

اَلْغِنِیُّ: تمام چیزوں اور ہر کسی سے بے نیاز۔

اَلْمُغْنِیُّ: ہر درویش (مفلس) کو تکلیف اور فکر کے بغیر دولت مند کرنے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے اور اس کے سوا سب کو مفلس اور محتاج سمجھے۔

اَلْمَانِعُ: بلا اور عطا کو روکنے والا۔ جس کو چاہے (اپنی) حکمت، قدرت اور قضا کے ذریعے (اپنی بلا اور عطا سے) محروم رکھے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عطا طلب کرے اور مصیبت میں اسی سے پناہ مانگے۔

اَلضَّارُ: وہ جو نقصان دینے والا ہے۔

اَلنَّافِعُ: وہ جو فائدوں کا پہنچانے والا ہے۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ نفع اور نقصان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور ان کے اسباب سے منہ موڑ لے۔ پس جب حضرت خلیل (ابراہیم) علیہ السّلام آگ میں جائیں تو نہ جلیں اور جب حضرت کلیم (موسیٰ) علیہ السّلام دریا میں جائیں تو نہ ڈوبیں۔

اَلنُّوْرُ: خوبصورت دنیا کو سجانے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ دل کی روشنی اور حضوری عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔

اَلْھَادِیْ: رستہ دکھانے والا (یعنی ہدایت بخشنے والا)۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ علم اور ارشاد سے جاہلوں کی راہنمائی کرے اور زمین پر خلیفۃ اللہ ہونے کی ذمہ داری پوری کرے۔

اَلْبَدِیْعُ: آسمان اور زمین کی آرائشوں کو (اپنی قدرت کاملہ) سے اور مومنوں کے دلوں کو نور یقین سے تازگی بخشنے والا۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ حسن و جمال کے تمام جلوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور مخلوق کو دیکھ کر معرفت الٰہی حاصل کرے، تاکہ عذاب میں مبتلا نہ رہے۔

اَلْبَاقِیْ: وہ ذات جس کی ہستی کو ہرگز فنا نہیں۔

(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست بنائے اور دل کو مخلوق سے خالی کرے۔ اللہ کے ساتھ باقی اور مخلوق کے ساتھ فانی بن جائے۔

اَلْوَارِثُ: وہ ہستی جس کے لئے تمام مخلوق اپنی املاک اور بادشاہیاں چھوڑ جاتی ہے۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو اپنی ملکیت اور سلطنت نہ سمجھے، بلکہ وہ تمام چیزوں کو اپنے ہاتھ میں مستعار خیال کرے۔

اَلرَّشِیْدُ: وہ ذات جو راہ راست دکھاتی ہے۔ وہ ہستی جو بیان کو صحیح اور سچا (قابلِ رشد) بناتی ہے (یعنی راستی اور نکوئی پسند کرنے والا)۔

اَلصَّبُوْرُ: گنہگاروں سے اپنا عذاب ہٹانے والا۔
(اس نام سے) عارف کا نصیب یہ ہے کہ کاموں میں صبر کرے اور گنہگاروں کو قصوروار ٹھہرائے اور سزا دینے میں جلدی نہ کرے۔ اللہ وہ ہے کہ ''لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّ هُوَا لسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ '' (۳۲)۔ یعنی وہ ذات ہے کہ جس کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہ تمام آوازوں کو کانوں کے بغیر سننے والا اور تمام چیزوں کو آنکھوں کے بغیر دیکھنے والا ہے اور اس بات میں اہل تشبیہ و تعطیل کے اعتقاد کی نفی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاَوَّلِ وِالْاٰخِرِ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (۳۳)
بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ (۳۴)

حواشی شرح اسمآء الحسنیٰ

۱۔ ترجمہ: سب تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے اچھے اچھے (مخصوص) ناموں کی، تجلیات اور اپنی بلند صفات کے ذریعے اولیائے کرام کے دلوں کو منور فرمایا اور اس کے رسول حضرت (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور آپؐ کی آلِ عظامؓ اور صحابہ کرامؓ، جو ہدایت کے ستارے ہیں، (سب) پر دورد و سلام ہو۔

۲۔ مؤلف کی دعا۔ ترجمہ: اللہ اس کے عیوب اسے دکھائے اور اس کا (آنے والا) کل اس کے گزشتہ کل سے بہتر بنائے۔

۳۔ سورۃ اعلیٰ: ۱۔ ترجمہ: آپ تسبیح کیجئے اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی۔

۴۔ سورۃ الاعراف: ۱۸۰۔ ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے (مخصوص) نام ہیں، سو انہی سے اسے پکارو۔

۵۔ حصن حصین: ۴۴ (حدیث شریف)۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو پورا پڑھا، وہ جنت میں داخل ہوا۔

۶۔ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

۷۔ سورۃ المزمل: ۲۰۔ ترجمہ: اسے (اللہ کو) معلوم ہے کہ تم لوگ اسے پورے احاطہ میں نہیں لا سکتے۔

۸۔ ترجمہ: یعنی تم اس کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔

۹۔ رسالہ قدسیہ: ۲۰۳ (حدیث شریف)۔ ترجمہ: جس نے اپنے علم پر عمل کیا، اللہ اس کو ایسے علم کا وارث بنائے گا جسے وہ نہیں جانتا۔

۱۰۔ مثنوی، جلد اوّل، ص ۳۵۵-۳۵۶

۱۱۔ قول حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۸ھ/ ۹۱۰ھ)۔ ترجمہ: قاریوں سے قطع کرو اور صوفی سے جوڑو۔

۱۲۔ حوالہ نہیں ملا۔ ترجمہ: بے شک دنیا میں ایک جنت ہے جو اس میں داخل ہو گیا اس کو جنت کا شوق نہ رہا اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

۱۳۔ المعجم المفہرس، جلد ۱: ۳۷۹، اس طرح، ''ان الجنۃ لتشاق الی ثلاثۃ: علی وعمار وسلمان'' (بہ نقل از ترمذی: مناقب: ۳۳)۔ ترجمہ: جنت سلمانؓ کی اس سے کہیں زیادہ مشتاق ہے، جتنا کہ سلمانؓ کو جنت کا شوق ہے۔

۱۴۔ سورۃ البقرۃ: ۶۰۔ ترجمہ (اور) ہر گروہ نے اپنا (اپنا) گھاٹ معلوم کرلیا۔

۱۵۔ سورۃ الحشر: ۲۳۔ ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۶۔ سورۃ البقرۃ: ۲۲۲۔ ترجمہ: بے شک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا ہے پاک وصاف رہنے والوں سے۔

۱۷۔ سورۃ یٰس: ۵۸، ترجمہ: سلام انہیں کہا جائے گا پروردگار مہربان کی طرف سے۔

۱۸۔ مسبعات عشر: دس ایسے کلمے (اوراد) جو ہر ایک سات سات مرتبہ پڑھا جائے اور اوراد وادعیہ کی کتب میں منقول وموجود ہیں۔

۱۹۔ نائیہ، ص ۵۲۔

۲۰۔ ترجمہ: اے (گناہوں کے) بخشنے والے میرے گناہ بخش دے۔

۲۱۔ سورۃ الذاریت: ۲۱۔ ترجمہ: اور خود تمھاری ذات میں بھی، (بہت سی نشانیاں ہیں) تو کیا تمھیں دکھائی نہیں دیتا۔

۲۲۔ سورۃ الفرقان: ۶۲۔ ترجمہ: اور وہ وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنادیا اس شخص کے لئے جو سمجھنا چاہے یا شکر ادا کرنا چاہے۔

۲۳۔ کلیاتِ شمس، جلد ۵: ۳۰، شعر نمبر ۲۲۸۹۱۔

۲۴۔ دراصل: عذر از جملہ آمد گناہ: تصحیح از جناب رئیس نعمانی مدیر مجلّہ، عبارت، لکھنو دانش، ۳: ۲۰

۲۵۔ ترجمہ: بڑے محاسبے سے قبل اپنے نفسوں کا احتساب کرو۔

اس سے قریب یہ حدیث ہے: **حاسبوا اعمالکم قبل ان تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا وموتوا قبل ان تموتوا**۔ (المنہج القوی، جلد ۴: ۳۱۳ بحوالہ احادیث مثنویؒ ۱۱۶)۔

۲۶۔ سورۃ آل عمران: ۱۹۱۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار تو نے یہ (سب) لایعنی نہیں پیدا کیا ہے۔

۲۷۔ حوالہ نہیں ملا۔

۲۸۔ تفسیر چرخی: ۲۹۷، ۳۲۲

۲۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے علاوہ دوسروں کو قائم کرنے والا ہے۔

۳۰۔ یعنی: اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہر موجود کا وجود ہے اور آخر اسی کی طرف ہر ایک لوٹے گا۔

۳۱۔ کذا فی الاصل: ترجمہ: اس کا حصہ جس پر وہ کبھی اتفاقاً گزرا۔

۳۲۔ سورۃ الشوریٰ: ۱۱۔ ترجمہ: کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے والا ہے (ہر چیز کا) کا دیکھنے والا ہے۔

۳۳۔ سورۃ الانبیاء: ۱۰۷۔ ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا، مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

۳۴۔ مصنف کی دعا: ترجمہ: اور اوّل و آخر میں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور حضرت محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تمام پاکیزہ اور مطہرہ آل عظامؑ پر درود ہو (جن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ) اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تیری رحمت کے صدقے۔

رسالۂ دوّم

حوارئیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعریف اور بے شمار ستائش جس نے انبیاء اور اولیاء کے دلوں کو صفات جلالیہ اور جمالیہ کا مظاہر بنایا اور رسولوں اور نبیوں کے پیشوا، بہت ہی درست رستے کے ہادی اور برگزیدہ ہستیوں کے آفتاب حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود وسلام ہو اور آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی آل کرام اور اصحاب عظام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو ''نُجُوۡمُ اھۡتَدٰی'' (۱) (ہدایت کے ستارے) ہیں، پر بھی ہو اور عام طور پر امت کے تمام علماء اور اولیاء پر رحمت اور بخشش ہو اور خاص کر واصلین کے قطب، عارفوں کے پیشوا اور محققین کے علوم کے وارث، اس فقیر کے شیخ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین، البخاری المعروف بہ نقشبندؒ، (۲) آپ کے خلفائے عظام، احباب اور اصحاب پر قیامت کے دن تک (اللہ تعالیٰ کی) رحمت و بخشش ہو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمید وار یہ ضعیف بندہ یعقوب بن عثمان الغزنوی ثم الچرخی ''بَصَّرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِعُیُوۡبِ نَفۡسِہٖ'' (۳) کہتا ہے کہ ایک سچے درویش اور گہرے دوست نے درخواست کی کہ ایک رباعی جو قطبوں کے قطب، اہلِ عقل کے پیشوا، حقائق کی جانب خلقت کے مرشد، صفاتِ ربّانی کے مظہر، اسرارِ الوہیت کے کشف کرنے والے حضرت ابی سعید بن ابی الخیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز (۴) کی طرف منسوب ہے، کے معنی بیان کیے جائیں۔ (لہٰذا اس فقیر نے) ان کی خواہش کو قبول کرتے ہوئے یہ چند سطریں مختصر طور پر (اس رباعی کی شرح میں) لکھی ہیں۔ ''وَبِاللّٰہِ التَّوۡفِیۡقِ وَ مِنۡہُ الۡاِسۡتِعَانَۃُ''۔ (۵)

رباعی

حورا بنظارۂ نگارم صف زد

رضوان ز تعجب کف خود برکف زد

آن خال سیہ بران رخان مطرف زد

ابدال زبیم چنگ درمصحف زد (٦)

ترجمہ: حسین آنکھ (والی حوروں) نے میرے محبوب کے نظارہ کی خاطر صف بنائی،

رضوان نے تعجب سے اپنی ہتھیلی کو ہتھیلی پر دے مارا۔

اس پر اس سیاہ تل نے چہرے پر چادر ڈال لی اور ابدال نے چنگل سے ڈر کر (اپنی) صورت کو بدل ڈالا۔

جاننا چاہیے کہ اس رباعی میں اللہ تعالیٰ کے جمال وجلال کی صفت کی جانب اشارہ ہے۔ اس رباعی میں ایک ایسا راز (اثر) ہے کہ اگر کوئی آدمی بیمار کے سرہانے، شرائط کے مطابق اس کو پڑھے تو وہ بیمار صحت یاب ہو جائے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

جاننا چاہیے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی صفات (بہت) زیادہ ہیں، لیکن (ان صفات میں صفت) جمال وجلال کو سب پر فوقیت حاصل ہے اور ''ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ'' میں اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ فاتحہ انہیں دو صفات کی حامل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ سب تعریف اور ستائش کے لائق وہ پروردگار عالم اور (سب) جہانوں کا پالنے والا ہے، جس کے کرم سے دشمن بھی دوست کی طرح پرورش پاتا ہے۔

اَلرَّحْمٰنِ ، اس جہاں (دنیا) میں مومنوں اور کافروں کو بہت ہی زیادہ بخشنے والا۔ اَلرَّحِیْمِ ۔ اُس جہان (آخرت) میں اپنے دوستوں کو ہمیشہ کے لئے بہشت جاوداں عطا کرنے والا۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (۷) روز جزا (قیامت) کا بادشاہ۔ دوستوں کو رزق اور جنت عطا کرنے والا اور دشمنوں کو مایوسی اور آتش (جہنم) سے ہمکنار کرنے والا۔

''حورا بنظارۂ نگارم صفت زد''۔ یعنی حوریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت ہی زیادہ حسین (حسن) عطا کیا ہے اور ان کی تعریف میں کہا کہ: فِیْھِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ (۸)، یعنی وہ حوریں نیک سیرت اور خوبصورت ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: ''اگر اس جہاں کی اندھیری رات میں (جنت کی) ایک حور (کے تن سے) قلامہ، یعنی ناخن کی وہ زیادتی جو اس سے تراشی جاتی ہے، جتنا حصہ لے آئیں تو ساری دنیا (اس سے) روشن ہو جائے گی۔'' اس قدر حسن وجمال رکھتے ہوئے بھی وہ (حوریں) اگر اللہ تعالیٰ کی تجلیات سے ایک ذرے کا نظارہ کریں تو متحیر اور حیران ہو جائیں اور خود مظاہرِ انوار (نور کے جلوہ) ہونے کے باوجود وہ بیہوش اور مدہوش ہو جائیں:

ع اے تابش نور از تو واے نازش حور از تو (۹)

ترجمہ: اے وہ ہستی کہ نور کی چمک تیری قدرت سے ہے اور حور کا ناز بھی تیرے کرم وعطا سے ہے۔

رضوان جو جنت کا مالک (موکل و دربان) ہے اور ہمیشہ جنت کی حوروں، باغوں اور گلزاروں کے نظارے سے مشرف ہے، وہ بھی اس نور (تجلی الٰہی) کے جلوے پر متحیر اور حیران ہو جائے۔ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے: ''حِجَابُهُ النُّوْرُ وَلَوْ کَشَفَ حِجَابَهُ لَا حْتَرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰی اِلَیْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهٖ '' (۱۰)۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا حجاب نور ہے (کیونکہ آیا ہے): سُبْحَانَ مَنِ احْتَجَبَ بِالنُّوْرِ عَنِ الظُّهُوْرِ وَالظُّهُوْرِ عَنِ الظُّهُوْرِ (۱۱) بیت:

غرق آبیم و آب می طلبیم

در وصالیم و بے خبر ز وصال (۱۲)

ترجمہ: ہم پانی میں غرق ہیں اور پانی مانگ رہے ہیں۔ ہم وصال میں ہیں اور (لذت) وصال سے بے خبر ہیں۔

اگر وہ نورانی حجاب اٹھایا جائے تو ظہور اور نور میں سے جس چیز پر (بھی اس کا جمال) پڑے، وہ جل جائے۔ پس اگر حوریں اور رضوان اس نور میں سے ایک ذرے کا بھی نظارہ کریں تو ان کا بھی یہی حال ہو جائے۔ اگر وہ کمال تک رسائی حاصل کر لیں تو بھی جل جائیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے، لیکن مخصوص انبیاء کی ایک جماعت ہے جو عنایت ازلی کے طفیل اس جمال باکمال (کی زیارت سے) مشرف ہوئی ہے۔ (وہ سب زیارت کا شرف پاتے وقت) بیخود ہوئے ہیں اور ان سے سوائے ان کے نام کے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ وہ فنا فی اللہ اور باقی باللہ تھے اور یہ درجہ سوائے بنی نوع انسان کے کسی اور کو میسر نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ''وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ '' (۱۳) سے مشرف ہوئے ہیں۔ (اور ایسا ہی آیا ہے کہ) ''وَلَا تَحْمَلُ عَطَایَا الْمَلِکِ اِلَّا مَطَایَا الْمَلِکِ ''، (۱۴) جیسے کہ عارف رومی (۱۵) کہتے ہیں، بیت:

چون روح در نظارہ فنا گشت این بگفت

نظارۂ جمال خدا جز خدا نکرد (۱۶)

ع نامی ست زمن برمن و باقی همه اوست (۱۷)

ترجمہ: جب روح فنا کے نظارہ میں (محو) ہوئی تو کہنے لگی: خدا کے جمال کا نظارہ خدا کے سوا کسی نے نہیں کیا۔

ایک نام ہے مجھ سے مجھ پر اور باقی سب وہی ہے۔

یہ مصرع: یعنی ''حورابنظارہ نگارم صف زد''۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ'' (۱۸) کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

''آن خال سیہ بران رخان مطرف زد''۔ یعنی صفت جلال جو نسبت جمال سے حسینوں کے رخسار پر تل کی مانند ہے۔ وہ اس کی قلت اور اس کی کثرت کے باوجود ظاہر ہوئی ہے۔ جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے ''سبقت رحمتی غضبی'' (۱۹) اور اس میں ''مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' (۲۰) کے معنی کی طرف اشارہ ہے جو اس کے ضمن میں سمجھ میں آتا ہے۔ دوستوں پر لطف اور دشمنوں پر قہر کرنا (صفت جلال میں سے ہے) اور یہ صفت جلال میں سے اس صفت جمال کی نسبت بہت ہی کم ہے جو ان چار اسماء باری تعالیٰ ''اَللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ'' کے ضمن میں عقل میں آتا ہے۔

''ابدال'' اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں، جن کی بشریت اس صفت جلال سے اس کی قلت کے باوجود خوفزدہ ہو کر ملکیت اور ناسوتیت میں تبدیل ہوگئی ہے۔ وہ عالم تقلید میں بھاگ آئے ہیں اور انہوں نے ظاہری استقامت کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ وہ مکاشفات، مشاہدات اور ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' (۲۱) کا شرف پانے کے بعد، نفس امارہ، کی صفت بِالسُّوْ (۲۲)، جو قہر الوہیت کی مظہر ہے، سے بھی رہائی حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے ''حبل متین'' (۲۳) جو قرآن مجید ہے، کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے اور اسے اپنا پیشوائے مطلق اور راہنمائے حق سمجھ لیا ہے۔ حکیم سنائی غزنویؒ (۲۴) فرماتے ہیں، بیت:

اوّل و آخر قرآن زچہ ''بٰ'' آمد و ''سین''
یعنی اندر رہ دین رہبر تو قرآن بس (۲۵)

ترجمہ: قرآن مجید کے شروع اور آخر میں ''ب'' اور ''س'' کیوں آئی ہے؟ (اس لئے کہ)، یعنی دین کے راستے میں تیری راہنمائی کے قرآن کافی ہے۔

(یہ ابدال خود بھی) ہمیشہ کتاب وسنت پر قائم رہے اور انہوں نے (لوگوں کو بھی اس

کی) تبلیغ فرمائی ہے۔ سنائیؒ کہتے ہیں، بیت:

گرد قرآن گرد زانکہ ہر کہ در قرآن گرفت
آن جہاں رست از عقوبت این جہان رست از فتن
گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن
تاشود نور الٰہی بادو چشمت مقترن
مژہ در چشم سنائی چون سنانی باد تیز
گر زمانی زندگی خواہد سنائی بے سنن (۲۶)

ترجمہ: تو قرآن (مجید) کے گرد گھوم، کیونکہ جس نے قرآن (مجید) سے ہدایت حاصل کی، وہ اس جہان (آخرت) میں عذاب سے بچ گیا (اور) اس جہان (دنیا) میں فتنوں سے محفوظ رہا۔

تو شریعت کے بادشاہ (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھوڑوں کے سموں کی گرد کا سرمہ بنا، تا کہ نورِ الٰہی تیری دونوں آنکھوں کو نصیب ہو جائے۔

سنائی کی آنکھ میں پلک تیر کی مانند تیز ہو جائے، اگر وہ زندگی کا ایک لمحہ بھی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی) سنت کے بغیر زندہ رہنا چاہے۔

"ابدال زبیم چنگ در مصحف زد۔" (اس میں) اِیَّاکَ نَعْبُدُ (۲۷) سے لے کر آخر سورۃ الفاتحہ کے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ یعنی ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہم مکاشفات، مشاہدات اور صفات کے مظاہر ہونے کے بعد (تیرے آگے) دم نہیں مارتے اور سردار الانبیا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقتدا کرتے ہیں، کیونکہ تیرے بندے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے: "کمال عبودیت کو اپنا شعار بنانا۔" ہر چند اللہ تعالیٰ کی بے حد عنایت ہے (پھر بھی) ادب کا تقاضا (کیا گیا) ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے: "کُنْ عَبْدَ رَبٍّ وَلَا تَكُنْ رَبَّ عَبْدِهٖ" (۲۸)۔

جب کتاب وسنت کے مضبوط حلقے کو مضبوطی سے پکڑا جائے تو ظاہری اور باطنی دشمنوں سے خوف وخطرہ نہیں رہتا (جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے): وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ (۲۹)

رباعی

زآنجا کہ جمال و جاہ جانانہ ماست
عالم ھمہ در پناہ جانانۂ ماست
مار ا چہ از آنکہ عالمی خصم شوند
پیش و پس ما سیاہ جانانۂ ماست (۳۰)

ترجمہ: جہاں بھی ہمارے محبوب (اللہ کریم) کے جمال و جاہ کا سایہ ہے، (وہاں) ساری دنیا ہمارے محبوب (اللہ کریم) کی پناہ میں ہے۔

ہمیں اس سے کیا، خواہ سارا جہان ہمارا دشمن ہو جائے، (کیونکہ) ہمارے آگے اور پیچھے ہمارے محبوب (اللہ کریم) فوج ہے۔

''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ''(۳۱) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۳۲)۔ تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی جو رستہ تو نے ہمیں دکھایا ہے، اس پر ہمیں استقامت اور پائیداری کے ساتھ گامزن رکھ، جب تو نے ہمیں اپنی عنایت اور علت (محض فضل) سے برگزیدہ کیا ہے اور (اپنا) عزیز بنایا ہے تو (اب ہمیں کبھی) رسوا مت کر۔ شمس العارفین الغزنوی السجاوندی (۳۳) صاحب وقوف قرآن عین المعانی قدس سرہ نے اِهْدِنَا کے معنی میں فرمایا ہے: اَیْ اِهْدِ قُلُوْبَنَا اِلَیْکَ وَاَقِمْ هِمَمَنَا بَیْنَ یَدَیْکَ وَکُنْ دَلِیْلَنَا مِنْکَ عَلَیْکَ۔'' (۳۴)

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۳۵)۔ (تو ہمیں) ان لوگوں کے راستے پر چلا، جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ یعنی جن کو تو نے قرآن ایمان، عرفان، سرور انبیاء (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی (آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے) دوستوں اور دوسرے صالحین کی محبت اور اس (دنیا) اور اس جہان (آخرت) کی نعمت عطا فرمائی ہے۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ (۳۶)۔ ہمیں راہ راست پانے کے بعد ان لوگوں کے نقش قدم پر نہ چلا، جن پر تیرا غضب ہوا۔ جیسے یہودیوں پر، تیرا غضب ہوا، وَلَا الضَّآلِّيْنَ (۳۷) اور نہ ہمیں جنت کی حقیقت سے آگاہ ہونے، عالم ایقان کے وصول اور اپنی رحمان و رحیم صفات کے

مشاہدات کرانے کے بعدان لوگوں کے راستہ پر چلا، جوگمراہ ہوگئے ہیں۔ جیسے عیسائی گمراہ ہو چکے ہیں۔ آمِیــنْ۔ ایسا ہی ہو۔ یعنی جو کچھ ہم نے تجھ سے مانگا ہے (وہ ہمیں) عطا فرما اور اسی پر ثابت قدم رکھ، تاکہ ہم ایسی تربیت حاصل کرلیں۔ ہمیں قیامت میں ایسی رحمت نصیب ہو جائے اور ہمیں عبادت و استقامت کی توفیق مل جائے۔ ہم ہدایت کا وجدان پالیں اور اس پر قائم رہیں، کیونکہ تیرے غضب، گمراہی اور رسوائی کا خوف تیری بے نیاز ذات اقدس کے علاوہ کہیں سے میسر نہیں ہوسکتا، کیونکہ سب کچھ تجھی سے (نصیب ہوتا) ہے تو ہمیں ہمارا مطلوب ہمارے باطنی حالات کی پاکیزگی کے ذریعے نصیب فرما اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ فرما، کیونکہ تمام عارفوں کا یہی مطلوب ہے۔ حکیم سنائیؒ کہتے ہیں، بیت:

بردر میدان الا اللہ بتیغ لا الہ
ہر قرینی کان غیر اللہ قربان داشتن
چون جمال زخم چوگان دیدہ شددر دست دوست
خویشتن راپائے کوبان گوی میدان داشتن
چون زدست دوست خوردی یک مزاق از جام جان
لقمہ بل(۳۸) را وجلوہ ہر دو یکسان داشتن (۳۹)

ترجمہ: میدان اِلَّا اللہ کے دروازے پر لَا اِلٰہَ کی تلوار سے، اللہ کے سوا جو دوست (بھی) ہو، اسے قربان کردینا۔

جب چوگان کے زخم کا جمال دوست کے ہاتھ میں دیکھ لیا تو (اب) خود کو نچاتے ہوئے گو کی مانند میدان کی طرف چلتے رہنا۔

جب تو نے دوست کے ہاتھ سے جامِ محبت کا گھونٹ چکھ لیا ہے تو (پھر) کڑوے اور میٹھے دونوں لقموں کو یکساں سمجھنا۔

تَمَّتِ الرِّسَالَۃُ الْجَمَالِیَۃُ بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی ذِی الْفَضْلِ وَالْعَظْمَۃِ (۴۰)۔

حواشی حوارئیہ: جمالیہ

۱۔ کنوز الحقائق: ۱۳۔اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے ''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ قْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ''یعنی: میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ پس جس کی پیروی کرو گے تم ہدایت پاؤ گے۔

۲۔ ولادت محرم ۷۱۸ھ۔ وصال ربیع الاول ۷۹۱ھ۔

۳۔ ترجمہ: اللہ اس کے نفس کے عیب اسے دکھائے۔

۴۔ ولادت ۳۵۷ھ۔ وصال ۴۴۰ھ۔

۵۔ یعنی: اور اللہ کی توفیق سے اور اسی کی مدد سے۔

۶۔ رباعیات ابوسعید ابوالخیر: ۳۹۔

۷۔ سورۃ الفاتحہ: ۱-۳۔ ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا، بے حد مہربان نہایت رحم والا، مالک ہے روز جزا کا۔

۸۔ سورۃ الرحمٰن: ۷۰۔ ترجمہ: ان سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں خوبصورت۔

۹۔ تفسیر چرخی: ۳۲۔

۱۰۔ مشکوۃ شریف: ۲۱، ابن ماجہ : ۱۸، مرصاد العباد: ۳۱۰۔ ترجمہ: یعنی: اس کا پردہ نور ہے، اگر اس کے پردے اٹھ جائیں تو اس کے چہرے کی تابناکیاں جل جائیں، اس کے بندوں کی آنکھوں کی کیا بساط ہے۔

۱۱۔ ترجمہ: یعنی پاکی ہے اس ذات کے لئے (کہ جس کا نور حجاب میں) نور ظہور سے ہے اور ظہور ظہور ہی سے ہے۔

۱۲۔ تفسیر چرخی: ۲۳۹۔

۱۳۔ سورۃ ص: ۷۲۔ ترجمہ: اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان۔

۱۴۔ مرصاد العباد: ۲۳۸۔ ترجمہ: بادشاہ کی عطا کو کوئی نہیں اٹھا سکتا، جب تک کہ بادشاہ خود اس کی

توفیق نہ دے۔

۱۵۔ وصال ۶۷۲ھ۔

۱۶۔ کلیات شمس (ج ۲): ۱۸۰

۱۷۔ کلیات شمس (ج ۸): ۵۵، رباعی کا آخری مصرع۔

۱۸۔ سورۃ الفاتحہ: ۱،۲۔ ر۔ک نمبر ۷۔

۱۹۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ (ج ۲): ۲۴۲، مرصاد العباد: ۲۳۸۔

۲۰۔ سورۃ الفاتحہ: ۳۔ ترجمہ مالک روز جزا کا۔

۲۱۔ سورۃ یونس: ۶۲۔ ترجمہ: یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۲۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ" (سورۃ یوسف: ۵۳)۔ یعنی: بیشک نفس تو سکھاتا ہے برائی، مگر جو رحم کردیا میرے رب نے۔

۲۳۔ ارشاد ربانی ہے: "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" (سورۃ آل عمران: ۱۰۳)۔ ترجمہ: اور اللہ کی رسی (قرآن مجید) سب مل کر مضبوط تھامے رہو اور باہم نااتفاقی نہ کرو۔

۲۴۔ ولادت ۴۳۷ھ، وفات ۱۱ شعبان ۵۲۵ھ، مدفون: غزنی۔

۲۵۔ دیوان سنائی: ۱۷۴

۲۶۔ دیوان سنائی: ۲۵۹-۲۶۰ (معمولی اختلاف کے ساتھ)۔

۲۷۔ سورۃ الفاتحہ: ۴۔ ترجمہ: تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

۲۸۔ یعنی: رب کا بندہ بن جا اور کسی بندے کا رب نہ بن۔ دیکھئے شرح مثنوی۔ جلد دوم، ص ۳۷۰ وہاں شیخ محی الدین ابن عربیؒ کا یہ شعر نقل ہوا ہے

وَكُنْ عَبْدَ رَبٍّ وَلَا تَكُنْ رَبَّ عَبْدِهٖ

فَاِنْ كُنْتَ رَبًّا كُنْتَ فِیْ عِیْشَةٍ ضَنْكًا

۲۹۔ سورۃ الطلاق: ۳۔ ترجمہ: اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کو کافی ہے۔

۳۰۔ تفسیر چرخی: ۱۴۵، ۱۵۳

۳۱۔ سورۃ الرعد: ۱۱۔ ترجمہ: اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے آگے سے اور پیچھے سے اس کی

نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔

۳۲۔ سورۃ الفاتحہ: ۵۔ ترجمہ: بتلا ہم کو راہ سیدھی۔

۳۳۔ محمد بن ابی یزید طیفور ملقب بہ شمس الدین و کنی بابی ابوالفضل السجاوندی القاریٔ المتوفی ۵۶۰ھ۔

۳۴۔ یعنی: (اے اللہ!) ہمارے دلوں کو ہدایت عطا فرما اپنی طرف سے اور قائم رکھ ہماری ہمتوں کو اپنے دست قدرت میں اور ہمارے لیے دلیل بنا اپنی طرف سے اپنے (ہی) واسطے۔

۳۵۔ سورۃ الفاتحہ: ۷

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ''بل'' شاید بمعنی ''تلخ'' ہے۔

۳۹۔ دیوان حکیم سنائی: ۲۴۶ (معمولی اختلاف کے ساتھ)۔

۴۰۔ یعنی: رسالہ جمالیہ اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کے فضل اور عظمت سے تمام ہوا۔

رسالۂ سوّم

طریقۂ ختم احزاب

(منازلِ تلاوتِ قرآن مجید)

مکتوبہ

مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز

بروایت حافظ الدین بخاریؒ

سرودہ بزبان فارسی از ملاّ جمیل رشیؒ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

بخط مولوی یعقوب چرخی

کہ شیخی بود چون معروف کرخی

ترجمہ: حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شیخ ہوئے ہیں، کی تحریر میں:

بدیدم نسخۂ از ''ختم احزاب''

زخطش نقل کردم بہر احباب

ترجمہ: میں نے منازل تلاوت قرآن مجید کا ایک نسخہ دیکھا، لہٰذا ان کی تحریر سے دوستوں کے لئے میں نے اُسے نقل کرلیا ہے۔

ولی آن واقف اسرار باری

زخط حافظ الدین بخاری

ترجمہ: لیکن اسرار خداوندی سے آگاہ (حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ) حضرت حافظ الدین بخاری کی تحریر کے ذریعے مذکورہ ترتیب سے آگاہ ہوئے۔

گرفتم نقل کردم این روایت

سند دارم از ان پیر ہدایت

ترجمہ: میں نے اس روایت کو نقل کیا ہے (اور) اس کی سند اس پیر ہدایت (حافظ الدین بخاریؒ) سے حاصل کی ہے۔

کہ پیغمبرؐ بہ گاہ ختم قرآن

باین ترتیب خواندی ای سخندان

ترجمہ: اے دانا! پیغمبر (اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم) قرآن مجید اس ترتیب سے ختم کیا کرتے تھے۔

بروز جمعہ خواندی از ''الف لام''

رساندی ختم خود را تا بہ ''انعام''

ترجمہ: جمعۃ المبارک کے دن الم (یعنی سورۃ البقرہ) سے شروع فرما کر سورۃ الانعام (کی آیت نمبر۶ کے آغاز) تک تلاوت کیا کرتے تھے۔

بشنبہ ز اوّل ''انعام'' خواندی
ولی تا آخر ''توبہ'' رساندی

ترجمہ: ہفتہ کے روز سورۃ الانعام کے آغاز (آیت نمبر۶) سے تلاوت شروع فرماتے اور سورۃ توبہ کے آخر تک مکمل فرماتے۔

زیکشنبہ ز ''یونس'' با حلاوت
رساندی تا سر ''طٰہٰ'' تلاوت

ترجمہ: اتوار کے دن سورۃ یونس سے اپنی شیریں تلاوت کا آغاز فرما کر سورۃ ''طٰہٰ'' تک پورا فرماتے۔

بدوشنبہ ز ''طٰہٰ'' کردی آغاز
''قصص'' را نیز خواندی آن سرافراز

ترجمہ: سوموار کے روز سورۃ ''طٰہٰ'' سے تلاوت شروع فرماتے اور سورۃ القصص تک پڑھ لیا کرتے تھے۔

سہ شنبہ ''عنکبوت'' او کردہ بنیاد
رساندی ختم خود تا آخر ''صادؔ''

ترجمہ: منگل کے دن سورۃ عنکبوت سے تلاوت کا آغاز فرماتے اور سورۃ ص کے آخر تک مکمل فرماتے۔

بروز چارشنبہ از ''زمر'' خواند
طریق ختم را این نوع میراند

ترجمہ: بدھ کے روز سورۃ زمر سے شروع فرماتے۔ یوں قرآن مجید کے ختم کے لئے تلاوت کو جاری رکھتے۔

بروز پنجشنبہ شاہ دوران
بخواند از ''واقعہ'' تا آخر ''ناس''

ترجمہ: شاہِ دوراں (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعرات کے دن سورۃ واقعہ سے تلاوت کا آغاز فرما کر سورۃ النّاس کے آخر تک تکمیل فرماتے تھے۔

بدین ترتیب دانی "ختم احزاب"
کہ روشن شد ز پیغمبرؐ بہ اصحابؓ

منازلِ تلاوتِ قرآن کے ختم کی ترتیب کو اسی طرح جانئے، جس طرح پیغمبر (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) سے صحابہ (کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے سیکھی ہے۔

بہر نیت کہ خوانی اے برادر
باین ترتیب قرآن را سراسر

ترجمہ: اے بھائی! تو قرآن کی تلاوت جس ارادے سے بھی کرے، اسی ترتیب سے قرآن مجید کی تلاوت کو مکمل کرنا۔

بر آید حاجت دل شاد گردد
ز قید درد و غم آزاد گردد

ترجمہ: اس طرح تیری حاجت پوری ہوگی اور تو دلشاد ہو جائے گا اور درد و غم کی قید سے تو نجات پالے گا۔

بحمد للہ جمیل از بہر حاجات
موفق شد باین ترتیب آیات

ترجمہ: الحمد للہ جمیل (اپنی) تمام حاجات میں اس ترتیب سے تلاوت کر کے سرخرو ہوا۔

بہر نیت کہ با این ختم بشتافت
مراد خویشتن را بے شکی یافت

ترجمہ: اس نے جس نیت سے بھی کلام مجید کو اس ترتیب سے پڑھنے کی کوشش کی ہے اس نے یقیناً اپنی مراد کو پالیا ہے۔

رسالۂ چہارم

ابدالیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ

بسم اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ السَّمَآءَ الدُّنیا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلَھَا رُجُومًا لِّلشَّیاطِیْن، وَزَیَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنبیآءِ وَالْاَوْلِیَآءِ وَالْعُلَمَآءِ وَجَعَلَھُمْ حُجَجًا وَّبَرَاھِیْنَ، یَرْفَعُ بِھِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّکُوْکَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اُسْتَاذِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱)

اَمَّا بَعْدُ، بندۂ ضعیف، امیدوار رحمتِ رحمٰن یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثم السررزی غفر اللّٰہُ تعالٰی لَہٗ وَ لَھُمْ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ اللہ تعالیٰ اسے، دوسروں اور سب مومنوں کو معاف فرمائے، کہتا ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے بعد لوگوں کے راہنما اولیاء اللہ ہیں۔ جو رب العالمین اور سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسّلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بعض (لوگوں) کو حکمت الوہیت سے، بعض کو وعظ و نصیحت اور بعض کو قطعی دلائل کے ذریعے راہِ حق کی دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ'' (۲)۔ وہی (یعنی اولیاء اللہ) ہیں، جو انس و جن اور روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں اور کافروں پر شفقت کرتے ہیں۔

نظم

برہمہ کفار مارا رحمتست
گرچہ جان جملہ کافر زحمتست
زان بیاورد اولیاء را بر زمین
تا کند شان رحمۃ للعالمین
رحمت جزوی بود مر عام را
رحمت کلی بود ہمام را (۳)

ترجمہ: سب کافروں پر ہم رحمت ہیں، اگر چہ عام کافروں کا وجود (سب) زحمت ہے۔
(اللہ) اس لئے اولیاء کو زمین پر لایا، تا کہ حضرت (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنائے۔

عام (لوگوں) کے لئے رحمت جزوی ہے اور خاص (بزرگوں) کے لئے رحمت کلّی ہے۔

بالا طلاق نصوص یہ اولیاء اللہ ہی تھے۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ''(۴)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ''(۵)۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ''(۶)۔

لہٰذا اس فقیر نے چاہا کہ اپنی استعداد کے مطابق اس رسالہ میں اولیاء اللہ کی صفات بیان کرے۔ اس امید پر کہ حق سبحانہ، وتعالیٰ اسے بھی ان میں سے بنائے۔ چونکہ اس نے ان کی محبت عطا فرما رکھی ہے۔ بیت:

گرنیم مردان رہ را ہیچ کس
وصف ایشان کردہ ام اینم نہ بس
گرنیم ز ایشان ازا یشان گفتہ ام
خوش دلم کین قصہ از جان گفتہ ام (۷)

ترجمہ: اگر میں راہ (حق) کے مردوں میں سے نہیں ہوں (تو بھی) میں نے ان کے اوصاف بیان کرنے نہیں چھوڑے۔

اگر میں ان میں سے نہیں ہوں (تو بھی) ان کی باتیں کی ہیں۔ میرا دل خوش ہے کہ میں نے جان (محبوب) کا یہ قصہ بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ ''(۸)۔ نیز آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ''(۹)۔

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِیَائِکَ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ [illegible]حْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ''(۱۰)۔

فصل

جاننا چاہیے کہ شیخ عالم عارف مجاہد، قدوۂ اہل طریقت کاشف اسرار الحقیقت ابوالحسن علی بن عثمان الغزنویؒ (۱۱) جو شیخ ابوسعید ابی الخیر قدس سرہ (۱۲) کے برادر طریقت تھے اور اپنی کرامات و مقامات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کتاب کشف المحجوب لارباب القلوب میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جل جلالہ کے کچھ ایسے دوست ہیں، جو ملک کے والی ہیں۔ ان کی طاقت اللہ کے سوا کچھ نہیں اور ان کی محبت بھی صرف خدا تعالیٰ سے ہے۔ خدا کے یہ دوست ہم سے پہلے گذرے ہیں۔ اب بھی ہیں اور قیامت تک ہوں گے۔ معتزلیوں اور حشویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ''یہ لوگ پہلے تو ہوگذرے ہیں لیکن اب نہیں ہیں۔'' لیکن یہ عقیدہ درست نہیں، کیونکہ برہان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان اولیا کے ساتھ ہے۔ یہ اس لئے بھی کہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے اور اس پر نہ صرف نقلی و عقلی دلیل، بلکہ عینی شہادت بھی پائی جاتی ہے۔

فصل

یہ فقیر کہتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مختلف زمان و مکان میں علماء کے پاس اس چیز کے متعلق ایسے عقلی و نقلی دلائل رہے ہیں، جنہیں دشمن بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں، لیکن وہ عینی دلیل جو کسی معین شخص کے معائنہ اور مشاہدہ کے بعد صادر ہوئی ہو اور شرعی لحاظ سے بھی قوی ہو، اس کے مظہر اولیاء اللہ ہیں، جن سے کرامات اور خوارق عادات کا ظہور ہوتا ہے۔ وہ صفات حق کے مظاہر ہوتے ہیں، جیسا کہ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) مثنوی میں فرماتے ہیں:

گفت بہلول آں یکے درویش را
چونی اے درویش واقف کن مرا

گفت چوں باشد کسی کو جاوداں
برمرادِ اُو رود کارِ جہاں
سیل و جوہا برمرادِ اُو روَد
اختران زان سان کہ او خواہد شود
زندگی و مرگ سرہنگان اُو
برمرادِ اُو روانہ کو بکو
ہر کجا خواہد فرستد تہنیت
ہر کجا خواہد فرستد تعزیت
سالکان راہ ہم برگام اُو
ماندگان از راہ ہم بر دام اُو
گفت اے شہ راست گفتی ہمچنیں
در فرو سیمائے تو پیداست ایں (۱۴)

ترجمہ: (حضرت) بہلولؒ نے اس درویش سے کہا، اے درویش! تو کیسا ہے مجھے بتا دے۔

اس نے کہا، وہ شخص کیسا ہوگا کہ ہمیشہ جس کے ارادے کے مطابق دنیا کے کام چلتے ہیں۔
سیلاب اور نہریں اس کے مطابق جاری ہوں، ستارے جس طرح وہ چاہے ہو جائیں۔
زندگی اور موت اس کے سپاہی ہوں، جو اس کے ارادہ کے مطابق کوچہ بہ کوچہ روانہ ہوں۔
وہ جہاں چاہے مبارک بادی بخش دے، وہ جہاں چاہے تعزیت کو روانہ کردے۔
راہ کے سالک بھی اس کے نقشِ قدم پر ہوں، راہ سے عاجز بھی اس کے جال میں ہوں۔
(حضرت بہلولؒ نے) کہا، اے شاہ! تم نے سچ کہا، ایسا ہی، آپ کے چہرہ اور شان سے یہ ظاہر ہے۔

جیسا کہ انہی بزرگ (شیخ ابوالحسن علی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ) سے منقول ہے کہ سلطان محمود غازی (غزنوی) رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) کے وقت میں ہندوستان کی فتح کا سبب وہی تھے۔ ہندوستان سے ایک دانشمند، سلاطین ہند کا پیغام لے کر غزنی میں آیا اور کہنے لگا کہ اہل ہند کا دین برحق ہے۔

کوئی ایسا آدمی ہے جس سے اس کے متعلق مباحثہ و مکالمہ کیا جائے، تاکہ اسلام پر ہمارے دین کی حقیقت واضح ہو جائے اور پھر عقلی و نقلی دلائل کی غیر موجودگی میں حق کو قبول کر لیا جائے۔ سلطان محمود (غزنوی) اور اس کے تمام درباری عُلما ء، اُمراء اور شرفاء حاضر ہوئے، لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی اس مسئلہ پر ہندوستانی دانشمند سے بحث کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ الہام ربّانی سے اس مجلس میں حاضر ہوئے اور اس محفل میں ہندوستانی دانشمند کے ساتھ کچھ مدّت خاموش بیٹھے رہے۔ پھر اس دانشمند نے شیخؒ سے پوچھا: ''میری سیر کہاں تک تھی؟'' شیخؒ نے فرمایا: ''سراندیپ تک!'' اس نے کہا: ''کوئی نشانی لائیں۔'' شیخؒ نے فرمایا: ''سراندیپ کے ایک گاؤں میں کچھ لوگ سبز مرچیں چُن رہے تھے اور ان کے نزدیک ہاتھی تھے۔'' دانشمند نے کہا: ''آپ سچ کہتے ہیں۔'' شیخؒ نے فرمایا: ''مجھے اور تجھے تو سچائی معلوم ہوگئی۔ اب سلطان اور دیگر اکابر پر بھی حقیقت روشن ہو جانی چاہیے۔'' لیکن دانشمند ایسا نہ کر سکا۔ شیخؒ نے خرقہ سے ہاتھ نکالا تو کچھ سبز مرچیں ان کے ہاتھ میں تھیں۔ انہوں نے دانشمند سے کہا: ''کھایئے کہ میں یہ سراندیپ کے لوگوں سے مانگ کر لایا ہوں۔'' دانش مند حیران رہ گیا اور بولا: ''مجھے اس قسم کے تصرف کی مجال نہیں۔'' پھر شیخؒ نے فرمایا کہ تم نے عالم سفلی میں سیر کی تو میں تمہارے ساتھ رہا۔ آؤ عالم علوی کی سیر کریں۔'' دانشمند نے کہا: ''مجھے اس کی تاب نہیں! یہ تو اسلام ہی سے میسّر آتی ہے۔'' وہ دانش مند مسلمان ہو گیا اور ہندوستان لوٹ گیا، جس سے وہاں اسلام کو بڑی کامیابیاں ملیں۔ اس قسم کے واقعات کا مشائخ کبار، بالخصوص ہمارے شیخ قطب الواصلین حضرت خواجہ بہا الحق والدین البخاری نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) سے بکثرت ظہور ہوا ہے۔ جسے ہم نے اور ان کے زمانے کے لوگوں نے دیکھا ہے۔ مثلاً خواجہ نقشبندؒ کا حال جاننے کے لئے علمائے بخارا کا اجتماع۔ مولانا حمید الدین شاشیؒ جو عظیم عالم تھے ان پر خواجہ نقشبندؒ کا توجہ کرنا۔ ان کے زانو پر ہاتھ رکھنا اور انہیں مشاہدہ افلاک کرانا، جسے علماء کا کسی حجّت کے بغیر تسلیم کر لینا۔ خوارزم میں معتزلی کا ایک سنّی سے مناظرہ کرنا اور اس معتزلی کا حضرت خواجہ علاءالدین والدین (نقشبندؒ) کی مجلس میں کسی قیل وقال کے بغیر سُنّی ہو جانا۔

فصل

جاننا چاہئے کہ شیخ ابوالحسن غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو عالم کے والی ہیں، آسمان سے بارش ان کے وجود کی برکت سے برستی ہے اور زمین پر نباتات انہی کے احوال کی پاکیزگی سے اگتی ہے، ان میں چار ہزار پوشیدہ ہیں۔ (ان کے احوال مخفی ہیں) اور وہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے، بلکہ خود کو بھی نہیں پہچانتے۔ اس امر پر روایات موجود ہیں اور ملفوظات اولیاء اللہ گواہ ہیں اور یہ بات ظاہر ہے، لیکن جو اہل حل وعقد میں سے ہیں اور دنیا کی تدبیر ان کے سپرد ہے، ان کی تعداد تین سو ہے جن کو ''اخیار'' کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے چالیس ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں اور سات کو ابرار اور پانچ کو اوتاد اور تین کو نقبا کہتے ہیں۔ (یہ سب) خدا کے خاص بندے ہیں۔ ایک اور ہیں جن کو قطب کہتے ہیں اور ان کو غوث بھی کہا جاتا ہے۔ ان سب کو ایک دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور انہیں اپنے امور میں ایک دوسرے کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر روایات گواہ ہیں اور اولیاء اللہ بھی متفق ہیں۔

فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: '' اِنَّ لِلّٰہِ ثَلٰثمِائَۃِ نَفْسٍ قُلُوْبُھُمْ علٰی قَلْبِ آدمَ صَلوٰاتُ الرَّحْمٰنِ عَلَیْہِ وَلَہٗ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھُمْ علٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ لَہٗ سبعۃٌ قُلُوْبُھُمْ علٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ لَہٗ خَمْسَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْب جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ ثَلَاثَۃٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ وَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ. ''(۱۸)

یعنی: خدا تعالیٰ کے تین سو ایسے برگزیدہ بندے ہیں، جن کے دل حضرت آدم علیہ السّلام

کے دل کی طرح ہیں۔ چالیس کے دل حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دل کی طرح ہیں اور سات دوسرے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دل کی طرح اور پانچ دوسرے ہیں جن کے دل حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے دل کی طرح ہیں اور تین اور ہیں جن کے دل حضرت میکائیل علیہ السّلام کے دل کی مانند ہیں اور ایک دوسرے ہیں جن کا دل حضرت اسرافیل علیہ السّلام کے دل کی طرح ہے۔ جب وہ ایک انتقال کر جائے تو اس کا بدل تین میں سے چُنا جاتا ہے اور اگر تین میں سے ایک فوت ہو جائے تو اس کی جگہ پانچ میں سے کسی ایک کو لیا جاتا ہے اور اگر پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کی جگہ سات میں سے پُر کی جاتی ہے اور اگر سات میں سے ایک وفات پا جائے تو اس کا بدل چالیس میں سے لیا جاتا ہے اور اگر چالیس میں سے ایک کا انتقال ہو جائے تو اس کا بدل تین سو میں سے لیا جاتا ہے اور اگر تین سو میں سے ایک فوت ہو جائے تو اس کا بدل عام لوگوں میں سے لیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ ان کی برکت سے اس امت کو آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

مجھے ان کے وجود کا عین الیقین ہے اور میں نے ان کی طی ارض، بغیر پُل اور کشتی کے دریا کو عبور کر لینے اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو جانے جیسی کرامات ملاحظہ کی ہیں۔ ان کی تمام روش صوفیہ کے صاف دل کی مانند ہے اور وہ اس امت کے کسی ایک فرد سے صحبت رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وہ حاضرِ خدمت ہوتے تھے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے صحبت رکھتے تھے، نماز جمعہ باجماعت ادا کرتے اور علم شریعت سیکھتے تھے اور انہیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ (۱۹) کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں جانتا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم صرف ان کو منافقوں کے حالات بتایا کرتے تھے۔ ان (صوفیہ) کے سات مرتبے ہیں، جن میں سے ساتواں مرتبہ قُطب کا ہے اور اسے ''قطب الابدال'' کہتے ہیں اور ان (صوفیہ) کو ''عزلتی'' (گوشہ نشین) کہتے ہیں۔ واللّٰہ تعالیٰ اَعْلَمُ۔

فصل

اکابر طریقت میں سے شیخ المشائخ حضرت علاء الدّ ولہ (سمنانی) قدس سرّہ (۲۰) نے فرمایا ہے کہ میں نے عالمِ غیب میں پاک لوگوں کی ایک جماعت دیکھی اور انہیں سلام کیا، جس کا انہوں نے احسن جواب دیا۔ میں نے ان سے پوچھا: ''آپ کی نسبت کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ہم صوفیہ ہیں اور ہمارے سات درجے ہیں۔ طالبین، مُریدین، سالکین، سائرین، طاہرین، واصلین اور ان میں ساتواں درجہ ''قطب'' کا ہے۔ ایک وقت میں وہ ایک ہی ہوتا ہے اور اس کا دِل حضرت محمد رسول ﷺ کے دل کی طرح ہے اور اسے ''قطب الارشاد'' کہتے ہیں۔ ''قطب الابدال'' کا دِل حضرت اسرافیل علیہ السّلام کے دل کی طرح ہے۔ ان صوفیہ کو ''عشرتی'' (خوش باش) کہا جاتا ہے اور ان کے بیوی بچے ہوتے ہیں۔ وہ صاحب جائیداد ہوتے ہیں اور دشمن اور دوست بھی رکھتے ہیں۔ وہ انبیاء کے خلفاء ہوتے ہیں اور دعوت حق کا کام ان کے سپرد ہوتا ہے۔ انہیں اللہ جانتا ہے یا وہ آدمی جسے خدا کے نور کی تائید حاصل ہو اور وہ طبقہ ''مریدین'' میں سے ہوتا ہے جو ''قطب الارشاد'' یا اس کے خلفاء کو جانتا ہو وہ بھی طبقہ ''مریدین'' میں سے ہوتا ہے۔

فصل

یہ فقیر کہتا ہے کہ اس قول کی تشریح کہ ایک وقت میں ایک قطب ہوتا ہے، یوں ہے جیسے مولانا جلال الدّین رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، نظم:

از برائے صوفیان پاک بزم آراستہ
وانگہان آن صوفیان را الصلا آموختہ
از میان صوفیان آن صوفی محبوب را
سرّ محبوبی مطلق در خلا آموختہ (۲۱)

پس امام قائم حی آن ولی است
خواہ از نسل عمرؓ خواہ از علیؓ است
مہدی و ہادی وی ست اے نیکخوی
ہم نہاں وہم نشستہ روبروی(۲۲)
خاک شد جان و دل نشانیہائے اُو
ہست برخاکش نشاں پائے اُو
خاک پایش شو برائے این نشاں
تاشوی تاج سر گردن کشاں
جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسی ز ابدال حق آگاہ شُد(۲۳)
اے بساکس را کہ صورت راہ زد
قصد صورت کرد و براللہ زد
تاکہ نفریبد شمار اشکل او
نقل او شاید بہ پیش از نقل او(۲۴)

ترجمہ: پاکیزہ صوفیوں کے لئے مجلس آراستہ کی، بعدازاں ان صوفیہ کو''الصّلا'' کی رمز سکھائی۔

صوفیہ میں سے اس محبوب صوفی کو خلوت میں محبوبِ مطلق کا راز سکھایا۔

پس حی قائم امام وہ ولی ہے، خواہ وہ حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہو (اور) خواہ حضرت علیؓ کی اولاد سے۔

اے نیک خو! وہ مہدی اور ہادی ہے، وہ پوشیدہ بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا (حاضر باش) بھی ہے۔

ہماری جان خاک ہوگئی اور اس کی نشانیاں اس (جان) کی خاک پر اس کے پاؤں کے نشان ہو گئے۔

اس نشان کے لئے اس کے پاؤں کی خاک بن جا، تاکہ تو عالی شان لوگوں کے سر کا تاج

بن جائے۔

سارا جہاں اس وجہ سے گمراہ ہوگیا، بہت کم کوئی ابدال حق سے آگاہ ہوا۔

اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا، اس نے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا (اور) اللہ پر حملہ کیا۔

ہرگز اس کی (ظاہری) شکل تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے، اس کی نقل چاہیے اس کی موت سے پہلے۔

پہلے گروہ کو ''عزلتی'' (گوشہ نشین) اور دوسرے گروہ کو ''عشرتی'' (خوش باش) کہتے ہیں اور ''قطب الارشاد'' ''عشرتیوں'' میں سے ہوتا ہے اور اس کا درجہ ''قطب الابدال'' سے بلند تر ہے۔ صاحب وقوف قرآن شمس العارفین غزنوی سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) تفسیر عین المعانی میں فرماتے ہیں کہ ''عزلتی'' ایک وجہ سے ''عشرتیوں'' سے افضل ہیں اور ''عشرتی'' دوسری وجہ سے ۔یعنی ان دونوں کے درمیان جو عمومیّت اور خصوصیت ہے، اس کی ایک وجہ ہے۔ ''عزلتی'' بادشاہ کے ندیموں کے درجہ پر ہیں اور ''عشرتی'' وزیروں کے مرتبہ پر ہیں۔ ان کا ظاہر لوگوں کے ساتھ ہے اور باطن خدا کے ساتھ۔ اگر ''عزلتیوں'' میں سے کوئی آدمی گناہ کرے تو اس کی معافی ''قطب عشرتی'' مانگ سکتا ہے، اور وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ مرشدین کی راہنمائی ''عزلتیوں'' کے سپرد ہوتی ہے اور وہ طبقہ ''طالبین'' کی دلیل ہیں۔ جہاں کہیں بھی کوئی سچا طالب ہو اس کی ہدایت کا کام ان کے سپرد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''لَانْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِیَدِکَ وَاحِدًا خَیْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسِ'' (۲۶)۔ جو یہ کہا گیا ہے کہ ہر آدمی انہیں نہیں پہچانتا...... الیٰ آخرہ۔ وہ یوں ہی ہے جیسے نبی ﷺ نے فرمایا: ''خَبَرَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قُبَابِیْ لَایَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ اَیْ لَا یَعْرِفُھُمْ اَحَدَ اِلَّا بِتَائِیْدِ الٰھِیْ'' (۲۷)۔

یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ مریدوں میں سے ہو، یعنی طالب حق ہو، تو یہ سعادت ہر کسی کو نہیں دیتے،

نظم: جوینده از آن نه که جویائے تو نیست

ور جویائی دان که ترا جویان است (۲۸)

منشور غمش بہر دل و جان ندہند

ملک طلبش بہر سلیمان ندہند (۲۹)

ترجمہ: وہ اس لئے جویندہ نہیں کہ تیرا متلاشی نہیں، تو جویندہ اسے سمجھ جو تیرا متلاشی ہو۔

اس کے غم کا پروانہ ہر دل و جان کو نصیب نہیں ہوتا، اس کی سلطنت کی طلب ہر سلیمان کو عطا نہیں ہوتی۔

بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی آئی ہے کہ ہم جسے دنیا اور آخرت (کی بھلائی) دیتے ہیں، اس پر احسان نہیں کرتے، کیونکہ میں جسے دروازے کی چابی دیتا ہوں، اسے ہم اپنا دوست بنالیتے ہیں۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ الحمد اللہ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ''قطب الارشاد'' کو پہچاننے کی توفیق بخشی اور ہم نے ان کی نظر مبارک کو پایا۔ وہ ''قطب الارشاد'' حضرت مخدومی خواجہ بہاء الحق والدّین البخاری المعروف نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے خدا تعالیٰ نے بغیر سبب کے مجھے یہ مرتبہ عطا فرما رکھا ہے۔ (اس کی اس عطا کے) چار سو طالب تھے، لیکن محض فضلِ باری تعالیٰ سے یہ عنائت مجھ پر ہوئی۔ خواجہ نقشبندؒ کے بعد ان کے خلیفہ علاء الدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ ''قطب الوقت'' تھے۔ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ ''قطب'' کی جو علامات ہوتی ہیں وہ ان میں موجود تھیں۔ ''عزلتی'' انکے پاس آیا کرتے تھے، جس کی ہمارے احباب رحمۃ اللہ علیہم کو اطلاع تھی، وہ ''عزلتی'' ان سے ہدایت حاصل کرتے تھے۔ جب ''عزلتی'' سے خطا ہو جائے تو ''قطب عزلتی'' اس کے لئے معذرت طلب نہیں کرسکتا، ہاں اگر ''قطب عشرتی'' چاہے تو یہ خطا معاف ہو جاتی ہے۔

اس فقیر کو تردّد تھا کہ حضرت خواجہ علاء الدّین عطار رحمۃ اللہ علیہ قطب ہیں یا نہیں اور ہمارے خواجہؒ کا مرتبہ ان کو پہنچا ہے یا نہیں؟ ایک روز صبح کی نماز ادا کی گئی۔ نماز میں ''تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ'' (۳۰) کی قرأت کرنے کا اتفاق ہوا۔ جب ہم مسجد سے جماعت خانہ میں واپس آئے تو حضرت خواجہ علاء الدّین عطّار رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ فضیلت جو بعض انبیاء کو بعض انبیاء پر ہوتی ہے کیا طبقہ اولیا اللہ میں بھی پائی جاتی ہے؟ میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' انہوں نے فرمایا کہ ''اگر کوئی اس درگاہ کا کتا ہو تو مبارک ہوگا اور تم جو گمان کرتے ہو وہ درست ہے۔''

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ'' (۳۱)

فصل

بزرگوں میں سے ایک نے فرمایا ہے کہ آسمان کے دو "قطب" ہیں۔ "قطب جنوبی" و "قطب شمالی"۔ زمین کے بھی دو "قطب" ہیں۔ "قطب الابدال" اور "قطب الارشاد"۔ "عزلتی" اولیاءاللہ ہمیشہ رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے، بلکہ بعثت مُصطفوی ﷺ سے پہلے بھی تھے، لیکن ان کی قبر زمین کے برابر ہموار ہے اور ان کے نشان ناپید ہیں۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں حضرت اعتصام قرنی رحمۃ اللہ علیہ قطب الابدال" اور مظہر رحمان تھے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۲) کے چچا تھے۔ ان کے متعلق حضرت مصطفیٰ ﷺ نے نے فرمایا: اِنّی لَاَجِدُ نَفَسِی الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَن" (۳۳)

وہ "ابدال" ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں، بیت الخلا میں جاتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں اور معالجہ کرتے ہیں، نیز بیمار ہونے کے بعد حضرت مصطفیٰ ﷺ کی سُنتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ زیادہ تر گھر پر نہیں رہتے، بشرطیکہ وہ بیمار نہ پڑ جائیں۔ وہ حمام میں بھی جاتے ہیں۔ غُسل کی اُجرت دیتے ہیں، لیکن ان کا "قطب" اپنے مقام پر موجود ہے۔ اس کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ خواجہ خضر علیہ السّلام اور خواجہ الیاس علیہ السّلام اس "قطب" کے مصاحب ہیں، جو مختلف اوقات میں کثرت سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور نماز میں اس کی اقتداء کرتے ہیں۔

فصل

اکابر میں سے ایک فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑی جہالت ہے کہ کوئی خواجہ خضر علیہ السلام اور خواجہ الیاس علیہ السلام کے وجود کا انکار کرے۔ اس لئے کہ وہ ''عشرتی'' اولیاء کے ساتھ ہوتے ہیں اور بیشتر مشائخ وعلماء نے انہیں دیکھا ہے۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ میں ابتدائے حال میں چرخ میں اپنے گھر میں ہوتا تھا اور مجھے کسبِ علم کے لئے سفر کا ذوق ہوا، لیکن میرے پاس اس کے لئے وسائل نہ تھے۔ میں نے توجہ سے خواجہ خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تحصیل علم کے لئے جاؤ اور جہاں کہیں اور جس وقت بھی کوئی مشکل پیش آئے ہمیں یاد کرنا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مجھے تجربہ سے یقین ہو گیا کہ وہ خواب رحمانی تھا۔

خواجہ خضر علیہ السلام اور خواجہ الیاس علیہ السلام کے دس دس گہرے اور معمّر دوست ہیں، جنہوں نے بڑی طویل عمریں پائی ہیں۔ وہ سب خواجہ خضر علیہ السلام کی خدمت کرتے ہیں۔ بالخصوص جب وہ بیمار ہوتے ہیں۔ خواجہ الیاس (علیہ السلام) خواجہ خضر (علیہ السلام) کے چچا ہیں۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) کا قد لمبا، جسم بھاری اور سر باریک ہے۔ ان کا شجرۂ نسب تین واسطوں سے حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے اور وہ اس طرح ہے: ملکان بن بلیان بن سمعان بن سام بن نُوح علیہ السلام (۳۴)۔ خواجہ خضر (علیہ السلام) کثیر المراقبہ، باوقار وتمکین، صاحب علوم کثیرہ اور شریعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو شریعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ (دنیا کے) تمام خزانے ان پر ظاہر ہیں اور وہ مخلوق خدا کو بڑا نان ونفقہ دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ تبوک، جو ایک مقام کا نام ہے، میں نمازِ عصر کے بعد دو شعر سُنے اور صحابہؓ نے کسی آدمی کو نہ دیکھا۔ حضرت مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی خضر ہیں جو تمہاری مدح کر رہے ہیں اور وہ دو شعر یہ ہیں:

فَوَارِسُ هَيجَآءِ اذام الْيُوْمَ الْيَوْم

رَهَابِيْنَ ظُلْمًا اِذَا اللَّيْلِ اللَّيْل

رِجَالُ مَحَارِیبُ حَرْبِ مَکْسَبِهِم
لَــدَیٰ رَبُّهُــمْ اَنْفَــالَهُمُ الثِّقْـلَ (۳۵)

بزرگوں میں سے ایک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں شعر ایک کتاب کی پشت پر لکھ دیئے۔ ایک روز حضرت خواجہ خضر (علیہ السّلام) کی نظر ان پر پڑی تو فرمایا: ''لوگوں کے درمیان کیسے بات باقی رہ جاتی ہے؟'' اور مسکرا پڑے۔ خواجہ خضر (علیہ السّلام) عبدیہ، عندیہ اور لدنیہ جیسی چند فضیلتوں سے مشرّف ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق: ''فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْماً'' (۳۶)۔ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بندے سے مراد میرے بھائی خضر ہیں۔ وہ اکثر بیمار رہتے ہیں۔۔ اپنا علاج خود کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہر پانچ سو سال کے بعد ان کے نئے دانت مبارک نکلتے تھے اور خاتم انبیاء ﷺ کے بعد ہر ایک سو بیس سال کے بعد نئے دانت نکلتے ہیں۔ خواجہ خضر (علیہ السّلام) نے کئی شادیاں کی ہیں اور ان کی کثیر اولاد ہے، لیکن اب ازدواج کرنا ترک کر دیا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔ خواجہ خضر علیہ السّلام کو ان کے بیوی بچے نہیں پہچانتے۔ خواجہ خضر علیہ السّلام بازار میں آتے ہیں اور چیزیں خریدتے، بیچتے اور سودا کراتے ہیں۔ وہ منا اور عرفات میں بھی آتے ہیں اور اچھی آواز کو پسند فرماتے ہیں۔ کلام اللہ کو سنتے ہیں اور سماع سننے جاتے ہیں۔ ان پر وجد غالب ہوتا ہے اور وہ ایک رات یا اس سے زیادہ اس حالت میں رہتے ہیں۔ نیک لوگوں کی زیارت اور نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ہر سال دو مرتبہ، ایک مرتبہ حج کے موقع پر عرفات میں اور دوسری بار رجب کے مہینے میں جہاں بھی فرمائیں حاضر ہو جاتے ہیں۔ بخارا کے مشائخ سے منقول ہے کہ ماہِ رجب کے پہلے جمعہ کو حضرت خواجہ خضر (علیہ السّلام) بخارا میں ہوتے ہیں۔ اسی لئے بخارا کے مشائخ رجب کے پہلے جمعہ کے روز بخارا اور سمرقند میں عید مناتے ہیں، ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ حضرت خواجہ خضر (علیہ السّلام) کو پائیں۔ زمانہ وحی سے پہلے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے صحبت رکھتے تھے، مگر رسول اللہ ﷺ ان کو نہیں پہچانتے تھے۔ اس زمانے میں خواجہ خضر علیہ السّلام نے رسول اللہ ﷺ سے کثیر تعداد میں احادیث نقل کی ہیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ (یعنی خضر علیہ السّلام) رسول ﷺ کے پاس انصار کے گھروں میں سے کسی گھر میں تھے کہ

اس وقت بہت سے صحابہؓ افسردہ تھے اور دشمنوں سے ڈر رہے تھے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ''مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَقُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلَّا نَصَّرَ اللّٰهُ قَلْبُهٗ وَنَوَّرَهٗ'' (۳۷)۔ خواجہ خضر (علیہ السّلام) نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اور خواجہ الیاس، شموئیل علیہ السّلام کے پاس تھے کہ دشمنوں نے ان پر غلبہ ڈال لیا۔ شموئیل علیہ السّلام نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ''صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ'' کہہ کر دشمنوں پر ہلّا بول دو۔ انہوں نے ایک حملہ کیا اور کہا ''صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ''۔ (پس) ان کے دشمنوں نے شکست کھائی اور دریا میں غرق ہو گئے۔

خواجہ خضر علیہ السّلام اس دعا کو کثرت سے پڑھتے ہیں: ''يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْيِيَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا'' (۳۸)

واضح ہو کہ خواجہ خضر علیہ السّلام، خواجہ الیاس علیہ السّلام اور سب اولیاء اللہ غائب و حاضر اہل سنّت و جماعت کے مذہب پر ہیں اور کتاب و سنّت کے متبع ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰى ذَالِكَ. تَمَّتِ الرِّسَالَةُ الْاَبْدَالِيَة ۔ (۳۹)

حواشی ابدالیہ

۱۔ ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا اور ان کو شیطانوں کے لئے مارنے کا آلہ بنایا اور زمین کو رسولوں، نبیوں، ولیوں اور عالموں سے مزیّن فرمایا اور ان کو دلائل اور براہین بنایا اور ان کے ذریعے جہانوں سے اندھیرے اور شکوک مٹا ڈالے۔ درود و سلام ہو سردار الانبیاء حضرت محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تمام آل (اطہارؓ)، صحابہ (کرامؓ) اور تابعین (عظامؒ) پر روزِ قیامت تک اور ہمارے اساتذہ، مشائخ، اسلاف، اولاد، احباب اور تمام ایمان والوں پر اللہ (تعالیٰ) کی رحمت ہو۔

۲۔ سورۃ النحل، آیت ۱۲۵۔ ترجمہ: آپ اپنے ربّ کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔

۳۔ مثنوی، دفتر سوم، ص ۴۷، مرآۃ المثنوی، ص ۲۳۰

۴۔ سورۃ الفرقان، آیت ۶۳۔ ترجمہ: اور (حضرت) رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔

۵۔ سورۃ الاحقاف، آیت ۱۳۔ ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ مستقیم رہے۔ ان لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۶۔ سورۃ یونس، آیت ۶۲۔ ترجمہ: یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۷۔ رسالہ قدسیہ، ص ۱۱۹

۸۔ اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۹: ۶۶۵ (لفظوں کے اختلاف سے)۔ ترجمہ: جو (جن) لوگوں کی محبت دل میں رکھتا ہے، وہ ان ہی میں سے ہے۔

۹۔ صحیح مسلم، جلد ۲: ۳۳۲، باب المرء مع من احب۔ ترجمہ: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

۱۰۔ ترجمہ: اے ہمارے اللہ تو ہمیں اپنے اولیاء میں سے بنا، مجھے مسلمان کی حیثیت سے موت دے اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اپنی رحمت کے

صدقے۔

۱۱۔ حضرت شیخ ابوالحسن ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ (م ۴۶۵ھ/ ۱۰۷۲ء)، صاحب کشف المحجوب (بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۵۴-۱۵۵)۔

۱۲۔ حضرت شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر محمد مہنیؒ (۳۵۷-۴۴۰ھ/ ۹۶۸-۱۰۴۹ء) خراسان کے بہت بڑے بزرگ جن کی رباعیات عرفانی ادب کا شاہکار ہیں (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۳۸-۱۴۰، اسرارالتوحید در مقامات الشیخ ابی سعید)۔

۱۳۔ حضرت مولانا جلال الدین محمد رومیؒ (۶۰۴-۶۷۲ھ/ ۱۲۰۷-۱۲۷۳ء)، صاحب مثنوی (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۴۷-۲۴۹)۔

۱۴۔ مثنوی معنوی (ترجمہ قاضی سجاد)، جلد ۳: ۱۸۸

۱۵۔ غزنی کے بادشاہ جنہوں نے بہت سی فتوحات کیں۔ ۴۱۶ھ/ ۱۰۲۵ء میں قلعہ سومنات فتح کیا اور ۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء میں فوت ہوئے (کارنامہ بزرگان ایران، ص ۳۱۹-۳۲۰)۔

۱۶۔ حضرت خواجہ علاء الدین محمد عطار بن محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰ر رجب ۸۰۲ھ/ ۱۷ر مارچ ۱۴۰۰ء)۔ خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے خلیفہ و جانشین اور داماد تھے۔ تاجکستان کے شہر چغانیان میں آپ کا مقبرہ ہے۔ (دیکھئے: نفحات الانس، ص ۲۶۹، رشحات عین الحیات، ص ۹۴)۔

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۳۲ھ/ ۶۵۳ء) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی ہیں جن کو صاحب نعلین اور سواک کہا جاتا ہے۔ جنہوں نے مکہ مکرمہ میں کفار کے سامنے علانیہ قرآن کریم بلند آواز میں تلاوت فرمایا اور غزوہ بدر میں ابوجہل (م ۲ھ/ ۶۲۴ء) کی گردن کاٹی (دیکھئے: الاستیعاب ۳: ۱۱۰-۱۱۶)۔

۱۸۔ حدیث کامل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ملاعلی قاریؒ۔ مکتبہ امدادیہ ملتان)، ص ۴۶۰، جلد ۱۱، باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس قرنی رضی اللہ عنہ، میں اس طرح آئی ہے: عن عبداللّٰہ بن مسعود مرفوعاان اللّٰہ خلق ثلثماۃ نفس قلوبھم علی قلب آدم ولہ اربعون قلوبھم علی قلب موسیٰ ولہ سبعۃ قلوبھم علی قلب ابراھیم ولہ خمسۃ قلوبھم علی قلب جبرنیل ولہ ثلث قلوبھم علی قلب میکائیل ولہ واحدٌ قلبھم علی قلب اسرافیل کلما مات الواحد ابدل اللّٰہ مکانہ من الثلاثۃ و کلما مات واحد من الثلاثۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من الخمسہ و کلمامات من الخمسہ واحد ابدل اللّٰہ

مکانہ من سبعة و کلمامات واحد من السبعة ابدل اللّٰہ مکانہ من الاربعین و کلما مات واحد من الاربعین ابدل اللّٰہ مکانہ من الثلماتہ و کلما مات واحد من الثلثماۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من العامة بھم یدفع البلاء عن ھذا الامة.''ابن عساکرؒ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے،جس کے آخر میں درج ذیل اضافہ ہے:ابدل اللّٰہ مکانہ من العامہ فبھم یحیی و یمیت و یمطرو ینیب و یدفع البلاء ۔یعنی ان تین سوچھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات،موت م،مینہ کا برسنا،نباتات کا اگنا اور بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے۔

۱۹۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور صاحب سرّ الرّسول کے لقب سے مشہور ہیں۔محرم ۳۶ھ/ ۶۵۷ء میں وفات پائی۔ان کا مزار مدائین میں ایوان کی سیڑھیوں کے پاس موجود ہے اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔دجلہ کے کنارے دریا کی امواج نے ان کی قبر کو نقصان پہنچایا تو ۱۹۳۳ء میں اسے حضرت سلیمان علیہ السّلام کی قبر کے نزدیک خشکی پر منتقل کر دیا گیا اور اس پر ایک عمارت تعمیر ہوئی (دیکھئے:الاستیعاب ۲:۳۹۳-۳۹۴)۔

۲۰۔ حضرت شیخ رکن الدّین ابوالمکارم احمد بن محمد بن احمد سمنانی بیابانکیؒ کا لقب علاء الدّ ولہؒ تھا۔ذی الحجہ ۶۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔اپنے زمانے کے مشہور عالم اور عارف باللہ تھے۔۷۷ برس کی عمر میں جمعہ کی رات ۲۲ رجب ۷۳۶ھ میں وفات پائی اور صوفی آباد،سمنان (ایران) میں مدفون ہوئے۔انہوں نے تین سو سے زیادہ کتابیں تصنیف وتالیف کیں،جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) بیان الاحسان لاہل العرفان۔ (۲) سربال البال فی اطوار سلوک اہل الحال
(۳) فوائد العقائد (۴) لاہل الخلوۃ والجلوۃ۔
(۵) عُروۃِ الوثقیٰ۔ (۶) آداب السفرہ
(۷) اخلاق (۸) ارشاد المؤمن۔
(۹) ارشادنامہ (۱۰) اقبالیہ۔
(۱۱) چہل مجلس۔ (۱۲) ختام المسلک
(۱۳) سرسماع (۱۴) سکوت العاشقین۔
(۱۵) شرح حدیث ارواح المومنین۔ (۱۶) شرح فصوص الحکم
(۱۷) فتح المبین لاہل الیقین۔ (۱۸) نامہ ھا۔

(۱۹) نقطہ (۲۰) وصیت

(۲۱) فرحۃ العالمین وفرحۃ الکاملین۔ (۲۲) لمعات

(۲۳) مجالس۔(دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران،ص ۲۶۵-۲۶۷)۔

۲۱۔ کلیات شمس،جلد ۵: ۱۴۷۔

۲۲۔ مثنوی معنوی (ترجمہ قاضی سجاد)،جلد اوّل،ص ۱۲۰

۲۳۔ مثنوی معنوی،جلد اوّل،ص ۵۸۔

۲۴۔ مثنوی معنوی،جلد اوّل،ص ۱۲۰۔

۲۵۔ محمد بن طیفور غزنوی سجاوندیؒ (م ۵۶۰ھ/ ۱۱۶۵ء)۔ان کے آثار میں سے ہیں: علل القرأت فی عدۃ مجلدات، عین المعانی فی تفسیر سبع المثانی، والوقف والابتداء (دیکھئے: معجم المؤلفین، جلد ۱۰: ۱۱۲)۔

۲۶۔ ترجمہ: اگر اللہ تمہارے ہاتھ سے کسی کو ہدایت کرے تو یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج چمکتا ہے۔

۲۷۔ احادیث مثنوی،ص ۵۲،احیاء العلوم ۴: ۲۵۶۔ترجمہ: اللہ نے خبر دی ہے کہ میری قبا کے نیچے میرے ایسے دوست ہیں، جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا،یعنی انہیں کوئی نہیں جانتا،مگر تائید الٰہی سے۔

۲۸۔ تفسیر چرخی،ص ۴۷۱۔

۲۹۔ حضرت نجم الدین رازی المعروف دایہؒ (م ۶۱۸ھ/ ۱۲۲۱ء) کی رباعی کا پہلا بیت ہے (دیکھئے: سیر تصوف در افغانستان،ص ۱۶۴)۔

۳۰۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۳۔ ترجمہ: یہ حضرات انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔

۳۱۔ سورۃ الاعراف، آیت ۴۳۔ترجمہ: ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی، اگر اللہ تعالیٰ ہم کو یہاں تک نہ پہنچاتے۔

۳۲۔ حضرت اویس قرنیؒ بن عامر بن جزء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ طائفہ بنی مراد سے تھے۔ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے اور یمن کے رہنے والے تھے۔انہیں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی، مگر انہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چشم ظاہر سے نہیں دیکھا۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان کے بارے میں کئی احادیث منقول ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے: ''اُوَیسُ القَرنِیُ خَیرُ التَّابِعِینَ بِاِحسَانٍ''،یعنی اویس قرنیؒ بھلائی میں بہترین تابع ہیں۔

''اُوَیْسُ الْقَرْنِیُّ خَیْرُ التَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ''، یعنی اویس قرنیؓ بھلائی میں بہترین تابع ہیں۔
آپؓ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ (م ۴۰ھ/ ۶۶۱ء) کے ساتھ تھے اور اکثر مؤرخین کے مطابق اسی جنگ ۳۷ھ/ ۶۵۷ء میں شہید ہوئے۔ ابنِ بطوطہ نے دمشق میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر دیکھی تھی۔
(دیکھئے: لطائف نفیسیہ در مناقب وفضائل اویسیہ، تذکرۃ الاولیاء از عطّار نیشاپوریؒ، انوار اولیاء از رئیس احمد جعفری، لغت نامۂ دھخدا ص۔ ۵۱۰، الف بخش دوّم شمارۂ مُسلسل ۱۵۷)۔

۳۳۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۱۱: ۲۶۰، مجمع البحار، جلد ۳: ۳۸۰، مرآۃ المثنوی، ص ۹۰۹۔ ترجمہ: بلاشبہ میں یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو پاتا ہوں۔ راویوں کے مطابق یہ حدیث حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں ہے۔

۳۴۔ حضرت سیّد شرافت نوشاہیؒ نے یہ شجرہ یوں لکھا ہے: بلیا المقلب بہ حضرت خضر بن ملکان بن فالغ بن غابر الملقب ہود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن حضرت نوحؑ (تاریخ عباسی۔ قلمی ص ۱۱۲)۔

۳۵۔ دیکھئے: فصل الخطاب لوصل الاحباب، خواجہ محمد پارساؒ (م ۸۲۲ھ/ ۱۴۱۹ء)، ص ۳۷۱ کہ یہ اشعار لفظوں کے معمولی اختلاف کے ساتھ وہاں موجود ہیں۔ نیز رسالہ ابدالیہ کے دوسرے اہم مندرجات کی تحریر کے دوران فصل الخطاب کی فصل سوّم (مشاہدہ ومعرفت) کے آخر کے عنوانات: بیان الاقطاب والابدال والاوتاد وغیرھم (ص ۳۶۶-۳۷۰) اور تبدل طبقات (ص ۳۷۰-۳۷۳) کی سطور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے پیشِ نظر تھیں۔
مفہوم اشعار: آج جنگجو سپاہی برافروختہ تھے۔ دشمن کی فوج اپنے ظلم کے ہاتھوں اس اونٹ کی طرح گر پڑی، جو اٹھ نہ سکے وہ جنگجو سورمے جن کا پیشہ ہی جنگ ہے خدا ان کے ساتھ ہے اور انہیں اجرِ عظیم ملے گا۔

۳۶۔ سورۃ الکہف، آیت ۶۵۔ ترجمہ: (سو وہاں پہنچ کر) انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا، جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔

۳۷۔ ترجمہ: نہیں کوئی مؤمن جو کہے صلّی اللہ علیہ وسلّم تو اللہ اس کی دل کی مدد فرماتا ہے اور اسے روشن کر دیتا ہے۔

۳۸۔ ترجمہ: اے زندہ، اے (کارخانۂ عالم کو) قائم رکھنے والے (اور) اے (وہ ذات پاک) کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنے نورِ معرفت سے ہمارے دلوں کو ہمیشہ زندہ رکھ۔

۳۹۔ ترجمہ: (اے اللہ! تو) ہمیں اس کے ساتھ استقامت عطا فرما۔ رسالہ ابدالیہ ختم ہوا۔

رسالۂ پنجم

اُنسیہ

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرّہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حمد اور ثنا زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی، جس نے بنی نوع انسان کو گونا گوں کمالات کا مظہر بنایا۔ رسولوں، نبیوں اور ولیوں کو تکمیل کا وسیلہ بنایا اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس سلسلے میں مزید ارشاد کے ساتھ ان سب پر فضیلت بخشی، اس وجہ سے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت کو بھی بہترین اُمت بنایا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمت میں سے بعض کو ولایت خاصہ کے ساتھ محفوظ رکھا اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ظاہری اور باطنی پیروی کی دلیل (یہ) بنائی کہ "قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ "(۱) اور جس شخص نے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی متابعت کی سعادت سے روگردانی کی، وہ ابدی بدبختی کے ذریعے ہلاک ہو گیا (جس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے): قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكَافِرِيۡنَ (۲)۔ پس جو کوئی ولایت خاصہ کی خلعت سے مشرف ہونا چاہے، اسے آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس مطلب کی بنا پر فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمود الغزنوی ثم الچرخی (ثم السرزری) لازال جَدُّهٗ كَجَدِهٖ مَحۡمُوۡدًا (اللہ ان کا نصیب بھی ان کے دادا کی طرح محمود بنائے) نے چاہا کہ سیرت مصطفویہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور طریق مستقیمہ سے جو تھوڑی سی خوشبو اسے حضرت مخدومی اسلام و مسلمانوں کے شیخ، جہانوں میں مشائخ و اولیاء کے قطب خواجہ بہاء الحق والدین المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (۳) سے پہنچی ہے، اسے قید تحریر میں لائے، تاکہ اس کے فوائد زمانے میں باقی رہیں اور احباب کی محبت کا ذریعہ بنیں۔ ان کے سلسلہ اور احوال عجیبہ کا ذکر بزرگ بھائیوں شرفنا اللہ وایاھم بنیل الرضوان (اللہ ہمیں اور انہیں اپنی خوشنودی کے حصول کی سعادت عطا فرمائے) میں سے بعض نے پہلے بھی انتہائی بلند درجات میں کیا ہے اور یہاں ان کے سلسلہ کا ذکر مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے، تاہم جو نسبت جذبہ سے ترتیب دیئے گئے تھے، وہ قلم کے ذریعے بیان نہیں کیے جاسکتے۔

جب عنایت بے علّت اس فقیر کے لئے طلب کا سبب بنی اور فضلِ الٰہی کا راہنما ان (حضرت خواجہ نقشبندؒ) کی خدمت میں لے گیا تو میں بخارا میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا اور لطف عام کی وجہ سے ان کی نظرِ عنایت پاتا تھا، یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے یقین ہو گیا کہ وہ خاص اولیاء اللہ میں سے ہیں اور کامل و مکمل ہیں۔ بہت سے غیبی اشاروں اور واقعات کے بعد میں نے کلام اللہ سے فال نکالی، یہ آیت سامنے آئی: اُولٰٓـئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (۴)۔

دن کے آخری حصے میں مَیں فتح آباد میں، جو اس فقیر کا مسکن تھا، شیخ عالم سیف الحق والدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ (۵) کے مزار کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا تھا کہ اچانک قبولِ الٰہی کا ایک قاصد آ پہنچا اور مجھ میں بیقراری پیدا ہوئی۔ میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں موضع قصرِ ہندوان (قصر عارفان) جو ان کی منزل تھی، پہنچا تو ان کو سرِ راہ منتظر پایا۔ وہ میرے ساتھ بڑے لطف و احسان سے پیش آئے۔

مغرب کی نماز کے بعد میں ان کی صحبت میں تھا اور ان کی ہیبت مجھ پر غالب آ چکی تھی اور مجھے بات کرنے کی مجال نہیں تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے: ''اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَالِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِلْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ. وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَالِکَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰی ابْنِ آدَمَ'' (۶)۔ اُمید ہے کہ علم باطن سے کچھ تجھے ملے گا۔ (پھر) فرمایا کہ حدیث میں ہے: ''اِذَا جَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ، فَاِنَّهُمْ جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْبِ یَدْخُلُوْنَ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَیَنْظُرُوْنَ اِلٰی هِمَمِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ'' (۷)۔ اور ہم مامور ہیں آج رات دیکھیں گے کہ اشارہ کس کا ہوتا ہے، اس پر عمل کریں گے۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو فرمایا: ''مبارک ہو کہ اشارہ قبول کرنے کا ہوا ہے، ہم کسی کو قبول نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو دیر سے قبول کرتے ہیں، لیکن جس طرح کوئی آئے اور وقت جیسا ہو۔'' (پھر انہوں نے) اپنے مشائخ کا سلسلہ خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (۸) تک بیان فرمایا اور اس فقیر کو وقوفِ عددی میں مشغول کیا اور فرمایا کہ یہ علم لدنی کا پہلا سبق ہے جو خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کو پہنچا ہے اور وہ اس طرح کہ خواجہ عبدالخالق کُبرا میں سے مولانا صدرالدینؒ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے: ''اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ'' (۹) تو ان سے

پوچھا کہ یہ خفیہ جس کا حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے، کونسا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگر تجھے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ارادت ہوئی تو معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ایک خواجہ عبدالخالقؒ کے پاس پہنچے اور ان کو اس سبق کی تلقین کی۔ مشہور ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ بزرگ آدمی خضر زادہ اللہ تعالیٰ علماً وحکمۃً (اللہ تعالیٰ ان کا علم وحکمت زیادہ فرمائے) تھے۔

اس کے بعد میں کچھ عرصہ ان کی خدمت میں تھا۔ پھر اس فقیر کو بخارا سے کوچ کرنے کی اجازت ملی۔ وقتِ رخصت انہوں نے فرمایا کہ ہم سے جو کچھ تجھے پہنچا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچاؤ، تاکہ سعادت کا سبب بنے۔ نیز پھر انہوں نے تین بار فرمایا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا۔ ان کی اس سپردگی سے بڑی امید ہے، کیونکہ حدیث میں ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ تَعالیٰ اِذَا اسْتَوْدَعَ شَیْئاً حَفِظَہٗ'' (۱۰)۔

میں بخارا سے چل کر کش کے شہر میں پہنچا اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہا۔ یہیں ان (خواجہ نقشبندؒ) کی وفات کی خبر ملی۔ طبیعت غمگین اور دکھی ہوئی اور بڑا خوف غالب ہوا کہ نعوذ باللہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ عالم مادی کی طرف میلان ہو جائے اور طلب کا ذریعہ نہ رہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت کو دیکھا کہ انہوں نے (حضرت) زیدؓ بن الحارثہ (۱۱) کا نام لیا اور یہ آیت پڑھی: ''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ (۱۲)۔ چونکہ میں ان کی صحبت سے محروم ہو چکا تھا، لہٰذا خیال آیا کہ ایک دوسرے گروہ میں، جو ان کے درویشوں میں سے نہ تھے، شامل ہو جاؤں اور ان کے طریقے کو اپنا لوں۔ دوبارہ خواجہ نقشبندؒ کی روحانیت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: '' قَالَ زَیْدٌ بن الْحَارِثَة الدِّیْنٌ وَاحِدٌ '' (۱۳)۔ میں نے سمجھ لیا کہ ایسا کرنے کی اجازت نہیں اور انہوں نے صحابہؓ میں سے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو اس لئے مخصوص کیا، کیونکہ وہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ تھے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے، اور ہمارے خواجگان قدس اللہ ارواحہم طالبوں کو فرزندی میں قبول کرتے ہیں۔ پس ان کے اصحاب ان کے متبنّیٰ ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

میں نے دوبارہ خواجہ نقشبندؒ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میں کل قیامت کے روز آپ کو کس ذریعے سے پاؤں گا؟ انہوں نے فرمایا: ''بتشرع''، یعنی شریعت پر عمل کرنے

سے۔ان تین بشارتوں سے اس کی طرف اشارہ تھا جو اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا وہ فضلِ الٰہی، آیاتِ قرآن اور حدیثِ مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر عمل کرنے کی برکت، اس عمل کا نتیجہ طلب کرنے، تقویٰ اور حدودِ شریعت کی پابندی عزیمت میں قدم رکھنے، سنت وجماعت پر عمل پیرا ہونے اور بدعت سے باز رہنے سے تھا۔

جب خواجہ نقشبندؒ مجھے بخارا سے جانے کی اجازت دے رہے تھے تو اس وقت مجھے خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ من الملک الجبار (۱۴) سے کسب فیض کے لئے بھیجا اور اشارہ سے ان کی متابعت کرنے کا حکم فرمایا۔اس سپردگی کی وجہ سے چند سال میں خواجہ عطارؒ کی خدمت میں رہا۔ ہر آدمی پر ان کے لطف وکرم کی انتہا نہ تھی، بالخصوص اس فقیر پر۔ جب میں ان کی صحبت پاک سے بھی محروم ہوگیا تو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل بقدر حال کرنا چاہی، جو انہوں نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم سے تجھے پہنچا ہے دوسروں کو پہنچاؤ، حاضرین کو تقریر اور غائبین کو تحریر کے ذریعہ۔ یہ فقیر خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا، مگر عقیدہ یہ ہے کہ اشارہ بے حکمت نہ ہوا ہوگا:

تو چشم خویش را دیدن میا موز
فلک را راست گردیدن میا موز

ترجمہ: تو اپنی آنکھ کو دیکھنا سکھا، آسمان کو صحیح بننا مت سکھا۔

میں ان (خواجہ نقشبندؒ) کے روح مقدس سے مستفید ہوتا تھا۔ان امور سے جو فرمایا کرتے تھے، ایک بڑا کام ہمیشہ باوضو رہنا تھا۔دوسرا وقوف عددی اور وقوف قلبی کی ہمیشگی تھا۔تیسرا صبح سے پہلے اور نماز مغرب کے بعد سبق باطن کے درس میں مشغول رہنا تھا اور چوتھا مبارک اوقات میں نفلی نمازوں کی طرف اشارہ تھا۔کائنات کے پیدا کرنے والے کی مدد سے اس رسالے میں ان وصیتوں اور ان کے فوائد کو بیان کیا گیا ہے اور (اس کے علاوہ) بعض فوائد جو اس فقیر کو حضرت خواجہ نقشبندؒ اور ان کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطارؒ سے پہنچے ہیں، ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) قدس اللہ تعالیٰ کو طریقت میں شیخ طریقت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) کا فرزند ہونے کا شرف حاصل تھا۔ان کو حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ (۱۶) کا، ان کو حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ (۱۷) کا، ان کو حضرت عارف ریوگریؒ (۱۸) کا، ان کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کا، ان کو حضرت شیخ ابویعقوب یوسف ہمدانیؒ

(۱۹) کا، ان کو حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ (۲۰) کا، جو شیخ امام غزالیؒ (۲۱) کے پیر و مرشد تھے اور ان کو حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ (۲۲) کا، شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ کی تصوف میں نسبت تین واسطوں سے شیخ جنید بغدادیؒ (۲۳) تک پہنچتی ہے۔ شیخ ابو علی فارمدیؒ کو دوسری نسبت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ (۲۴) سے تھی، ان کو سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ (۲۵) سے، ان کو امام جعفر صادقؓ (۲۶) سے ان کو اپنے والد محترم امام محمد باقرؓ (۲۷) سے، ان کو اپنے والد امام زین العابدینؓ (۲۸) سے، ان کو اپنے والد سید الشہدا امیر المومنین حسینؓ (۲۹) سے، ان کو اپنے والد امیر المومنین امام المتقین علی بن ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (۳۰) سے اور ان کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم باطن میں دوسری نسبت اپنی والدہ (ماجدہ) کے باپ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۳۱) سے ہے، جو کبار تابعین میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کو علم باطن میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (۳۲) سے نسبت ہے اور حضرت سلمانؓ کو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانے کے باوجود علم باطن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۳۳) سے بھی نسبت تھی۔ پس ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس اللہ تعالیٰ روحہ کو تصوف میں چار طرح کی نسبت ہے۔ ایک حضرت خواجہ خضر زادہ اللہ تعالیٰ علما وحکمۃ سے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، دوسری حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، تیسری سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور چوتھی امام جعفر صادق رضی اللہ علیہ سے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک۔ اس مطلب کی بنا پر ان (خواجہ نقشبندؒ) کو نمکِ مشائخ کہتے ہیں۔

فصل: ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت

ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیشہ باوضو رہنا چاہیے، کیونکہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے: ''لَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ'' (۳۴)، یعنی ہمیشہ باوضو نہیں رہ سکتا مگر وہ آدمی جو کہ مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ'' (۳۵)۔ یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مسجد میں یا مسجد قبا میں ایسے آدمی ہیں جو دوست رکھتے ہیں کہ نجاست کو ڈھیلے سے صاف کر کے خود کو پاک کریں اور پھر پانی سے (بھی) دھوتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ آدمی دوست رکھتے ہیں کہ غسل کے ذریعے خود کو جنابت اور نجاست سے پاک کریں اور وہ رات کو (بحالت جنابت) سوتے نہیں اور خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو خود کو نجاست سے پاک کرتے ہیں۔ (اس طرح) معلوم ہوا کہ طہارت کرنے اور خود کو پاکیزہ رکھنے سے خدا تعالیٰ کی دوستی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ کا دوست ہو!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ''اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ وَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ عَمِلَتْ، يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ وَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مِشْيُهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ.'' (۳۶)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''ایماندار آدمی وضو کرتے وقت جب اپنے چہرے کو دھوئے تو جن گناہوں کی طرف آنکھوں سے نظر کی (وہ سب) وضو کے پانی کے ساتھ اس کے چہرے سے زائل ہو جاتے ہیں اور جب اپنے ہاتھوں کو دھوئے تو ہاتھوں سے کئے گئے گناہ پانی کے ساتھ ہی خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ پانی کے ساتھ ہی بہہ جاتے ہیں جن کی طرف وہ اپنے پاؤں سے چل کر گیا، حتیٰ کہ (وضو سے فارغ ہونے پر) وہ تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔'' (پس وہ) ظاہری طہارت کے ذریعے باطنی طہارت طلب کرے۔ ہر عضو کو دھوتے وقت کلمۂ شہادت پڑھے، مسواک کو بلا وجہ ترک نہ کرے،

کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔ جب وضوختم کرے تو پڑھے: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ'' (۳۷)۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جوکوئی طہارت کرنے کے بعد یہ پڑھے، اس کے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھولے جاتے ہیں، تا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اندر آئے۔ جب (وضوختم کرنے کے بعد) کھڑا ہوتو وضو کے پانی سے تھوڑا سا پی لے اور پڑھے: ''اَللّٰهُمَّ دَاوِنِيْ بِدَوَائِكَ وَاشْفِنِيْ بِشِفَائِكَ وَاعْصِمْنِيْ مِنَ الْوَهْلِ وَالْاَوْجَاعِ وَالْاَمْرَاضِ'' (۳۸)۔ اس کے بعد دو رکعت نماز تحیت وضو پڑھے اور اس سے پہلے داڑھی کو کنگھی کرے اور اسے چہرے کے دائیں طرف سے شروع کرے۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت کہ ''یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ (عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ)'' (۳۹) کے بارے میں کہا ہے کہ اس آرائش (زینت) سے مراد داڑھی کو کنگھی کرنا ہے۔ ان دو رکعت نماز میں اپنے ارادوں کی نفی کرے اور ظاہر و باطن میں اس نماز میں متوجہ رہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلاً عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ'' (۴۰)۔ یعنی: جو مسلمان وضو کا ارادہ کرے، پس اپنا وضو اچھی طرح کرے، یعنی فرائض، سنن اور آداب بجا لائے۔ پھر کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز اپنی ظاہری و قلبی توجہ سے ادا کرے، اس کی جزا نہیں ہے، مگر بہشت اس کے لئے واجب ہوگئی ہے۔

ہمارے خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس نماز میں خود کو ارکان و احکام نماز اور اذکار میں مشغول رکھے اور یہ مبتدی کی طرح ہو۔ نماز تحیت وضو میں بڑا ثواب ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۴۱) نے کہا ہے کہ تمام اوقات میں پڑھے۔ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ (۴۲) نے کہا ہے کہ اوقاتِ مکروہ میں نہ پڑھے اور یہی ہمارے علماء کے مذہب کے موافق ہے۔ نماز کے بعد گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت سے تین مرتبہ پڑھے: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' (۴۳)۔ (پھر) دعا مانگے، رات دن باوضو رہے اور باوضو ہی سوئے، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ''مَا مِنْ مُؤْمِنٍ بَاتَ طَاهِرًا فِیْ شِعَارٍ طَاهِرٍ اِلَّا بَاتَ فِیْ شِعَارِهٖ مَلَكٌ، فَلَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَالَ

اَلْمَلَکُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ عَبْدَکَ فُلَاناً فَاِنَّہٗ قَدْ بَاتَ طَاھِراً‘‘۔یعنی:کوئی مومن پاک لباس میں طاہر و پاک نہیں سوتا جب تک کہ اس کے لباس میں فرشتہ نہ سوئے اور نہ رات کو کسی وقت بیدار ہوتا ہے جب تک فرشتہ نہ کہے کہ اے خداوند! اپنے فلاں بندے کو بخش دے جو کہ پاک سویا ہے۔
نیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:’’اَلنَّائِمُ الطَّاھِرُ کَالْقَائِمِ الصَّائِمِ‘‘(۴۴)۔یعنی جو آدمی باطہارت سوتا ہے اس کا ثواب اس طرح ہوتا ہے جس طرح روزہ دار اور رات کو عبادت کرنے والے کا ہوتا ہے۔ بلاوجہ حالت جنب میں نہ سوئے، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:’’لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتاً فِیْہِ الصُّوْرَۃُ وَالْکَلْبُ وَالْجُنُبُ‘‘(۴۵)۔یعنی رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔ جب سونا چاہے تو بستر پر قبلے کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھے اور آیت الکرسی (۴۶) اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (۴۷) پڑھے۔ پھر تین بار قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ، (۴۸) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۴۹) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (۵۰) پڑھے اور ہر بار پڑھنے کے بعد دونوں ہتھیلیوں پر دم کرے اور اپنے تمام اعضاء پر ملے، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح کیا ہے۔ اس کے بعد تین بار یہ پڑھے:’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔‘‘ حدیث میں ہے کہ جو کوئی سونے کے وقت تین مرتبہ استغفار کرے، حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ ذکر میں مشغول رہے، یہاں تک کہ نینداس پر غلبہ کرے۔ اس کے بعد دائیں پہلو پر قبلہ رو ہو کر لیٹ جائے اور دائیں ہتھیلی کو دائیں رخسار کے نیچے رکھے اور تین بار پڑھے:’’اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادُکَ‘‘(۵۱) اور پھر یہ پڑھے:’’اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّ رَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَآءَ وَلَا مَنْجَأَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔‘‘(۵۲)’’اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَیْکَ الَّتِیْ تُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی وَ تُبْعِدُنِیْ مِنْ سُخْطِکَ بُعْدًا۔‘‘(۵۳)’’اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْمِنِّیْ مَکْرَکَ وَلَا تُوَلِّنِیْ غَیْرَکَ وَلَا تُنْسِیْ ذِکْرَکَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ۔‘‘(۵۴)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لرجل یَا فُلَان اِذَا آوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ

(فتوضا وضوئک للصّلوٰۃِ ثُمَّ اضطجع عَلٰی شَقِّکِ الْاَیْمَنِ)فقُلْ" اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نفسی اِلَیْکَ اِلٰی قَوْلِہٖ اَرْسَلْتَ"وَقَالَ فَاِن مِتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ مِتُّ عَلَی الْفِطْرَۃِ، اَیْ عَلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا"(۵۵) ھٰذَا حَدِیْث اَخْرَجَہ الْبُخَارِیْ وَغَیْرَہٗ مِنَ الْاَئِمَّۃِ۔

(یہ دعا پڑھنے کے بعد)ذکر میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سو جائے۔ جب بیدار ہو تو ذکر میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ پھر سو جائے اور نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ (۵۶)اسی طرح کی نیند کی جانب اشارہ ہے،وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُوَفِّقُ۔

فصل: مخصوص کیفیت میں ذکر خفی کی فضیلت

اس سبق کو ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) وقوفِ عددی کہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: ''اِجْمَعُوْا وَضُوْءَ كُمْ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمْ '' (۵۷)۔ یعنی اپنے وضو کو جمع کرو، تاکہ حق تعالیٰ تمھاری پریشانیوں کو جمع کرے (یعنی دور کرے) اور وضو کے جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ ظاہر و باطن کی پاکیزگی حاصل کرے۔ اس کے کرنے سے تمام بُری صفات مثلاً: بغض، حسد، کینہ، خلقت سے عداوت، بخل سے پرہیز کرے اور مولیٰ تعالیٰ کی محبت کے سوا جس چیز کی محبت میں دل آرام پاتا ہے ان سے دور ہو جائے۔ جب دل بُری صفات سے پاک ہو جائے اور اچھی صفات سے آراستہ ہو جائے تو سالم ہو جاتا ہے۔ اس دنیا کی آفتوں سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا، مگر سالم دل کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ '' (۵۸)۔ یعنی قیامت کے دن مال اور بیٹے کسی کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے، مگر جو آدمی قیامت میں سالم دل لے کر آئے گا، وہ اس قلبِ سلیم کے سبب رحمتِ حق کو پائے گا۔ سالم دل کی صفت یہ ہے جو کسی نے کہا ہے:

زغیرت خانۂ دل را زغیرت کردہ ام خالی

کہ غیرت رانمی شاید درین خلوت سرارفتن (۵۹)

ترجمہ: غیرت کی بنا پر میں نے خانۂ دل کو تیرے غیر سے خالی کر دیا ہے، کیونکہ تیرے سوا کسی اور کو اس خلوت سرا میں جانا زیب نہیں دیتا۔

کبرا نے کہا کہ تمام عبادتوں سے مقصود ذکر ہے۔ ذکر جان کی طرح ہے اور تمام عبادتیں دل کی مانند ہیں۔ اگر عبادتوں میں اللہ تعالیٰ سے غافل رہے تو ان سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس رباعی کا تعویذ لکھیں تو بیمار صحت پاتا ہے:

تا روئے ترا بدیدم شمع طراز

نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز

تا باتو بوم مجاز من جملہ مجاز
چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز (۶۰)

ترجمہ: اے محبوب! جب تک تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، میں نہ کام کرتا ہوں نہ روزہ رکھتا ہوں، نہ نماز پڑھتا ہوں۔ جب تیرے ساتھ ہوتا ہوں تو میرا مجاز سب نماز ہوتا ہے۔ جب تیرے بغیر ہوتا ہوں تو میری نماز سب مجاز ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ اگر ذکر میں اخلاص نہ ہو تو اتنا فائدہ نہیں دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قِيْلَ وَ مَا اِخْلَا صُهَا؟ قَالَ اَنْ يَّحْجُزَهٗ عَنِ الْمَحَارِمِ" (۶۱)، یعنی جو آدمی اخلاص کے ساتھ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھے، وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ پوچھا گیا کہ اس کلمے کا اخلاص کیا ہے؟ تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کا اخلاص یہ کہ پڑھنے والا خود کو حراموں سے باز رکھے۔ اس کلمہ کے پڑھنے کی برکت سے اس کا دل درست ہو جائے اور اس کے اقوال و افعال اور احوال میں استقامت ظاہر ہو جائے۔ جب ظاہری اور باطنی استقامت نصیب ہوتی ہے تو تمام سعادت ابدی حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" (۶۲)۔ یعنی یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنے کے بعد اس کی شرائط کے ساتھ ایمان لائے، پس وہ ظاہراً اور باطناً درست ہو گئے اور ان کو اس کلمہ کے پڑھنے کا نتیجہ حاصل ہو گیا۔ یہ ظاہری استقامت ہے، یعنی حدود شرعیہ کی رعایت، اور باطنی استقامت ایمان حقیقی سے عبارت ہے۔ ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے تھے کہ اس سے مراد دل کا تمام ان فوائد اور نقصانات سے پاک کرنا ہے، جن سے وہ مشغول ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کی جزا یہ ہوتی ہے کہ "تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ" (۶۳)۔ یعنی ان کے اس جہان سے جاتے وقت ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور یہ رحمت کے فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (۶۴)، یعنی عذاب سے مت ڈرو اور اس جہاں کی آسائشوں کے فوت ہونے پر غم مت کھاؤ۔ وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (۶۵)۔ یعنی اور بشارت پایئے اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ فرشتے ان مومنوں سے کہتے ہیں: نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِی

الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ (۶۶)، یعنی اس جہاں اور اُس جہاں میں ہم تمھارے دوست ہیں اور وہ فرشتے ان مومنوں کو کہتے ہیں کہ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَاتَدَّعُوْنَ نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ (۶۷)۔ یعنی تمھارے لئے وہ کچھ ہے جو تمھارے دل چاہتے ہیں اور جس کی تم نے آرزو کی۔ یہ تمام نعمتیں تمھارے لئے اس بڑے بخشنے والے اور بڑے رحم کرنے والے نے نازل کیں اور تمھارے لئے موجود چیزوں کے نازل کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ مہمان کے سامنے لا کر رکھیں اور اس کے بعد دوسرا تکلف کریں۔ جنت کی سب نعمتیں حاضر ہوں گی، جیسے کہ حضرت باری تعالیٰ کا دیدار۔

اگر ذکر اخلاص سے نہ کیا جائے تو اتنا فائدہ نہیں دیتا، بلکہ بہت بڑا خوف ہوتا ہے (کیونکہ روایت ہے) کہ: ''مَنْ قَالَ اللّٰہُ وَقَلْبُہٗ غَافِلٌ عَنِ اللّٰہِ فَخَصْمُہٗ فِی الدَّارَیْنِ اللّٰہُ'' یعنی جو شخص اللہ کہے اور اس کا دل احکام اللہ کی رعایت سے غافل ہو، پس دونوں جہانوں میں اس کا دشمن اللہ تعالیٰ ہے۔ ذکر کی فضلیت میں بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ذکر کا ہمہ وقت فائدہ تب حاصل ہوتا ہے، جب کسی آدمی سے اس کی تلقین لی جائے۔ ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ ارشاد و تلقین میں مشغول ہیں۔ تین قسم کے ہیں۔ کامل مکمل، کامل اور مقلد۔ کامل مکمل کے بارے میں خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذیؒ (۶۸) کی بعض تصنیفات میں آیا ہے کہ اسے ولایت نبی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سے چار دانگ نصیب ہیں اور کامل مکمل نورانی اور نور بخش ہے۔ کامل نورانی تو ہے، مگر نور بخش نہیں اور مقلد وہ ہے جو شیخ کی تلقین سے کام کرتا ہے۔

اگر (ذکر کی تلقین) شیخ کامل کے اذن سے ہو تو بھی اُمید ہوتی ہے، لیکن زیادہ فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تلقین ہو اور اس کا اتفاق کم ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کہا گیا کہ مرشد قطب یا خلیفۂ قطب ہونا چاہیے، جس حال میں بھی ہو، جیسے انہوں (مرشدوں) نے تلقین کی ہے اسی طرح ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے۔ تمام اوقات میں خود کو ذکر میں مشغول رکھے، خاص کر صبح سے پہلے اور شام کے بعد جس طرح ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ نے اس فقیر کو فرمایا ہے۔ عارف رومیؒ (۶۹) فرماتے ہیں، رباعی:

از ذکر ھمی نور فزایدمہ را
درراہ حقیقت آورد گمرہ را
ہر صبح و نماز شام ورد خود ساز
خوش گفتن لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ را (۷۰)

ترجمہ: ذکر کرنا چاند کے نور کو بڑھاتا ہے (اور) گمراہ کو سیدھے راستہ پر لے آتا ہے۔ تو صبح اور شام کی نماز میں اپنا ورد بنالے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو خوب پڑھنا۔

جو آدمی صبح اور رات کے وقت ذکر میں مشغول رہے، وہ اس آیت کے حکم سے یقیناً غافلین میں سے نہیں، بلکہ ذاکرین میں سے ہے (آیت یہ ہے): ''وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ'' (۷۱)، یعنی اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے پروردگار کو گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے، دل میں یاد کیجئے اور صبح وشام کے وقت ایسی آواز سے جو کہ پکار کر بولنے سے کم ہو اور آپ بے خبر نہ رہیں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ غدو اور آصال سے مراد رات اور دن ہے، یعنی صبح سویرے ذکر خفی میں مشغول رہیے اور بے خبر نہ رہیے۔

جاننا چاہیے کہ کسی آیت اور حدیث میں ذکر جہر کا حکم نہیں آیا ہے، بلکہ ذکر خفی کا حکم ہوا ہے۔ جس طرح کہ اس دوسری آیت میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً'' (۷۲)، یعنی یاد کرو اپنے پروردگار کو عاجزی اور تضرع اور نیچی آواز سے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۷۳)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو حد سے تجاوز کریں اور آواز بلند کریں۔ تفسیر میں امام نجم الدین عمر صاحبؒ (۷۴) اس آیت کے معنی میں ایک نظم لکھتے ہیں کہ (حضرت) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷۵) نے روایت کی ہے کہ صحابہ (کرامؓ) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ سفر میں تھے۔ جب ایک اونچی جگہ پر آئے تو انہوں نے تکبیر اور تہلیل کہی اور آواز بلند کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''یَا اَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ لَسْتُمْ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِباً اِنَّکُمْ لَتَدْعُوْنَ سَمِیْعاً قَرِیْباً وَهُوَ مَعَکُمْ''۔ یعنی اے لوگو! اپنی جانوں پر نگاہ رکھو، نعرہ نہ لگاؤ اور اپنے دلوں میں خدا تعالیٰ کو یاد کرو، تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو، بلکہ تم اس کو پکارتے ہو جو علم قدیم سے سننے والا اور تمھارے

قریب ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے دلائل ہیں۔اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ ذکر جہر خلاف دلیل ہے اور مشائخ نے کہا: ''ذکر خفی اولیٰ ہے''۔عارف رومیؒ فرماتے ہیں:

نعرہ کم زن زانکہ نزدیک ست یار
کہ از نزدیکی گمان آید حصول

ترجمہ: نعرہ کم لگا کہ دوست نزدیک ہے، کیونکہ نزدیکی سے حصول (مراد) کا گمان ہوتا ہے۔

ہمیشہ وقوفِ عددی میں مشغول رہنے سے دل جلدی ذاکر ہو جاتا ہے اور میں نے حضرت خواجہ (نقشبندؒ) سے سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے:

دل چو ماہی و ذکر چون آبست
زندگی دل بذکر وہاب ست

ترجمہ: دل مچھلی کی طرح اور ذکر پانی کی مانند ہے، دل کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے۔

جب دل ذاکر ہو جائے اور اس کی علامات ظاہر ہو جائیں تو اس کے بعد وقوفِ قلبی میں مشغول ہو جانا چاہیے۔اب ہم اس کے فوائد بیان کرتے ہیں۔

فصل: فوائد وقوف قلبی وصحبت شیخ

جان لے کہ میں نے اپنے حضرت خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے: ''اَلذِّکْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَۃِ فَاِذَا ارْتَفَعَ الْغَفْلَۃُ فَاَنْتَ ذَاکِرٌ وَ اِنْ سَکَتَّ''۔ یعنی ذکر سے مراد غفلت سے دور ہونا ہے، جب غفلت دور ہو جائے تو آدمی ذاکر ہو جاتا ہے، خواہ وہ خاموش ہو اور حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ وقوف قلبی کی رعایت تمام حالتوں میں نہایت ضروری ہے۔ یعنی کھاتے، سوتے، بولتے، چلتے، بیچتے، خریدتے، وضو کرتے، نماز پڑھتے، قرآن پڑھتے، کتابت کرتے، درس دیتے اور وعظ و نصیحت کرتے وقت۔ پلک جھپکنے کی دیر بھی غافل نہیں رہنا چاہیے، تاکہ مقصود مل جائے۔ کبرانے کہا ہے: ''مَنْ غَمَّضَ عَیْنَہٗ عَنِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ لَا یَصِلُ اِلَیْہِ طُوْلُ عُمْرِہٖ''۔ یعنی جو شخص پلک جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ سے غافل ہوتا ہے وہ لمبی عمر میں بھی مقصود کو نہیں پہنچتا۔ باطن کو محفوظ رکھنا مشکل کام ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے خاص بندوں کی تربیت سے جلدی میسر ہو جاتا ہے، شعر:

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیا ہستش ورق (۷۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کی عنایتوں کے بغیر، اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے۔

(باطن کی حفاظت) خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت میں جو ہم سبق ہوں اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں اور صحبت کی شرائط کے پابند ہوں، جلدی میسر ہوتی ہے۔ شیخ کامل مکمل کی ایک باطنی نگاہ سے باطن کی وہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے، جو زیادہ ریاضتوں سے بھی میسر نہیں آتی۔ جیسا کہ عارف رومیؒ کہتے ہیں:

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر دھہ سخرہ کند بر چلہ (۷۷)

ترجمہ: جس نے شمس دین (مرشد کامل) کی زیارت کا شرف تبریز میں حاصل کیا ہے، وہ دس روزہ (خلوت گزینی) پر طعنہ زنی کرتا ہے اور چالیس روزہ چلہ کشی کا مذاق اڑاتا ہے۔

شیخ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز کا قول ہے: ''اَصۡبِحُوۡا مَعَ اللّٰہِ، فَاِنۡ لَّمۡ تُطِیۡقُوۡا فَاصۡبِحُوۡا مَعَ مَنۡ یَّصۡحَبُ مَعَ اللّٰہِ ''(۷۸)۔یعنی خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر تم کو خدا تعالیٰ کی صحبت میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو، جو خدا تعالیٰ کا مصاحب ہو۔ خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ صحبت مع اللہ فنا کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت نہ رکھ سکو تو اہل فنا کے ساتھ صحبت رکھو۔ وہ اس حدیث: ''اِذَا تَحَیَّرۡتُمۡ فِی الۡاُمُوۡرِ فَاسۡتَعِیۡنُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡقُبُوۡرِ ''(۷۹) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اس میں اہلِ فنا کی صحبت کی جانب اشارہ ہے، لیکن اگر (یہ) ملامت کو دفع کرنے، اغراض فاسدہ، دنیا کو اکٹھا کرنے اور اہل دنیا کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ہو تو ایسی صحبت سے ڈرنا چاہیے۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تو بیگانوں کی صحبت سے یوں گریز کر، جس طرح کہ شیر سے گریز کرتا ہے۔ اگر صحبت کرتے وقت باطن میں مشغول رہیں تو ظاہر میں بیہودہ چیزوں سے بھی ڈریں۔ جو صحبت مفید ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں بندے کے دل کو فیض حقانی پہنچتا ہے اور وہ ماسویٰ اللہ سے نجات پاتا ہے، جس طرح کہ اس رباعی میں کہا گیا ہے:

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
وز تو نرھید زحمت آب و گلت
زنہار ازان قوم گریزان می باش
ورنہ نکند روحِ عزیزان بحلت (۸۰)

ترجمہ: تو جس آدمی کے ساتھ بیٹھا اور (اس کی ہم نشینی سے) تیرے دل کو جمعیت (سکون) میسر نہ آئی اور تجھ سے دنیا کی محبت اور (بری) بشری صفات زائل نہ ہوئیں۔ خبردار! ایسے لوگوں (کی صحبت) سے دور ہو جا، ورنہ (خواجہ) عزیزانؒ کی روح تجھے معاف نہیں کرے گی۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک دوسرے کو کہا کرتے تھے: ''تَعَالَوۡا نَجۡلِسۡ فَنُؤۡمِنۡ سَاعَةً ''(۸۱)، یعنی آؤ تا کہ ہم بیٹھیں اور ایک گھڑی ایمان حقیقی جو نفی ماسویٰ ہے، سے مشرف ہوں۔ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صحبت میں بڑے فائدے ہیں:

ابر گریان باغ را خندان کند
صحبت مرد انت از مردان کند (۸۲)

ترجمہ: روتا ہوا بادل باغ کو ہنسا دیتا ہے، مَردوں کی صحبت تجھے مَرد بنا دے گی۔

جب (ذاکر) وقوف قلبی میں مشغول رہے تو ذکر میں جو خلاصہ ہے وہ حاصل ہو جاتا ہے، بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ دل کی بارگاہ غیروں کے کانٹوں سے خالی ہو جاتی ہے۔ ذاکر بحرِ فنا میں محو ہو جاتا ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (۸۳) کے مطلب کی بناء پر مذکورہ شرف سے مشرف ہو جاتا ہے اور ''لَایَسْعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَاسَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسْعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنْ'' (۸۴) کے حکم سے سلطان الا اللہ کے جمال کی تجلی پاتا ہے۔ ذاکر سالم اسم سے مسمّٰی میں مشغول ہو جاتا ہے اور اسم سے بطریقِ رسم مشغول ہونا غفلت کا مقام ہے۔ ایک دن ہمارے خواجہ (نقشبند) قدس سرّہ کی صحبت میں اصحاب سلوک میں سے ایک نے بلند آواز میں اللہ کہا، خواجہؒ نے فرمایا: ''یہ کیسی غفلت ہے؟ عَلِمَ مَنْ فَهِمَ وَ فَهِمَ مَنْ عَلِمَ'' (۸۵)۔

حقایق التفسیر (۸۶) میں آیا ہے کہ کبرا میں سے ایک کو پوچھا گیا کہ کیا بہشت میں ذکر ہو گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ غفلت نہ رہے، چونکہ بہشت میں غفلت نہیں ہو گی، لہٰذا سب (کچھ) ذکر ہو گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اہل تحقیق کا قول ہے:

کَفَانِیْ حَوْباً اِنْ اَنَا جِیْکَ ذَائِباً
کَاَنِّیْ بَعِیْدًا وَ کَاَنَّکَ غَائِبٗ

ترجمہ: گناہ ہے کہ میں ذکر اور مناجات کے وقت تجھے زبان پر لاؤں (یعنی بے حضور رہوں)، کیونکہ میں تیری ذات کے علم سے دور نہیں ہوں اور تو غائب نہیں ہے۔ یہ اس آیت ''وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ'' (۸۷) کی طرف اشارہ ہے۔

وقوفِ عددی اور وقوفِ قلبی میں جان بوجھ کر آنکھیں اُوپر نہ اٹھائے اور سر اور گردن کو نیچے نہ کرے کہ اس سے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے اور ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۸) سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا، جس نے اپنا سر اور گردن نیچے جھکا رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ''یَارَجُلْ اِرْفَعْ عُنُقَکَ''۔ یعنی اے مرد اپنی گردن اوپر اُٹھاؤ۔ ذکر میں اس طرح رہنا چاہیے کہ اہل مجلس میں سے کوئی آدمی (ذاکر) کے حال کو نہ پائے۔ کبرا میں سے بعض کا کہنا ہے: ''اَلصُّوْفِیْ هُوَ الْکَائِنُ الْبَائِنُ'' (۸۹)۔ یعنی صوفی وہ آدمی ہے جو پنہاں اور ظاہر ہو، یعنی باطن میں حق سبحانہ و

تعالیٰ اور ظاہر میں لوگوں سے مشغول رہے اور ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

از دورن شو آشنا و از برون بیگانہ باش

این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان (۹۰)

ترجمہ: تو اندر سے واقف رہ اور باہر سے ناواقف بن (یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیگانہ رہ)، اس طرح کی خوبصرت مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔

مردان رہش بہمت و دیدہ روند

زان در رہ عشق ہیچ اثر پیدا نیست (۹۱)

ترجمہ: اس کے راستے پر چلنے والے لوگ ہمت و ہوش سے چلتے ہیں، کیونکہ اس کے راستے میں اس کے نقش (پا) کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔

نیز (خواجہ نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک مدت دو دقیق النظر دانشمندوں کی صحبت میں رہا۔ انہوں نے باوجود کمال محبت مجھے نہ پہچانا، کیونکہ جب بندہ مقام بے صفتی پر پہنچتا ہے تو اس کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے، خاص طور پر اہل رسم کے لئے۔ اور ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہوتی ہے (وقوف قلبی میں مشغول رہنے والا) ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ (اس کا) دل بھی نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ کبرا کا قول ہے: ''اِذا عَلِمَ الْقَلْبُ اَنَّهٗ ذاکِرٌ فاعْلَمْ اَنَّهٗ غَافِلٌ'' (۹۲)۔ حقایق التفسیر میں اس آیت ''وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَ خِیْفَةً'' (۹۳) کے بارے میں آیا ہے: ''قَالَ الْحَسن عَلَیْهِ لا یَظْهَرْ ذِکْرُکَ لِنَفْسِکَ فَتَطْلُبَ بِهٖ عِوَضًا وَاَفْضَلُ الذِّکْرِ مَالا یُشْرِفُ عَلَیْهِ اِلَّا الْحَقُّ'' (۹۴)۔ بعض کبرا نے کہا: ''ذِکْرُ اللِّسَانِ هَذْیَانٌ وَذِکْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ'' (۹۵)۔ اور یہ منتہیوں (انتہا کو پہنچے ہوئے) کے بارے میں ہے:

دلرا گفتم بیاد او شاد کنم

چو من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

ترجمہ: میں نے دل سے کہا کہ اس کی یاد سے راحت پاؤں، جب میں سب وہی بن گیا تو پھر کس کو یاد کروں۔

ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں کعبہ کے مبارک سفر سے واپس

ہوا تو طوس کے ملک میں پہنچا، خواجہ علاء الدین عطارؒ اپنے اصحاب اور احباب کے ہمراہ بخارا سے میرے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ہرات کے والی ملک معز الدین حسین کی جانب سے ایک قاصد کے ذریعے ہمیں ایک مکتوب ملا، جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی ملاقات کے شرف سے مشرف ہوں اور ہمارا آنا مشکل ہے۔ اگر عنان کرم ہماری طرف متوجہ فرمائیں تو سراسر بندہ نوازی ہوگی ''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَاتَنْهَرْ ''(۹۶) کے باعث اور ''یا داءُ وُدُ اِذَا رَاَیۡتُ لِیۡ طَالِبًا فَکُنۡ لَهٗ خَادِمًا ''(۹۷) کے مطلب کی بناء پر ہم ہرات کی طرف چل پڑے۔ جب ہم ملک معز الدین کے پاس پہنچے تو اس نے ہم سے پوچھا کہ پیری (ولایت) آپ کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں! اس نے پوچھا کہ کیا آپ سماع سنتے ہیں اور ذکرِ جہر کرتے ہیں اور خلوت میں بیٹھتے ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! ملک معز الدین بولا: ''درویش تو یہ کام کرتے ہیں، کیا وجہ ہے کہ آپ ایسا نہیں کرتے؟'' میں نے کہا: ''حق سبحانہ تعالیٰ کا جذبہ مجھے ملا اور اس نے اپنے فضل سے مجھے کسی مجاہدہ کے بغیر قبول کیا۔ اس کے بعد میں خدا تعالیٰ کے اشارے سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا سے منسلک ہو گیا اور انہیں ایسی چیزوں سے بالکل شغف نہ تھا۔ ملک معز الدین نے کہا: ''ان کا کیا معمول تھا؟'' میں نے کہا: ''وہ ظاہر میں لوگوں سے میل جول رکھتے تھے اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے مشغول رہتے تھے۔'' ملک معز الدین بولا: ''ایسا ممکن ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: رِجَالٌ لَّاتُلۡهِیۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّ لَابَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰهِ ''(۹۸)۔

ہمارے خواجہ (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''خلوت شہر ہے اور شہرت آفت ہے۔'' نیز ہمارے خواجگان قدس سرہم کا قول ہے: ''خلوت در انجمن، سفر در وطن، ہوش در دم، نظر در قدم''۔ (ہمارے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ ذکر جہرا اور سماع سے جو حضوری اور ذوق حاصل ہوتا ہے، وہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ وقوف قلبی میں ہمیشہ مشغول رہنے سے جذبہ حاصل ہوتا ہے اور جذبہ سے مقصود مل جاتا ہے۔ مصرع:

گرمی مجوئی الا ز آتش درونی

ترجمہ: گرمی مت ڈھونڈ سوائے اندر کی آگ کے۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَالۡمُوَفِّقُ۔

فصل: نفلی نمازوں کا بیان

ہمارے خواجہ حضرت (نقشبند) رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ سے فرمایا تھا کہ صبح سے پہلے سبق باطن میں مشغول رہو اور یہ نماز تہجد کی طرف اشارہ تھا۔ کبرا میں سے بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر حال میں صبح سے بیدار رہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ شروع میں تہجد کی نماز آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر فرض تھی اور بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر آخری عمر میں نماز تہجد فرض نہ رہی تھی اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے نفل کر کے پڑھتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آخری عمر میں بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر فرض تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' (۹۹)۔ یعنی اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کچھ رات جاگتے رہیں۔ نماز میں قرآن پڑھنے سے جو آپ پر فرض ہے یا آپ کے لئے نفل ہے۔ شاید آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں کھڑا کر دے۔ جو تجلی ذاتی ہے یا اوّلین اور آخرین کی شفاعت کا مقام ہے۔ پس مقام محمود کا وعدہ معبود نے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم سے رات کو جاگنے اور سجدے کرنے کی بناء پر کیا ہے۔ نیز دوسری آیت میں فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ (۱۰۰)۔ یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے، رب قدیم کی عبادت کے لئے رات کو کھڑا رہ۔ رات کو جاگنے والوں کی قرآن میں بہت زیادہ تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ'' (۱۰۱)، یعنی یقیناً تمام پرہیز گار اس جہان میں ہوں گے کہ وہاں باغات اور چشمے جاری ہیں ''اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ'' (۱۰۲) اس چیز کو پانے والے ہوں گے جو ان کو ان کا پروردگار دے گا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ (۱۰۳)۔ یقیناً یہ لوگ دنیا میں خداترس اور نیکی کرنے والے تھے اور بیان کیا (اللہ تعالیٰ نے) یہ کہ: كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (۱۰۴)۔ یعنی یہ (لوگ ایسے تھے کہ) کہ رات کا تھوڑا حصہ سوتے اور زیادہ وقت بیدار رہتے تھے۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۱۰۵) اور سحر کے وقت گناہوں کی بخشش طلب کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سحر کے وقت زیادہ (یہ) پڑھنا چاہیے:

''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ'' (۱۰۶)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے: ”تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ“ (۱۰۷)، یعنی خداترس مومنوں کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں، یعنی رات کو بیدار رہتے ہیں۔ پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو، خَوْفًا وَّ طَمَعًا (۱۰۸) اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہوئے، وَمِمَّا رَزَقْنَا ھُمْ یُنْفِقُوْنَ (۱۰۹) اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے انہیں دی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (۱۱۰) پس لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا، ان چیزوں کو جو چھپا دھری ہیں ان کے لئے، جو آنکھ کی روشنی میں سے ہیں، جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (۱۱۱) اور یہ ان کے اعمال کی جزا کے درجے اور نعمتیں ہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ”عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَھُوَ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرَةٌ لِلسَّیِّئَاتِ وَمَنْھَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ“ (۱۱۲)۔ یعنی تم پر لازم ہے کہ رات کو بیدار رہو۔ یعنی عبادت کرو اس لئے کہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے۔ یعنی انبیاء و رسل اور اولیاء رات کو بیدار رہتے تھے، لہٰذا تم بھی شب بیداری اختیار کرو۔ یہ اللہ کی قربت اور رحمت (کا ذریعہ) ہے۔ گناہوں کے کفارہ کا سبب اور گناہوں سے روکنے والی (عبادت) ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ”اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَذْکُرُ اللّٰهِ فِیْ تِلْکَ السَّاعَةِ فَکُنْ“۔ یعنی لوگوں کا رحمت خدا کے نزدیک ہونے کا وقت نصف شب (یعنی رات کے آخری حصے کے درمیان) ہوتا ہے۔ جو صبح کے قریب ہے۔ اگر تو ان لوگوں میں شامل ہونا چاہتا ہے جو خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو اس وقت ان میں شامل ہو جا۔ رات کو بیدار رہنے والوں کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کے آداب کو بیان کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب رات کو بیدار ہوتے تو پہلے مسواک کرتے، پھر وضو بناتے اور اس کے بعد اس آیت: ”اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ“ (۱۱۳) سے لے کر سورۃ الم اللہ (۱۱۴) کے آخر تک پڑھتے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھتے: ”اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ

وَالارْض وَ مَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ انتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالارْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ انتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالارْضِ وَ مَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ انتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُ كَ حَقٌّ وَ قَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَااَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ''(۱۱۵)۔

پھر بارہ رکعت نماز چھ سلاموں کے ذریعے پڑھے اور اگر سورۃ یٰسین یاد ہو تو اُسے تہجد میں پڑھے۔ حضرت خواجہ عزیزان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تین دل جمع ہو جائیں تو مومن آدمی اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ یعنی رات کا دل، قرآن کا دل اور مومن کا دل۔ اگر وقت کم ہو تو آٹھ رکعت یا چار رکعت یا دو رکعت نماز تہجد پڑھے اور اس نماز کے بعد دعا مانگے۔ پھر سبق باطن میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کو صبح ہو جائے۔ نماز فجر کی سنتیں گھر پر پڑھے۔ پہلی رکعت میں ''سورۃ فاتحہ'' کے بعد قُلْ يَاۤاَيُّهَاالْكَافِرُوْنَ (۱۱۶) اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَا للّٰهُ اَحَدٌ (۱۱۷) پڑھے۔ اس کے بعد ستر بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ (۱۱۸) پڑھے۔ اگر رات سحری کے نزدیک ہو تو نماز تہجد اور سبق باطن میں مشغول رہنے کے بعد تھوڑی دیر دائیں پہلو پر قبلہ رخ ہو کر لیٹ جائے۔ اس کے بعد صبح کی نماز سنت اور فرض کے لئے نیا وضو کرے اور مسجد کے راستے میں پڑھے: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِيْعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ قَوْلاً وَّ فِعْلاً وَّ خَاطِراً وَّ نَاظِراً ''(۱۱۹)۔

جب مسجد میں داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے اندر رکھے اور پڑھے: ''اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ''(۱۲۰) اور اپنے سلام کا جواب یہ کہے: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ''(۱۲۱)۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور سبق باطن میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ بِجَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ بِذِكْرِ اللّٰهِ حَتّٰى تَطْلَعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى

رَکعتَینِ کانتْ لہٗ کاجرِ حجّۃٍ وعُمرۃٍ تامّۃٍ تامّۃٍ" (۱۲۲)۔یعنی جو شخص صبح کی نماز باجماعت ادا کر کے بیٹھ جائے اور یادِ خدا میں مصروف رہے، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کا ثواب حج اور عمرے کی مانند ہے۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (تاکیداً) فرمایا پورے حج وعمرے کا، پورے حج وعمرے کا، پورے حج وعمرے کا ثواب۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "عن اللہِ تعالیٰ: یا ابنَ آدمَ اِرکعْ لِیْ اَربعَ رَکعاتٍ مِنْ اَوّلِ النّھارِ اَکفِکَ آخِرہٗ" (۱۲۳)۔یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اولادِ آدم! میرے لئے دن کے اوّل حصہ میں چار رکعتیں ادا کر لے، تیرے لئے دن کے آخری حصہ تک کافی ہو جائیں گی اور: قالَ النّبیُّ صلّی اللہُ علیہِ وسلّم مَنْ قعدَ فِیْ مُصلّاہُ حِینَ یَنْصرِفُ مِنْ صلاۃِ الصُّبحِ حتّی یُسبّحَ رَکعتَی الضُّحٰی لا یقُولُ اِلّا خیرًا غُفِرلہٗ خطایاہُ وَاِنْ کانتْ اَکثرَ مِنْ زبدِ البحرِ (۱۲۴)۔ یعنی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مصلّیٰ پر ہی بیٹھ جائے، حتی کہ دو رکعت نماز اشراق ادا کرے۔ اس دوران نیر (یعنی اچھی بات) کے سوا کچھ نہ کہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت: "وَاِبراھِیمَ الّذِیْ وَفّٰی" (۱۲۵)، یعنی ابراہیم پیغمبر علیہ السّلام نے وفا کی، کی تفسیر میں کہا ہے (کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے نماز اشراق کو ترک نہ کیا۔

جب دو رکعت نماز ادا کر چکے تو دس مرتبہ پڑھے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لا شریکَ لہٗ لہُ المُلکُ ولہُ الحمدُ وَھُوَ علٰی کُلِّ شیْءٍ قدِیرٌ (۱۲۶)۔

اس ذکر کی تلقین فقیر کو حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کی، جب میں ان کے مزار کی طرف متوجہ رہتا تھا۔ اس کے بعد دعا مانگے اور حق تعالیٰ سے نیکی کی توفیق مانگے۔ جب مسجد سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسئلُکَ مِنْ فَضلِکَ (۱۲۷) اور گھر پہنچنے تک اسے پڑھتا جائے۔ اس کے بعد اگر قرآن پڑھتا ہو تو مصحف کو اپنے سامنے رکھے اور جتنا ہو سکے، تلاوت کرے۔ پھر اگر طالب علم ہو تو اپنے سبق میں مشغول ہو جائے، اگر کاسب (کام کرنے والا) ہو تو اپنے کام میں مشغول ہو جائے اور اگر سالک ہو تو ذکر ومراقبہ میں مشغول ہو جائے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

جب زمین گرم ہو جائے تو نمازِ چاشت پڑھے۔ نمازِ چاشت بارہ رکعت آئی ہے: ''قَالَ النبیُّ ﷺ مَنْ صَلَّی الضُّحٰی اِثْنَتیُ عَشَرَۃَ رَکعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصراً مِنَ الذَّھبِ فِی الْجَنَّۃِ'' (۱۲۸)۔ یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص بارہ رکعتیں نماز چاشت پڑھے، حق تعالیٰ بہشت میں اس کے لئے سونے کا محل تعمیر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (نماز چاشت) آٹھ (رکعتیں) بھی آئی ہیں۔ چار رکعتیں اور دو رکعتیں بھی آئی ہیں۔ مفسرین میں سے بعض نے اس آیت: فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْراً (۱۲۹)۔ یعنی یقیناً خدا تعالیٰ نے اوّابین کو، یعنی وہ لوگ جنہوں نے گناہوں سے توبہ کر لی ہے، اچھی طرح بخش دیا ہے، کے بارے میں کہا ہے کہ اوّابین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازِ چاشت ادا کریں۔ حدیث میں ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ (۱۳۰)۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اوابین (اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں) کی نماز (یعنی نمازِ چاشت اس وقت تک پڑھی جا سکتی ہے) اس وقت (تک) ہے جب سنگریزہ سورج کی گرمی سے گرم ہو جائے اور اُونٹ کے بچے کے پاؤں زمین پر لگیں تو گرمی سے جلنے لگیں (یعنی ڈیڑھ پہر تک اس کا وقت ہے کیونکہ عرب کی ریت جلد گرم ہو جاتی ہے)۔ مفسرین میں سے بعض نے کہا ہے کہ چھ رکعت نماز اوابین کا وقت مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان ہے، لہٰذا اگر ممکن ہو تو مغرب کی نماز سے لے کر عشاء کی نماز تک مسجد میں بیٹھا رہے اور سبق باطن میں مشغول رہے، کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔ حضرت خواجہ (نقشبندؒ) نے اس فقیر کو اسی طرح فرمایا ہے، وَاللّٰہُ تَعَالٰی الْمُوَفِّقُ۔

خاتمہ: خواجہ نقشبندؒ اور خواجہ علاء الدین عطارؒ کے فوائد

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بعض فوائد جو اس فقیر کو حضرت خواجہ (نقشبندؒ) اور آپ کے خلیفہ خواجہ علاء الدین عطارؒ سے پہنچے ہیں، وہ بیان کیے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ (نقشبندؒ) نے فرمایا ہے کہ میرے (شیخ) امیر (کلالؒ) نے ایک مرتبہ مجھے کہا کہ جب تک رزق حلال نہ ہو، مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا ہے کہ ہم دریا ہو چکے ہیں، لہٰذا ہمارے لئے یہ نقصان دہ نہیں ہے۔ انہوں نے جھوٹ کہا ہے، بلکہ وہ نجاست کا دریا ہو گئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پرہیز فرمایا اور غصب کی ہوئی بھیڑ کا بُھنا ہوا گوشت نہیں کھایا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ ''(۱۳۱)۔ یعنی اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ، یعنی اس طریقے سے جس کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔ صحابہ (کرام) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نماز اور روزے میں اس طرح زیادتی کا اہتمام نہیں کیا جس طرح کہ رزق حلال میں کیا ہے۔ ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: ''اَلْعِبَادَۃُ عَشْرَۃُ اَجْزَآءٍ تِسْعَۃٌ مِنْھَا طَلَبُ الْحَلَالِ ''(۱۳۲)، یعنی خدا تعالیٰ کی عبادت کے دس حصے ہیں، ان میں سے نو رزقِ حلال طلب کرنا ہے۔

(خواجہ نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے، درویش کو عالی ہمت ہونا چاہیے۔ اسے ماسوائے خدا تعالیٰ سے محبت نہیں رکھنی چاہیے اور واقعات سے مغرور نہ ہو، کیونکہ یہ قبولیت اطاعت کی دلیل نہیں ہے:

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم (۱۳۳)

ترجمہ: جب میں سورج کا غلام ہوں (تو) سب کچھ سورج سے کہتا ہوں، نہ رات ہوں اور نہ ہی رات کا پجاری ہوں کہ خواب کی بات کروں۔

اسے قبض اور بسط کا مظہر بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ اسے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۱۳۴) کا راز معلوم ہو جائے اور وہ ''اَلْقَبْضُ وَالْبَسْطُ فِی الْوَلِیِّ کَالْوَحْیِ

لِلنَّبِیْ ''(۱۳۵) کے نقطہ کو پالے۔

ہمارے خواجہ (نقشبندؒ) فرمایا کرتے تھے: ''ہم نے جو کچھ پایا وہ ہمت کی بلندی سے پایا۔'' جس وقت انہوں نے اس فقیر کو اپنی کلاہ مبارک دی تو اس وقت فرمایا: ''اسے محفوظ رکھو اور جس جگہ اسے دیکھو ہمیں یاد کرنا اور جب ہمیں یاد کرو گے تو ہمیں پاؤ گے اور اس کی برکت تمھارے خاندان میں رہے گی۔''

ایک دن خواجہ علاء الدین عطارؒ باہر آئے اور میں غمگین تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ افسردہ کیوں ہو؟ میں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں! انہوں نے فرمایا: ''اس بات کا کیا مطلب ہے؟''

ما ذات نہادہ در صفا تیم ہمہ
موصوف صفت تخرہ ذاتیم ہمہ
تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ
چون رفت صفت عین حیا تیم ہمہ (۱۳۶)

ترجمہ: ہم نے ذات کو مکمل طور پر صفات میں رکھا ہے، ہم موصوف صفت بن کر ذات کے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

جب تک ہم صفت ہیں، بالکل مردہ ہیں، جب صفت جاتی رہی تو ہم عین حیات ہو گئے ہیں۔

یہ حکیم غزنوی سنائی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۷) کا قول ہے۔ (حاضرین مجلس میں سے) ہر آدمی نے اس کے معنی بیان کئے۔ آخر آپ (خواجہ عطارؒ) نے بندہ سے پوچھا کہ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ یہ تجلی ذات کی طرف اشارہ ہے، جیسے (آیت) وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (۱۳۸) میں بیان ہے۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا: ''پھر غم کس کا ہے؟'' مصرع:

جاناتو کجا و ما کجائیم

ترجمہ: اے محبوب! تو کہاں اور ہم کہاں ہیں۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بندہ کو فرمایا: ''جہاں تک ہو سکے اس حدیث پر عمل کرو: صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَاعْفُ عَنْ ظَلَمَکَ (۱۳۹)، کیونکہ اس میں بڑی سعادت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر اور جو

تجھے محروم کرے، تو اسے عطا کر اور ظلم کرنے والے سے تو درگزر کر۔ یہ سب خواہشات نفس کے خلاف ہے اور اس حدیث میں بڑے فائدے ہیں۔

(حضرت خواجہؒ) فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں ہے: ''اَلْفُقَرآءِ الصُّبُرُھُمْ جُلَسآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ، اَیْ الْمُقَرَّبُوْنَ غَایَةَ الْقُرُبْ ''۔ یعنی: صبر کرنے والے فقیر قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہمنشین ہیں، یعنی اس کی رحمت کے انتہائی قریب ہیں۔ (حضرت خواجہؒ) نے فرمایا ہے کہ فقر دو قسم کا ہے، اختیاری اور اضطراری۔ اضطراری افضل ہے، کیونکہ اختیاری بندے کی نسبت حق ہے۔ (حضرت خواجہؒ) فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری اور باطنی فقر کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام قرآن مجید نفی وجود کی طرف اشارہ ہے اور متابعت سنت کی حقیقت مخالفت طبیعت ہے۔ جب تک بندہ مقام فنا کو نہ پہنچے، طبیعت سے چھٹکارا مشکل ہے۔ اس شعر میں اسی طرف اشارہ ہے:

ازان مادر کہ من زادم دگر بارہ شدم جفتش
ازانم گبر میخوانند کہ با مادر زنا کردم

یعنی: جس ماں سے میں جنا گیا ہوں، دوبارہ اس سے جفت ہوا ہوں، اس وجہ سے مجھے گبر کہتے ہیں کہ میں نے ماں سے زنا کیا ہے۔

اس ماں سے مراد طبیعت ہے۔ بندہ اپنے اختیار کے ترک کر دینے اور جزئیات وکلیات کو خدا کے سپرد کرنے سے مقام ''بِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْصُرُ '' (۱۴۰) کو پالیتا ہے۔ اس قول: حَسَنَاتُ الْاَبْرَارَ سَیِّآتُ الْمُقَرَّبِیْنَ (۱۴۱) سے مراد دید طاعت ہے جو ابرار کے نزدیک نیکی اور مقربین کے نزدیک گناہ ہے۔ نظم:

مذہب زاہد غرور اندر غرور
مذہب عارف خراب اندر خراب

ترجمہ: زاہد کا مذہب غرور ہی غرور (اور) عارف کا مذہب خراب ہی خراب ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ راہ چلنے والے (سالک) دو قسم کے ہیں۔ بعض ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں اور ان کے نتائج کو طلب کرتے ہیں۔ انہیں یہ نتائج ملتے ہیں اور وہ مقصد کو پالیتے

ہیں۔ بعض فضلی ہیں، خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھتے اور اطاعت و مجاہدات کی توفیق کو بھی اس کے فضل سے دیکھتے ہیں۔ وہ عمل کو ملاحظہ نہیں کرتے اور اس کے باوجود اسے ترک بھی نہیں کرتے۔ یہ گروہ بہت جلد مقصود کو پہنچتا ہے: ''اَلْحَقِیْقَۃُ تَرْکُ مَلَاحِظَۃُ الْعَمَلِ لَا تَرْکُ الْعَمَلِ '' (۱۴۲)۔ پیر ہروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۳) فرماتے ہیں کہ عمل کو مت چھوڑ، بلکہ اس کو گراں بہا کر۔ ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم فضلی ہیں۔ ہم دو سو آدمی تھے جنھوں نے کوئے طلب میں قدم رکھا۔ حق تعالیٰ کا فضل مجھ پر ہوا۔ یعنی مقام قطب مجھے نصیب ہوا، فرمایا کرتے تھے کہ میں بیس سال سے بفضل الٰہی مقام بے صفتی سے مشرف ہوا ہوں۔ جس طرح کہ اس شعر میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے:

ما ذات نہادہ در صفاتیم ہمہ
موصوف صفت سخرۂ ذاتیم ہمہ
تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ
چون رفت صفت عین حیاتیم ہمہ (۱۴۴)

ترجمہ: ہم نے ذات کو مکمل طور پر صفات میں رکھا ہے، ہم موصوف صفت بن کر ذات کے فرمانبردار ہو گئے ہیں۔

جب تک ہم صفت ہیں، بالکل مردہ ہیں، جب صفت جاتی رہی تو ہم عین حیات ہو گئے ہیں۔

میں نے خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ سے سنا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ اس مجذوب سے مراد، جس کا ذکر حضرت خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذیؒ نے اپنی بعض تصانیف میں کیا کہ بخارا میں ایک مجذوب پیدا ہوگا، جسے ولایت بنی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چار دانگ نصیب ہوگی۔ وہ میں ہوں اور فرمایا کرتے تھے کہ میں دو مرتبہ حجاز تک گیا، ایسا آدمی نہیں پایا، جس میں میرے مرتبہ کی قابلیت ہو۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں جو ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ: ''رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ '' (۱۴۵)، اس اطمینان قلب سے مراد یہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام صفات احیائی کے مظہر ہو جائیں۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیات اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (۱۴۶) اور

اَلآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْن (۱۴۷) اس آیت: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (۱۴۸) کے مخالف نہیں ہیں، کیونکہ ان آیات میں اولیاء اللہ سے خوف وحزن کا دور کرنا وعدۂ الوہیت اور حق کی صفت جمالی کی وجہ سے ہے اور اس آیت میں ان کے دلوں کا ڈر جانا، بشریت اور جلال حق کی وجہ سے ہے اور آیت: فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ (۱۴۹) میں طاغوت سے مراد ماسوائے حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا روزہ ماسوا کی نفی ہے اور ہماری نماز ''كَاَنَّكَ تَرَاهُ'' (۱۵۰) ہے۔ یہ شعر اس فقیر کو ان سے پہنچے ہیں:

تا روئے تو دیدہ ام اے شمع طراز
نے کارکنم نہ روزہ دارم نہ نماز
تا با تو بوم مجاز من جملہ نماز
چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز (۱۵۱)

ترجمہ: اے محبوب! جب تک تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، میں نہ کام کرتا ہوں، نہ روزہ رکھتا ہوں، نہ نماز پڑھتا ہوں۔

جب تیرے بغیر ہوتا ہوں تو میری نماز مجاز ہوتی ہے۔ جب تیرے ساتھ ہوتا ہوں تو میرا مجاز سب نماز ہوتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حصول شہود اور مقصد کو پانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جو اطاعت حق سبحانہ وتعالیٰ کے لائق ہے، وہ نہیں بجالائی جاسکتی، جیسا کہ ''وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ'' (۱۵۲)۔ اَیْ مَاعَظَمُوا اللّٰهَ حَقَّ عَظَمَةِ (۱۵۳) سے ظاہر ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ اگر تو بے عیب یار چاہتا ہے تو بے یار رہ اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود
لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

ترجمہ: اگر تو نہ نوازے تو حلقہ بگوش غلام بھی (تجھ سے) بھاگ جائے گا۔ مہربانی کر، نوازش کر کہ (یوں) بیگانہ بھی تیرا غلام ہو جائے گا۔

نیز فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص کی حقیقت فنا کے بعد ہاتھ آتی ہے۔ جب تک بشریت

غالب ہے وہ میسر نہیں ہوتی اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ساقی قدحی کہ نیم مستیم
مخمور صبوحی الستیم

مارا تو بمامماں کہ تاما
با خو یشتنیم بت پرستیم

ترجمہ: اے ساقی ایک پیالہ کہ ہم نیم مست ہیں، ہم الست کی صراحی کے (نشہ میں) مخمور ہیں۔

تو ہمیں اپنے ساتھ (ہی) رکھ کہ جب تک ہم اپنے تن کے ساتھ ہیں (اس وقت تک) ہم بت پرست ہیں۔

لَکَ الْحَمْدُ یا ذَاالْجَلالِ وَالْاِکْرامِ عَلی التَّوْفِیْقِ لِلْاِتْمامِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحابِہٖ الْکِرام. وَکَانَ زَمانُ اِتْمامِہٖ وَقْتَ الظُّھْرِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ عاشِرُ شَھْرِ رَمَضانَ الْمُبارَکَ سَنَۃَ تِسْعٌ وَ تِسْعُمِائَۃِ (۹۰۹) وَاَنَا الْعَبْدُ جَلالَ غَفَرَ لَہٗ (۱۵۴)۔

حواشی

۱۔ سورۂ آلِ عمران، آیت ۳۱۔ ترجمہ: آپ فرما دیں کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔

۲۔ سورۂ آلِ عمران، آیت ۳۲۔ ترجمہ: آپ یہ بھی فرما دیں کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی۔ پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں سو (سن رکھیں) کہ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔

۳۔ حضرت خواجہ محمد بن محمد النجاری، ملقب بہ بہاء الحق والدین، المعروف بہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، محرم ۷۱۸ھ میں قصر عارفان (بخارا) میں پیدا ہوئے اور سوموار ۱۳/ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ/ یکم مارچ ۱۳۸۹ء کو وہیں رحلت فرمائی۔ (دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۷۳-۲۷۴)۔

۴۔ سورۃ الانعام، آیت ۹۰۔ ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی۔

۵۔ ابوالمعالی سیف الدین سعید بن مطہر باخرزی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۵۹ھ/ ۱۲۶۱ء) خراسان کے محدث و شیخ تھے۔ باخرز نیشاپور کے نواح میں ہے (دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ، جلد ۴: ۱۴۵۱)۔

۶۔ ترجمہ: ''علم دو ہیں، ایک قلب کا علم جو نفع بخش ہے اور یہ نبیوں اور رسولوں کا علم ہے، دوسرا زبان کا علم جو بنی آدم پر حجت ہے''۔ (اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۱: ۳۴۹، ۷: ۵۹۵، رشحات عین الحیات ص ۷۸ و رسالۂ قدسیہ ص ۱۰۸ بحوالہ کنز الہدایات و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰)۔

۷۔ ترجمہ: ''جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو، کیونکہ وہ دلوں کے بھید جانتے ہیں۔ وہ تمھارے دلوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور تمھارے ارادوں اور نیتوں کو دیکھ لیتے ہیں''۔ (رشحات ص ۷۸ و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۴۰)۔

۸۔ حضرت خواجہ عبدالخالق بن خواجہ عبدالجمیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۲/ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ/ ۱۷/ اگست ۱۱۷۹ء میں غجدوان میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیا، ج اوّل، ص ۵۳۲)

۹۔ سورۃ الاعراف، پارہ ۸، آیت ۵۵۔ ترجمہ: پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔ بیشک وہ حد

سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۱۰۔ مسند احمد بن حنبلؒ ۲: ۸۷۔ ترجمہ: بے شک جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

۱۱۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (م ۸ھ/ ۶۲۹ء) مشہور صحابی ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: الاستیعاب، جلد۲: ۱۱۴-۱۱۹)۔

۱۲۔ سورۃ آل عمران: آیت ۱۴۴۔ ترجمہ: اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو بس ایک رسول ہی ہیں، آپ سے قبل اور بھی رسول گزر چکے ہیں، سو اگر آپ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے؟

۱۳۔ ترجمہ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دین ایک ہی ہے۔

۱۴۔ حضرت خواجہ علاء الدین محمد عطار بن محمد البخاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ر رجب ۸۰۲ھ/ ۱۷ر مارچ ۱۴۰۰ء میں چغانیان میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے: نفحات الانس، ص ۲۶۹-۲۷۱)۔

۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ر جمادی الثانی ۷۵۵ھ/ ۲ر جولائی ۱۳۵۴ء کو سماس میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء ج ا، ص ۵۴۵)۔

۱۶۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ رامیتن (بخارا) میں پیدا ہوئے اور ۲۸ر ذیقعدہ ۷۱۵ھ/ ۱۰ر فروری ۱۳۱۶ء میں خوارم میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء ج اول، ص ۵۴۳)۔

۱۷۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ انجیر فغنہ (بخارا) میں پیدا ہوئے اور ۱۷ر ربیع الاوّل ۷۱۷ھ/ ۲ر جون ۱۳۱۷ء میں وابکنہ میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۵)۔

۱۸۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ریوگر (بخارا) میں پیدا ہوئے اور ۶۱۶ھ/ ۱۲۱۹ء میں ریوگر ہی میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۸۴)۔

۱۹۔ حضرت شیخ ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۴۴۰ھ/ ۱۰۴۸ء میں بوزنجرد میں پیدا ہوئے اور بروز سوموار ۲۷ر رجب ۵۳۵ھ/ ۷ر مارچ ۱۱۴۱ء میں مرو میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۷۱)۔

۲۰۔ حضرت شیخ ابوعلی فضل بن محمد بن علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۷ھ/ ۱۰۱۶ء فارمد میں پیدا ہوئے اور ۴ر ربیع الاوّل ۴۷۷ھ/ ۱۱ر جولائی ۱۰۸۴ء میں طوس میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ

نقشبندیہ، ص ۶۸)۔

۲۱۔ حضرت امام محمد بن محمد بن احمد غزالی طوسی رحمۃ اللہ علیہ، کنیت ابوحامد، القاب حجۃ الاسلام اور زین الدین تھے۔ ۴۵۰ھ/ ۱۰۵۸ء میں غزال (طوس) میں پیدا ہوئے اور ۱۴/ جمادی الآخر ۵۰۵ھ/ ۱۸/ دسمبر ۱۱۱۱ء میں طوس میں فوت ہوئے۔ (تاریخ نظم ونثر در ایران و در زبان فارسی، ج ۱، ص ۲۶)۔

۲۲۔ حضرت شیخ ابوالقاسم علی گرگانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵۰ھ/ ۱۰۵۸ء میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ج ۲، ص ۷)۔

۲۳۔ حضرت محمد بن جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوقاسم، القاب سید الطایفہ اور طاؤس العلماء تھے۔ بروز ہفتہ ۱۷/ رجب ۲۹۲ھ/ ۴/ جون ۹۰۴ء میں بغداد میں فوت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۸۱)۔

۲۴۔ حضرت شیخ ابوالحسن علیؒ بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بروز عاشورا ۴۲۵ھ/ ۱۱/ دسمبر ۱۰۳۳ء خرقان میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۸)۔

۲۵۔ حضرت بایزید طیفورؒ بن عیسیٰ بسطامی بن آدم بن سروشان رحمۃ اللہ علیہ کا لقب سلطان العارفین تھا۔ ۱۵/ شعبان ۲۶۱ھ/ ۲۵/ مئی ۸۷۵ء کو بسطام میں فوت ہوئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۵۱)۔

۲۶۔ حضرت امام جعفر صادق، بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کنیت ابوعبداللہ اور ابو اسماعیل اور لقب صادق تھا۔ ۱۵/ رجب ۱۴۸ھ/ ۶/ ستمبر ۷۶۵ء کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۶)۔

۲۷۔ حضرت محمد باقر بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کنیت ابوجعفر اور لقب باقر تھا۔ بروز جمعہ صفر ۵۷ھ/ ۶۷۶ء، میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بروز سوموار ۷/ ذی الحجہ ۱۱۴ھ/ ۲۸/ جنوری ۷۳۳ء کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۳۵)۔

۲۸۔ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابومحمد، ابوالحسن اور ابوبکر، القاب سجاد اور زین العابدین تھے۔ ۳۶ یا ۳۸ھ/ ۵۸-۶۵۷ء میں مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی اور

۱۸ر محرم ۹۴ھ/ ۵ر نومبر ۱۲ ۷ء میں فوت ہوئے (خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۳۰)۔

۲۹۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابی عبداللہ اور ابوالائمہ، القاب شہید، سید اور سید الشہداء ہیں۔ بروز منگل ۴ر شعبان ۳ یا ۴ھ/ ۶۲۵ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ر محرم ۶۱ھ ۱۰ر اکتوبر ۶۸۰ء میں کربلا معلّٰی میں شہید ہوئے (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۲۸)۔

۳۰۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب، القاب مرتضیٰ، اسداللہ، حیدر، صفدر اور کرار ہیں۔ واقعۂ فیل کے ۳۰ سال بعد بروز جمعہ ۱۳ر رجب، بمقام مکہ مکرمہ ولادت ہوئی اور ۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ/ ۲۸ر جنوری ۶۶۱ء میں کوفہ میں شہید ہوئے اور نجف اشرف میں مدفون ہوئے (خزینۃ الاصفیاء، ج ۱، ص ۱۵)۔

۳۱۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بمقام قرید (درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) پیدا ہوئے اور ۲۴ر جمادی الاوّل ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ/ ۵ر نومبر ۷۲۴ یا ۷۲۵ء میں فوت ہوئے اور بمقام مشلل مدفون ہوئے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۵)۔

۳۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب سلمان الخیر تھا۔ ۱۰ر رجب ۳۳ھ/ ۴ر فروری ۶۵۴ء کو فوت ہوئے اور مدائن میں مدفون ہوئے (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۴۲)۔

۳۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ عثمانؓ، کنیت ابوبکر، القاب صدیق اور عتیق تھے۔ واقعۂ فیل کے اڑھائی سال بعد مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی اور بروز منگل ۲۲ر جمادی الثانی ۱۳ھ/ ۲۴ر اگست ۶۳۴ء مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور مسجد نبوی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جوار میں مدفون ہوئے (اُردو انسائیکلو پیڈیا، ص ۵۳، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۲۵)۔

۳۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹

۳۵۔ سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۸

۳۶۔ صحیح مسلم، جلد ۱: ۴۸۔ ۱۴۹

۳۷۔ جامع ترمذی ص ۹، ومنیۃ المصلی، ص ۱۱۔ ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم خدا کے خاص بندے اور اس

کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل کردے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان لوگوں میں داخل کردے جو طہارت حاصل کرتے ہیں اور اپنے ان بندوں سے بنا دے جو صالح ہیں۔

۳۸۔ منیۃ المصلی، ص ۱۱۔ ترجمہ: اے اللہ اپنی دواؤں سے میرا علاج کر، اپنی شفاء سے مجھے شفا عطا کر اور مجھے ڈرانے والی چیزوں اور مرضوں اور دردوں سے بچالے۔

۳۹۔ سورۃ اعراف، آیت ۳۱۔ ترجمہ: اے اولاد آدم! اپنی زینت ہر نماز کے وقت اختیار کرو۔

۴۰۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹

۴۱۔ حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ/ ۱۲۳۴ء)، سلسلہ سہروردیہ کے معروف بزرگ اور عوارف المعارف کے مصنف ہیں (دیکھئے: خزینۃ الاصفیا، جلد ۲: ۱۳)۔

۴۲۔ شیخ ابو بکر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۸ھ/ ۱۲۴۰ء) شہرہ آفاق بزرگ ہیں۔ (دیکھئے: خزینۃ الاصفیا، جلد ۱: ۱۱۲)۔

۴۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵، بحوالہ ابوداؤد۔ ترجمہ: بخشش طلب کرتا ہوں میں اس اللہ سے جس کے بغیر کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور توانا ہے اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

۴۴۔ احیاء علوم الدین (امام غزالیؒ) میں بعض حصہ اور مکمل "المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء، جلد اوّل، ص ۱۴۱

۴۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۰

۴۶۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵

۴۷۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۵

۴۸۔ سورۃ اخلاص

۴۹۔ سورۃ الفلق

۵۰۔ سورۃ الناس

۵۱۔ ابن ابی شیبہ۔ ترجمہ: اے اللہ مجھے دور رکھ اپنے عذاب سے جس روز تیرے بندوں کا حشر ہوگا۔

۵۲۔ یہاں تک صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۲۱۵، کتاب الدعوات، باب النوم علی الشق الایمن: صحیح مسلم و

دیگر صحاح ستہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹۔

۵۳۔ یہاں تک: احیاء علوم الدین، جلد اول، ص ۳۲۷۔

۵۴۔ ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان تجھے سونپ دی اور اپنا رخ تیری طرف کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف رکھ دی، تیری رغبت اور خوف سے، سوائے تیرے کوئی ٹھکانا اور پناہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل کی ہے ایمان لایا اور تیرے اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جس کو تو نے بھیجا (مشکوٰۃ) اے اللہ! مجھے بیدار کر ان گھڑیوں میں جو تجھے سب سے پیاری ہیں، اور اپنے محبوب ترین کام کرنے کی توفیق دے (ایسے کام) جو تیرے قریب کر دیں مجھے، بہت قریب اور دور کر دیں مجھے تیرے عذاب سے بہت دور (احیاء علوم الدین) اے اللہ مجھے اپنی سزا سے بے خوف نہ کر اور اپنے سوا کسی اور کے سپرد نہ کر اور اپنی یاد سے مجھے نہ بھلا اور مجھے غافلوں سے نہ بنا۔

۵۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۹۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر دراز ہوتے تو دائیں طرف لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے "اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَالْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّ رَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَآءَ وَلَا مَنْجَا اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ"

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو یہ (دعا) پڑھ کر سوئے اور فوت ہو جائے تو وہ اسلام پر فوت ہوا (مشکوٰۃ ایضاً)۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اے فلاں! جب تو اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو وضو کر نماز کی طرح کا وضو، پھر دائیں کروٹ لیٹ جا، پھر کہہ: نفسی الیک سے لے کر ارسلت تک جو کہ اوپر کی روایت میں مکمل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اپنی اس رات (جس میں یہ دعا پڑھی) مر گیا تو فطرت پر مرے گا، یعنی دینِ اسلام پر فوت ہو گا اور اگر تو نے صبح کی تو صبح کرے گا بھلائی کے ساتھ۔

۵۶۔ احادیث مثنوی، ص ۴۲، بحوالہ کنز الحقائق، ص ۱۴۰۔ ترجمہ: عالم کی نیند عبادت ہے۔

۵۷۔ اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۵: ۲۳۰

۵۸۔ سورۃ الشعرآء، آیت ۸۸-۸۹

۵۹۔ تفسیر چرخی، ص ۱۵۱

۶۰۔ سرودہ ابوسعید ابوالخیرؒ، دیکھئے: تاریخ تصوف در اسلام، ص ۶۰۴

۶۱۔ ترغیب، جلد ۲: ۴۱۲ (رواہ الطبرانی فی الاوسط و فی الکبیر)۔

۶۲ سے ۶۴۔ سورۃ حٰم السجدۃ، آیت ۳۰

۶۵ و ۶۶۔ سورۃ حٰم السجدۃ، آیت ۳۱

۶۷۔ سورۃ حٰم السجدۃ، آیت ۳۲

۶۸۔ (م ۲۵۵ھ/ ۸۶۹ء)، دیکھئے: کشف الظنون، جلد ۲: ۱۹۷۹

۶۹۔ مولانا جلال الدین محمد رومیؒ (م ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء)، دیکھئے: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۴۷-۲۴۹

۷۰۔ تفسیر چرخی، ص ۱۳۸۔ کلیات شمس، جلد ۸ (مشتمل بر رباعیات) مطبوعہ دانشگاہ تہران، ۱۳۴۲ش میں یہ رباعی درج نہیں ہے۔

۷۱۔ سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵

۷۲ و ۷۳۔ سورۃ الاعراف، آیت ۵۵

۷۴۔ حضرت عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن علی بن لقمان نسفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۳۷ھ/ ۱۱۴۲) کی کنیت ابوحفص اور لقب نجم الدین ہے۔ سمرقند میں مدفون ہیں (دیکھئے: فہرست ہائے خطی فارسی، جلد اوّل، ص ۱۹)۔

۷۵۔ (م ۴۲ھ/ ۶۶۲ء)، دیکھئے: الاستیعاب، جلد ۴: ۳۲۶-۳۲۸

۷۶۔ مثنوی معنوی (اُردو ترجمہ)، جلد ۱: ۲۰۷، شرح دیباچہ مثنوی (نائیہ)، ص ۷۷

۷۷۔ کلیات شمس، جلد ۵: ۱۷۱، تفسیر چرخی، ص ۱۵۲، شرح دیباچہ مثنوی (نائیہ)، ص ۷۷

۷۸۔ فقرات، ص ۱۵۸

۷۹۔ کشف الخفاء، جلد ۱: ۸۸۔ ترجمہ: جب تم اپنے کاموں میں پریشان ہو جاؤ تو قبر والوں سے مدد طلب کرو۔

۸۰۔ مولانا جامیؒ (م ۸۹۸ھ) نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب (دفتر اوّل، ص ۳۱) مین اس رباعی کی

تشریح کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ رباعی خواجگان ماوراء النہر کے خاندانوں کے ایک سلسلہ کی طرف منسوب ہے، لیکن رشحات میں (ص ۴۲ پر) لکھا ہے کہ یہ رباعی حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ کی جانب منسوب ہے۔ نیز دیکھئے: تفسیر چرخی، ص ۲۱ و ۳۴۹

۸۱۔ اجلس بناء فنو من ساعة: صحیح بخاری، ج ۱، ص ۶، اور تعال نومن بربنا ساعة: مسند احمد بن حنبلؒ، ج ۳، ص ۲۶۵۔

۸۲۔ تفسیر چرخی، ص ۱۶۶، ۲۱۰

۸۳۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۲۔ ترجمہ: سو تم مجھے یاد رکھو، میں یاد رکھوں تم کو۔

۸۴۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۹، ص ۳۹۴۔ ترجمہ: میں زمین اور میرے آسمان میں نہیں سما سکتا، لیکن میں ایمان دار بندے کے دل میں سما سکتا ہوں۔

۸۵۔ ترجمہ: جس نے جان لیا، اس نے سمجھ لے (اور) جس نے سمجھ لیا، اس نے جان لیا۔

۸۶۔ الحقائق فی التفسیر از شیخ ابی عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نیشاپوریؒ (م ۴۱۲ھ/ ۱۰۲۱ء)۔ بہ اُسلوب عرفانی (دیکھئے: معجم المؤلفین، جلد ۹: ۲۵۸-۲۵۹)۔

۸۷۔ سورۃ ق، آیت ۱۶۔ ترجمہ: اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ۔

۸۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (م ۲۴ھ/ ۶۴۴ء) کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق اعظم ہے۔ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں ولادت ہوئی۔ یکم محرم کو مدینہ منورہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں مسجد نبویؐ میں محوِ استراحت ہوئے۔ دیکھئے: الاستیعاب، جلد ۳: ۲۳۵-۲۴۴

۸۹۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، ص ۹۲ پر یوں آیا ہے: الصوفی کائن و بائن، یعنی کائن فی الخلق بحسب الظاہر و بائن عن الخلق بحسب الباطن (مفہوم: صوفی ظاہراً مخلوق میں موجود رہتا ہے اور باطن، یعنی قلبی طور پر مخلوق سے دور ہوتا ہے)۔

۹۰۔ قدسیہ، ص ۹۰، خزینۃ الاصفیا، ص ۵۵۰، شرح دیباچہ (نائیہ)، ص ۱۱۸

۹۱۔ شرح دیباچہ (نائیہ)، ص ۱۱۸

۹۲۔ ترجمہ: جب دل سمجھے کہ وہ ذاکر ہے تو آدمی سمجھے کہ وہ غافل ہے۔

۹۳۔ سورۃ الاعراف، پارہ ۹، آیت ۲۰۵۔ ترجمہ: اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا

اور ڈرتا ہوا۔

۹۴۔ ترجمہ: حسن (بصریؒ) نے کہا: جب تیرا ذکر تیرے نفس پر ظاہر نہ ہو تو اس کا تو بدلہ طلب کرے اور افضل ذکر وہ ہے جس کا بدلہ سوائے حق (اللہ تعالیٰ) کے کچھ نہ لیا جائے۔

۹۵۔ ترجمہ: زبان کا ذکر ہذیان اور دل کا ذکر وسوسہ ہے۔

۹۶۔ سورۃ الضحیٰ، آیت ۱۰۔ ترجمہ: اور جو مانگتا ہو اس کو مت جھڑکیں۔

۹۷۔ اے داؤد (علیہ السّلام) جب تو میرا طالب دیکھے تو اس کے لئے خادم بن جا۔

۹۸۔ سورۃ النور، آیت ۳۷۔ ترجمہ: وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے۔

۹۹۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹

۱۰۰۔ سورۃ مزمل، آیت ۱،۲

۱۰۱ سے ۱۰۵۔ سورۃ الذاریات، آیت ۱۵-۱۸

۱۰۶۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶، ۱۲۸۔ ترجمہ: اے اللہ! ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہمارے حال پر توجہ فرما اور بے شک تو ہی ہے توجہ فرمانے والا، مہربانی فرمانے والا ہے۔

۱۰۷ سے ۱۱۱۔ سورۃ السجدۃ، آیت ۱۶-۱۷

۱۱۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۹ (بروایت الترمذی)۔

۱۱۳۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۰۔ ترجمہ: بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات کے اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے۔

۱۱۴۔ یعنی سورۃ آل عمران کی آیت ۱۹۰-۲۰۰

۱۱۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۷-۱۰۸ (بہ نقل از صحاح ستہ)۔ ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، اور (اے اللہ) تیرے لئے سب تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جتنی چیزیں ان میں ہیں سب کا روشن کرنیوالا ہے، اور تیرے لئے سب تعریفیں ہیں، تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کا مالک ہے، اور تیرے ہی لئے سب تعریفیں ہیں، تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ سے ملنا برحق ہے، تیرا فرمان حق ہے، جنت حق، دوزخ حق ہے اور انبیاء کرام سچے ہیں، اور حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ برحق نبی ہیں، اور قیامت برحق ہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے آگے گردن جُھکا دی اور تُجھ پر ایمان لایا ہوں، اور تُجھی پر بھروسہ کیا ہے، اور تیری طرف رجوع کیا ہے، اور تیرے ہی بل پر جھگڑا کرتا ہوں، اور تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں۔ پس تو مُجھے (یعنی میری اُمت کو) بخش دے جو کُچھ پہلے کیا اور جو کُچھ بعد میں کیا، جو کُچھ پوشیدہ کیا اور جو کُچھ علانیہ کیا اور اس کو بھی جو تو مُجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی سب سے آگے بڑھانے والا، اور تو ہی سب سے پیچھے ہٹانے والا ہے، تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۱۶۔ سورۃ الکافرون، آیت ۱۔

۱۱۷۔ سورۃ الاخلاص، آیت ۱۔

۱۱۸۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۵، بحوالہ سنن ابوداؤد۔

۱۱۹۔ ترجمہ: میں خدا سے کہنے، کرنے، سوچنے اور دیکھنے کے تمام مکروہات سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

۱۲۰۔ سنن ابن ماجہ، ص ۵۶ (مسجد میں داخل ہونے کی دعا)۔ ترجمہ: اللہ کے گھر میں رہنے والوں پر (یعنی اہل مسجد پر) سلامتی ہو، اے اللہ! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔

۱۲۱۔ ترجمہ: سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۱۲۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۸۹ (رواہ الترمذی)۔

۱۲۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (رواہ ابوداؤد)۔

۱۲۴۔ سنن ابی داؤد، جلد ۱: ۱۸۲، (حدیث نمبر ۱۴۸۷)، مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶۔

۱۲۵۔ سورۃ النجم، آیت ۳۷۔ ترجمہ: اور نیز ابراہیم (علیہ السّلام) کے (صحیفوں میں) جنھوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی۔

۱۲۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۱۰۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی سلطنت ہے، اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۲۷۔ سنن ابن ماجہ، ص ۵۶۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

۱۲۸۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (رواہ ابن ماجہ)۔

۱۲۹۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۵۔

۱۳۰۔ ترجمہ: مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶، مسلم شریف، حدیث نمبر ۱۷۴۶

۱۳۱۔ سورۃ النساء، آیت ۲۹

۱۳۲۔ اتحاف السادۃ المتقین، جلد۲: ۸، کنز العمال، جلد۳، نمبر ۶۸۹۱، رسالہ قدسیہ، ص ۲۹

۱۳۳۔ نائیہ، ص ۱۰۷

۱۳۴۔ سورۃ الذاریات، آیت ۲۱۔ ترجمہ: اور خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا۔

۱۳۵۔ شرح دیباچہ مثنوی (نائیہ)، ص ۷۱، نائیہ (فارسی)، ص ۱۱۱۔ ترجمہ: قبض اور بسط ولی کے لئے ایسے ہی ہے، جیسے نبی کے لئے وحی ہے۔

۱۳۶۔ دیوان حکیم سنائیؒ، ص ۶۱۲

۱۳۷۔ حضرت مجدود بن آدم سنائی غزنویؒ (م ۱۱رشعبان ۵۲۵ھ/ ۹رجولائی ۱۱۳۱ء) کی کنیت ابوالمجد اور لقب مجد الدین ہے۔ دیکھئے: تاریخ نظم ونثر درایران ودرزبان فارسی، جلد۱: ۷۶

۱۳۸۔ سورۃ الحجر، آیت ۲۹۔ ترجمہ: اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں۔

۱۳۹۔ مسند احمد بن حنبلؒ، جلد۴: ۱۵۸، تفسیر چرخی، ص ۵۴

۱۴۰۔ یعنی: مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے سنتا ہے۔ دراصل یہ اس حدیث کا مفہوم ہے: "مایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اجبة فکنت سمعه الذی یبصر به ویده التی یبطش ورجله التی یمشی بها" (دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح، باب ذکر اللہ، ص ۱۹۷)۔

۱۴۱۔ یعنی نیکوں کی نیکیاں، مقربین کا گناہ ہے۔ یہ شیخ ابوالخراز رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۸۰ھ/ ۸۹۳ء) کا قول ہے (دیکھئے: ماھنامہ مرفاران، فروری ۱۹۷۸ء، ص ۱۷: "نامعتبر روایات" از مولانا عبدالقدوس ہاشمی"۔

۱۴۲۔ یعنی: حقیقت عمل کی دید کو ترک کر دینے کا نام ہے، نہ کہ عمل کو ترک کر دینا۔ یہ حضرت امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ/ ۱۰۷۳ء) کا قول ہے۔ دیکھئے: تفسیر چرخی، ص ۹۸

۱۴۳۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ھروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۸۱ھ/ ۱۰۸۹ء)، دیکھئے: معجم المولفین، جلد ۶: ۲

۱۴۴۔ دیکھئے نمبر شمار ۱۳۵ (قبل ازیں)۔

۱۴۵۔ سورۃ بقرہ، آیت ۲۶۰۔ ترجمہ: (جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا:) اے میرے پروردگار!

مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کیسی کیفیت سے زندہ کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا، یقین کیوں نہ لاتا، ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو یقین ہو جائے۔

۱۴۶۔ سورۃ حم السجدہ، آیت ۳۰۔ ترجمہ: تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو۔

۱۴۷۔ سورۃ یونس، آیت ۶۲۔ ترجمہ: یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں۔

۱۴۸۔ سورۃ انفال، آیت ۲۱۔ ترجمہ: بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔

۱۴۹۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۶۔ ترجمہ: سو جو شخص شیطان سے بداعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو، یعنی اسلام قبول کرے۔

۱۵۰۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ کے صفحہ ۹۶ پر یہ حدیث اس طرح آئی ہے: ''ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ، یراک۔'' یعنی: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یوں سمجھ کہ اسے دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔

۱۵۱۔ دیکھئے: نمبر ۶۰ (قبل ازیں)۔

۱۵۲۔ سورۃ الانعام، آیت ۹۱۔ ترجمہ: اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی۔

۱۵۳۔ یعنی نہ تعظیم کی (انہوں نے اللہ تعالیٰ کی) ایسے، جیسے اس کی تعظیم کرنے کا حق تھا۔ (روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، والسبع المثانی، جلد ۷، ص ۲۱۸)۔

۱۵۴۔ یہ کاتب کا ترقیمہ ہے۔ یعنی: اے صاحب عظمت احسان کرنے والے! تیری ہی تعریف ہے، اس (رسالہ کی کتابت) کے خاتمہ کی توفیق پر۔ اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی آل (اطہارؓ) اور صحابہ کرامؓ پر۔ اس رسالہ (کی کتابت) کے خاتمہ کا وقت بروز منگل ۱۰ ر رمضان المبارک ۹۰۹ھ (۱۵۰۴ء) ہے اور بندہ (کا نام) جلال (اللہ اس کی بخشش فرمائے) ہے۔

فہرست مندرجات (فارسی)

رسالہ اوّل: شرح اسمآء الحسنٰی

رسالہ دوّم: حورائیہ

رسالہ سوّم: طریقہ ختم احزاب

رسالہ چہارم: ابدالیہ

رسالہ پنجم: اُنسیہ

رسالۂ اوّل

شرح اسمآء الحسنیٰ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْاَوْلِیاءِ بِتَجلّیاتِ اَسْمَآئِهِ الْحُسْنٰی وَ صِفَاتِهِ الْعُلْیا وَ جَعَلَهَا مَظَاهِرِ حَقَایِقِ الْاَسْمَآءِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰی ﷺ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحابِهِ نُجُوْمِ الْاِهْتِدَا. وَبَعْدَهٗ می گوید بنده راجی از خداوند قوی للعفو الرّجی(۱) یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الچرخی ثُمَّ السَّرْرزِیْ بَصَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِعُیُوْبِ نَفْسِهٖ وَجَعَلَ غَدَهٗ خَیْراً مِنْ اَمْسِهٖ که باری تعَالٰی را از صفات با سزا و یاد کردن او تعَالٰی باسمآء حسنیٰ واجب است. چنا نکه حق جل وعلا فرمود: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی.(۲) "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا." (۳)

وآن اسمآء الحسنیٰ نود و نه است. چنانکه اشارهٔ محمد مصفطفٰی ﷺ بدان وارد است که: "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةٌ وَ تِسْعِیْنَ اَسْمَآءَ مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ."(۴)

علماء شریعت (و) عظماء طریقت شرح اسمآء اللّٰه کرده اند، بپارسی و عربی(به)طریق اطناب، از فواید ایشان جمع کرده شد این کتاب بر سبیل ایجاز بپارسی تا نفع آن بخواص و عوام اناس واصل گردد ورجاء واثق است بحضرت عزت جلّت قدرته که نویسنده را و شنونده را بلطف وکرم از حضیض تقلید بذروهٔ تحقیق برد. وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَهُوَالْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْهِ التَّکَلاَنُ. کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" که احتمال سه معنی دارد. هر که شمار کند آن اسما را یعنی کلمه (به) کلمه بطریق شمار و بتعظیم تمام بگوید زیاده و کم نگوید. اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِیْمُ اَلْمَلِکُ گوید. نی، یا رَحْمٰنُ یا رَحِیْمُ یا مَلِکُ. در بهشت در آید و این معنی مناسب عوام است. و یاهر که معانی اَسْمَآءُ اللّٰه را بداند و اعتقاد کند آن را، اَحْصاء مشتق از حصاة

باشد وهی الفصل و این معنی لایق علماء است. ویاهر که طاقت آرد عمل کردن باین اسمآء، وبرموجب هر اسمی قیام نماید. کما قال اللّٰهُ عزّ اسْمُهٗ. "علِمَ انْ لَنْ تُحْصُوْهُ" (۵) "ایْ لَنْ تُطِیْقُوْهُ."

زیرا که هر معنی را حقیقتی است و هر حقیقتی را حقّی است. چون اللّٰه گوید معنی آن بداند، دل او واله غیر حضرت او نشود. واز غیر او نترسد. وبدل و جان عبادت او کند. واین معنی را از حضرت قطب المشایخ شیخ این فقیر خواجه بهاء الحق والدّین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعالٰی عَلَیْهِ (۶) سماع دارم و بطریق تمثیل می فرمودند که چون "اَلرَّزّاقُ" گوید، غم روزی دردلش نماند اگرچه دز زمین یک علف نروید.

وهمچنین از هراسمی به نصیبی از مسمی مخصوص گردد. بآن عمل کند تا مظهر آن شود. وبعلم لدّنی که آن علم وراثت است، نه علم دراست. قال النبی ﷺ: "مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَثَهُ اللّٰهُ تَعالٰی عِلْمَ مَالا یَعْلَمْ" (۷) مشرف گردد. وبمجرد خواندن اسم قناعت نکند، چنانکه رئیس الواصلین قدوة العارفین مولانا جلال الدین رومی عَلَیْهِ الرَّحْمَة مِن الرَّبِّ الْعَالَمِیْن، (۸) می فرموند:

از هوا ها کی رهی بی جام هو	ای زهو قانع شده با نام هو
از صفت و زنام چه زاید خیال	وان خیالش هست دلّال وصال
دیده دلّال بی مدلول هیچ	تانباشد جاده نبود غول هیچ
هیچ نامی بی حقیقت دیدهٔ	یا زگاف و لام گل گل چیدهٔ
اسم خواندی، رو، مسمّی را بجو	مه ببالا دان، نه اندر آبجو
گرز نام و حرف خواهی بگذری	پاک کن خود را از خود هین یکسری
خویش را صافی کن از اوصاف خود	تابه بینی ذات پاک صاف خود
بینی اندر دل علومِ انبیاء	بی کتاب و بی معید و اوستا
بی صحیحین و احادیث و روات	بلک اندر مشرب آب حیات (۹)

وسخن شیخ محقق رئیس الطایفه شیخ جنید است رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ(۱۰) که "اِقْطَعِ الْقَارِئِيْنَ وَصِلِ الصُّوْفِيْنَ". و از حضرت خواجه بهاء الحقّ والدّین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ پرسیدند، از معنی این سخن که قاری کیست؟ وصوفی کیست؟ جواب فرموده اند که قاری آنست که باسم مشغول گردد. و صوفی آنکه بسمّی متوّجه بود. پس چون بمسمّی مشغول گردد از خدا خوانی به خدا دانی رسد. و در بهشت معرفت در آید، در حال، چنانکه بعضی از کبرا گفته اند:

"اِنَّ فِی الدُّنْيَا جَنَّةً مَنْ دَخَلَ فِيْهَا لَمْ يَشْتَقْ اِلَی الْجَنَّةِ وَهِيَ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی". (۱۱)

همه کس طالب بهشت باشند و بهشت طالب او. کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْجَنَّةُ اَشْوَقُ اِلٰی سَلْمَانِ مِنْ سَلْمَانِ اِلَی الْجَنَّةَ". (۱۲)واین معنی مناسب عرفاء است و در هر اسمی باین معنی اشارت کرده شود، بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی، تا هر کس نصیب خود بر گیرد. "قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ". (۱۳)

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ". (۱۴) اوست خدای که نیست سزاوار بندگی مگر اورا. هر که هر روز هزار بار بگوید "اَللّٰه" صاحب یقین شود. اِسْمُ الْاَوَّل.

"اَلرَّحْمٰنُ". اوست آن بزرگ بخشش که دشمن و دوست پروردۀ نعمت عام و کرم تام اوست. هر که بعد از نمازی صد بار بگوید، غفلت فراموشی و سختی از دل اوبرود.

"اَلرَّحِيْمُ". آن بسیار بخشایش بر مؤمنان بدادن ایمان و بهشت جاودان. هر که هر روز صد بار بگوید مشفق و مهربان گردد.

نصیب عارف آنست که ازین دو اسم بدل و جسم متوّجه او گردد، دل را بذکر و تن را بعبادت اومشغول کند و بربندگان او رحم کند. مظلوم را از ظالم و ظالم را از مظلوم باز دارد. و برعاصیان و دور افتادگان به بخشا ید و

بطریق وعظ و نصیحت ایشان را براه راست خواند. وتحمل رنج ایشان بکند و حاجت محتاجان برآرد.

"اَلْمَلِکُ". آن بادشاهی که دنیا و آخرت مُلک و مِلک اوست. و گردن هر که ملک دارست، شکستهٔ قهروغیرت اوست. هر که هر روز صد بار بخواند،روشن دل شود.

و نصیب عارف آن است که ارباب مُلک و مِلک عاجز داند و بایشان التفات ننماید و بعبادت حضرت او روی آرد، تاملوک مجازی خدام وی شوند و بفرمان او روند.

"اَلْقُدُّوسُ". پاکیزه و پاک از چیز های ناپاک و از دریافتن کنه ذات او را سگان خاک وقطان افلاک عاجز، هر کس هر روز بوقت زوال صدبار بگوید دل او پاک شود.

نصیب عارف آنست که دل را پاک سازد از تعلقات بشریه و هوا وهوس نفسانیه و وساوس شیطانیه و ظاهر بمتابعت شریعت بیارا ید تادر جناب قدس اُنس یا بد و محبوب او گردد، که "اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ". (۱۵)

"اَلسَّلَامُ". بی عیب و آفت و بخشندهٔ سلامتی و رسانندهٔ سلام باهل اکرام در سرای نعیم "سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمُ (۱۶)". هر که هر روز صد و پانزده بار از برای دفع بیماری بگوید بصحت بدل گردد.

نصیب عارف آنست که خود را از صفات ذمیمه متخلّی و بصفات حمیده متجلّی گرداند. وبامنشاء سلام باهل اسلام اقدام نماید.

"اَلْمُؤْمِنُ". امان دهندهٔ بندگان از عذاب و آرام دهندهٔ دل دوستان در روز حساب. هر که این نام را با خود دارد یا بخواند از غارت ظاهر و باطن امان یابد. عوان شیطان بروی قادر نشود.

نصیب عارف آنست که امان دهد اهل حق را از انکار و سایر خلق را از

اعتراض و اعتذار.

"اَلْمُهَیْمِنُ". نیک نگه بان کردار بندگان و نیک پناه و امان دهندۀ ترسندگان. هر که صد بار بعد از غسل این نام را بگوید باشرف باطن مشرف شود.

نصیب عارف آنست که نگاه بان اقوال و افعال و احوال خود باشد تا برخلاف رضای او نرود.

"اَلْعَزِیْزُ". غالب برهمه چیز که میسّر نشود ازوی گریز. هر که چهل روز بعد از (نماز) بامداد چهل و یکبار بگوید، بهیچ کس دردنیا و آخرت محتاج نشود.

نصیب عارف آنست که بطاعت او در آید و از مخالفت او حذر کند و در کفایت حوایج عباد کوشد.

"اَلْجبَّارُ". بزرگ وار و بصلاح و فلاح آرندۀ کار. هر که بعد از "مسبعات عشر" بیست و یک بار بگوید "اَلْجبَّارُ" بردست ظالمی گرفتار نگردد.

نصیب عارف آنست که نفس خود و غیر را بصلاح و فلاح دارد.

"اَلْمُتَکَبِّرُ". آنکه بزرگی وبزرگواری بحقیقت غیر او را نیست. هر که در بستر حلال پیش از دخول ده بار بگوید. "اَلْمُتَکَبِّرُ" فرزند خدائی ترس آید.

نصیب عارف آنست که خود را حقیر بیند و علو همّت بلذّت های دنیا و عقبی جز بمولیٰ الفت نگیرد. وحضرت شیخ مارَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ بسیار می گفتند، بیت:

بلذّت های جسمانی غمت را کی فروشم من

که دادن ابلهی باشد بسیری من و سلویٰ را (۱۷)

"اَلْخَالِقُ". اندازه دهندۀ هر چیزی بحکمت.

"**اَلْبَارِیُ**". پیدا آرندۀ آفرینش هر چیز بقدرت.

"**اَلْمُصَوِّرُ**". نگارندۀ صورت هر مخلوق در خوربی آلت.

نصیب عارف آنست که ازین سه اسم از مصنوع بصانع انتقال کند. و دیگر بمصنوع اشتغال ننماید، تادر و بال نماند.

"**اَلْغَفَّارُ**". پوشندۀ گناه، اگرچه بسیار باشد و آمر زنده گناه گار هر چند سخت بدکردار بود. هر که بعد از نماز جمعه صد بار بگوید "**یَاغَفَّارُ اِغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ**" از آمر زیدگان گردد.

نصیب عارف آنست که عیب های خلق را بپوشد و در نصیحت ایشان بکوشد.

"**اَلْقَهَّارُ**". شکنندۀ گردن متمرّدان و براندازندۀ رسم ایشان. هر که صد بار گوید حاجتش روا شود.

نصیب عارف آنست که نفس امّاره را به تیغ مخالفت، وشیاطین جنّ وانس را بقهر از مملکت دل بیرون کند و فساق را بسیاست شریعت منکوب گرداند.

"**اَلْوَهَّابُ**". بسیار بخش بی عوض و بسیار کرم بی غرض. هر که بعد از نماز چاشت سر بسجده نهد و هفت بار "یَا وَهَّابُ" گوید، مستغنی گردد از خلایق، واگر حاجتی باشد در جای کشاده دست بر دارد.

ونصیب عارف آنست که از و جوید جمیع حوائج را و بانچه کفایت سازد امور اهل حاجت را.

"**اَلرَّزَّاقُ**". دهندۀ روزی جمیع آفریده شدگان بی طمع نفع ازیشان. هر که در بامداد پیش از نماز صبح در چهار کنج خانۀ خود در هر کنج ده بار "یَارَزَّاقُ" بگوید، آغاز از دست راست بکند روی سوی قبله، از بینوائی خلاص یابد. این نامی ست که فرشتگان بر کشتهامی خوانند، ببرکت این نام دانه در خوشه پیدا میشود.

نصیب عارف آنست که حاجت بغیر او نبرد و غم روزی نخورد. از مرزوق مختلفه آنچه دارد باز ندارد.

"اَلْفَتَّاحُ". حکم کنندهٔ میان بندگان و گشایندهٔ کارهای فروماند گان. این نامی ست که کشایش کارهای آسمان و زمین ببرکت اوست. هرکه بعد از نماز بامدام هفتاد باربگوید "یَافَتَّاحُ" تیرگی از دل او برود.

نصیب عارف آنست که سعی کند، در دفع ظلم ظالمان ونصرت مظلومان و بر آوردن حاجت بیکسان بلطف و احسان.

"اَلْعَلِیْمُ". نیک دانای آشکار و نهان و احوال این جهان و آن جهان. و این از صفات ذات است. هرکه در دل بسیار بگوید"یَاعَلِیْمُ" معرفت حق تَعَالٰی یابد.

نصیب عارف آنست که بتحصیل علوم ظاهره و باطنه قیام نماید و از مخالفت او حذر کند که می داند(و)می بیند.

"اَلْقَابِضُ". نیک گیرندهٔ روزی بندگان و احوال کل ایشان. این نامی ست که ملک الموت ارواح را ببرکت این نام قبض می کند. هر که این نام را بر چهل لقمهٔ نان بنو یسد وچهل روز بخورد از عذاب گرسنگی ایمن شود.

"اَلْبَاسِطُ". فراخ کنندهٔ روزی بندگان و دل عارفان. این نامی ست که میکائیل (علیه السّلام) باران هارا ببرکت این نامی می فرستد. هرکه در سحرگاه دست برآرد(و) ده بار بگویدوبر روی بمالد هرگز بسؤال محتاج نشود.

نصیب عارف آنست که صبر کند در تنگی و شکر گوید در فراخ و در قبض جلال او بیند و در بسط جمال او مشاهده کند. حضرت ما رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ در قبض باستغفار امرمی کردند و در بسط بشکر می فرمودند. ومی گفتند که رعایت کردن این دو حال از وقف زمانی ست. ومی فرمودند که درویش باید که بواقعات چندان التفات ننماید که آن دلیل قبول طاعت بیش

نیست وباید که در آن کوشد که صاحب قبض و بسط شود تا سر "وَفِیۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلاَ تُبۡصِرُوۡنَ". (۱۸) معلوم وی شود. وبخاطر این فقیر می آید، درین آیت فیض هدایت که "وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا." (۱۹) "وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعۡلَمُ"، اشارت برین دو حال باشد. پس انشراح صدور وانقباض او ازو باید دید. چنانکه عارف رومی گوید، بیت:

اگر پنهان شوی از من همه تاریکی و کفرم
وگر پیدا شوی بر من مسلمانم بجان تو (۲۰)

وبعض از کبراء گفته اند: "قبض و بسط در ولی همچو وحی است بر نبی". (۲۱)

"**اَلۡخَافِضُ**". پست گردانندۂ عاصیان و کافران. این نامی ست که حضرت ابراهیم وحضرت موسی عَلَیۡهِمَاالسَّلَام از دشمنان ببرکت این نام خلاصی یافتند. هر که به نیّت دفع دشمن هفتاد هزار باز گوید، کفایت شود.

"**اَلرَّافِعُ**". بلند گردانندۂ مطیعان و اهل ایمان. این نامی ست که همه ملوک ببرکت این نام بملک رسیدند وقیام آسمان های بی ستون ببرکت این نامی است. هر که صد بار بگوید "یَارَافِعُ" درنیم شب یا درنیم روز، برگزیده شود.

نصیب عارف آنست که بلند کند اولیای حق را بنصرت وپست کند اعدای او رابقهر وهیبت.

"**اَلۡمُعِزُّ**". عزیز کنندۂ بایمان و طاعت. هر که چهل ویکبار "یَامُعِزُّ" بگوید، دو شنبه و جمعه بعد از شام، میان خلق باهیبت شود.

"**اَلۡمُذِلُّ**". خوار کننده بکفر و معصیت. هر که از ظالمی بترسد هفتاد و پنج بار بگوید "یَامُذِلُّ" بعده سجده کند و نام دشمن را بگوید. وبگوید یا الٰهی مرا از دشمن امان ده، امان یابد.

نصیب عارف آنست که عزّت از حضرت او بجوید بآوردن طاعت و

خواری ازو بیند در ارتکاب معصیت و اهل طاعت را عزیز دارد(و)اهل معصیت را ذلیل کند.

"اَلسَّمِیْعُ". شنو ندهٔ آوازها نه بگوش و برآرندهٔ حاجت هر مدهوش. هر که هر روز پنجشنبه بعد از نماز چاشت پانصد بار بگوید "اَلسَّمِیْعُ" و سخن نگوید، هر دعای که کند مستجاب شود.

"اَلْبَصِیْرُ". بینا،نه بچشم.واین هر دو اسم از صفات ذات است. واین نامی ست که انبیاء صَلوٰةُ اللّٰهِ عَلَیهِمْ اَجْمَعِیْنْ ببرکت این معراج یافتند واولیاء بعظمت این مقرّب شدند. هر که باعتقاد درست میان سنّت و فریضهٔ جمعه صد بار بگوید، مخصوص بنظر عنایت الٰهی گردد،ومحرم اسرار شود.

نصیب عارف آنست که مراقب احوال و افعال و اقوال خود باشد و از مخالفت اجتناب نماید.

"اَلْحَکَمُ". حکم کننده براستی و درستی. هر که در نیم شب چندان بگوید که بیخود شود، محرم اسرار شود. نصیب عارف آنست که حکم او را قبول کند بدل و جان و دور باشد از رسم باطل اهل طغیان.

"اَلْعَدْلُ". نیک دهندهٔ داد. هر که در شب جمعه بر بیست لقمهٔ نان بنویسد و بخورد جمله خلائق مسخر او گردد

نصیب عارف آن است که رضا در قضا نهد و بنیادش در اظهار بند او گردد.

"اَلَّطِیْفُ". دانا بکارهای پنهان و رسانندهٔ نیکی به بندگان. هر کرا دشواری پیش آید، بعد از تحیّت وضو صد بار بگوید"یَالَطِیْفُ" مهم کفایت شود.

و نصیب عارف آن است که باطن را پاک دارد از رذایل ظاهر، و نیکی کند بر اصاغر و اکابر.

"اَلْخَبِیْرُ". آگاه بهمهٔ چیزها و خبر کننده بآن. هر که بنفس بد خود

گرفتار شده این نام را بسیار بگوید خلاص یابد.

نصیب عارف آن است که حذر کند از عصیان تا در نماند در خسران.

''اَلْحَلِیْمُ''. بردبار در گذار و فرصت دهندهٔ بدکردار.

نصیب عارف آن است که از غضب دور باشد و چشم فرو خورد و در انتقام کینه تعجیل نکند. هر که کشتی بکار دریا و نهری نشاند، این نام را بگوید.

''اَلْعَظِیْمُ''. بزرگ بی شریک که عقل در نیا بد کنهٔ او را. هر که بدل بسیار بگوید''یَاعَظِیْمُ'' برهمهٔ خلق عزیز گردد.

نصیب عارف آن است که خود را حقیر و ذلیل بیند و کبریائی حضرت را بی نهایت تصوّر کند.

''اَلْغَفُوْرُ''. نیک پوشندهٔ گناه بدکردارو آمر زندهٔ گنهگار. هر که بسیاز بگوید''یَاغَفُوْرُ'' سیاهی دل او برود.

نصیب عارف آن است که از گناه گار در گذرد و بعفوبی نهایت حواله دارد. بیت:

پیش جوش عفو بیحد تو، شاه
عذر از جمله کسان آمد گناه

''اَلشَّکُوْرُ''. جزادهندهٔ نیکو کارش از انتظار.

نصیب عارف آن است که شکر حق را و خلق را بجا آرد. ودقیقهٔ از او فرو نگذازد. وهر که را چشم تاریک شود، چهل ویک بار''یَاشَکُوْرُ'' بگوید و دست در آب زند وبر چشم بمالد شفا یابد.

''اَلْعَلِیُّ''. برتر از آنکه ذات اورا، چنانکه اوست، جز او کس بداند. هر که این نام پیوسته بخواند و یا بخود دارد و اگر فقیر بود، غنی شود و اگر غریب باشد، بامقصود بشهر خود برسد.

نصیب عارف آن است که نفس خود را در انقیاد فرمانهای (او) خوار

گرداند.

"اَلْکَبِیْرُ". بزرگ در ملک و ملکوت و جبروت. این نامی ست که همهٔ مخلوقات مقهور او باشند.

نصیب عارف آن است که کبریاء عظمت را مخصوص حضرت او داند، به نیستی و مسکنت، نصیب خود ستاند.

"اَلْحَفِیْظُ". نیک نگاهدارندهٔ بندگان در لیالی و ایام و اعمال ایشان از بهر جزا در روز قیامت. این نامی ست که حضرت نوح عَلَیْهِ السَّلَامُ ببرکت این نام خلاص یافت. هرکه را ترسی باشد از آب و آتش و دیو و غیر آن و از نظر بر عورت نامحرم، این نام بنویسد و بر بازوی بر بندد، ایمن شود.

نصیب عارف آن است که نگاهدارد خود را از هوای نفس و شهوات و غضب و صولت در مهمات.

"اَلْمُقِیْتُ". آفرینندهٔ قوتها. هرکه صبر نتواند کرد، در مصائب بآنچه گریان دارد، این نام هفت بار بر کوزهٔ خالی، بخواند و بآب پر کند و بخورد، کار کفایت شود.

نصیب عارف آن است که نفع رساند بنفوس خلایق به بذل طعام و بار و بارواح ایشان بارشاد اسلام.

"اَلْحَسِیْبُ". بسندهٔ بنده گان درین جهان و درآن جهان و نیک حساب کننده ایشان. هرکه را ترسی باشد از کسی، در هر صبح و شام، در یک هفته هفت بار بگوید"حَسْبِیَ اللّٰهُ الْحَسِیْبُ"(۲۲)، کار کفایت شود. باید که از پنجشنبه آغاز کند.

نصیب عارف آنست که در کفایت مهمّات خلق سعی جمیل نماید و حساب خود کند پیش از روز حساب و تدبیر آن بکند و بتوبه و ادای حقوق بارباب آن. کَمَا وَقَعَتَ اِلَیْهِ الْاَشَارَتِ النَّبَوِیَّه (صلّی اللّٰه علیه وسلّم): "حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا کِبْرًا" (۲۲) بعد از نماز دیگر هرروز بمحاسبه

اشتغال بنماید.

"اَلْجَلِیْلُ". بزرگوار که دلهای طالبان را بگدازد بمکاشفۀ جلال، باز می نوازد بمطالعه جمال. هر که را بزرگی درمیان خلق باید، این نام را بمشک و زعفران بنویسد و بخورد درمیان خلق بزرگ گردد.

نصیب عارف آن است که سعی نماید تامظهر هر دو صفت گردد.

حضرت مخدومی خواجۀ ما خواجه بهاء الحقّ والدّین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی می فرمودند که : "مرشد باید مسترشد را بهر دو صفت تربیت کند، تا جمال او را جلال و جلال او را جمال بیند". واز حضرت خلیفۀ خواجه ما خواجه علاء الدّین العطّار عَلَیْهِمَا الرَّحْمَةُ وَرِضْوَانُ الْمَلِکِ الْجَبَّارِ(۲۳) سماع دارم که می گفتند: "اگر جمالش نبودی، جلالش جهان را بسوختی و اگر جلالش نبودی، جمالش جهان را برافروختی."

"اَلْکَرِیْمُ". آنکه بدهدبی سؤال چندانکه نگنجد در وهم و خیال و بردارد از عاصی عذاب و نکال. هر که در بستر خواب "یَاکَرِیْمُ" بگوید تا بخواب رود فرشتگان دعا کنندش، وی را بگویند"اَکْرَمَکَ اللّٰهُ".

نصیب عارف آن است که عطا دهد بی منت و در گذرد باقدرت

"اَلرَّقِیْبُ". نگاه بان بر باطن بندگان و ظاهر شان.هر که این نام هفت بار بگوید برمال و اهل خود بدمد، سلامت بماند.

نصیب عارف آن است که نگاه دارد دل را از وساوس شیطان و نفس اماره را از عصیان.

"اَلْمُجِیْبُ" . جواب دهندۀ جویندگان و بخشندۀ خواهندگان. ببرکت این نام اسماعیل (عَلَیْهِ السَّلَامُ) از کارد تیز خلاص یافت.

نصیب عارف آن است که فرمان حضرت او را قبول کند، بدل و جان تا مشرّف شود بیافتن مراد هر دوجهان.

"اَلْوَاسِعُ". فراز رسانندۂ بهمۂ چیزها بعلم قدیم و دهندۂ نعمت بکرم عمیم. هرکرا به چیزی قناعت و کفایت نباشد. این نام را بسیار بگوید، قناعت و کفایت یابد.

نصیب عارف آن است که سعی کند در فراخی انعام بخواص و عوام.

"اَلْحَکِیْمُ". استوار کار و درست کردار. هرکرا کار مشکل پیش آید، بسیار گوید "یَاحَکِیْمُ" کفایت شود.

نصیب عارف آن است که هر چند بیند و داند همه راست بیند و بموجب حکم اعتقاد کند، اگر بکنه حکمت او نرسد "رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً" (۲۴) برخواند، نظم:

هر آن نقشی که در عالم نهادیم
تو زیبا بین که خوش زیبا نهادیم

"اَلْوَدُوْدُ". دوست دارندۂ نیکی بهمه خلق و دوست دلهای بحق. از برای دوستی میان زن و شوهر، هزار ویک بار بخواند و بر چیزی دمد و بخورند بایک دیگر دوست شوند.

نصیب عارف آن است که حضرت او را دوست دارد و نیکی بدوستان او رساند.

"اَلْمَجِیْدُ". سزاواربزرگی ها و دهندۂ همه نیکی ها. هرکه را بیم برص و خوره باشد، در ایام بیض روزه دارد و در وقت افطاربگوید "یَامَجِیْدُ" شفا یابد.

نصیب(عارف) آن است که بزرگی از سر بنهد و نیکی بخلق رساند.

"اَلْبَاعِثُ". زنده کنندۂ تن مرده گان بروح و دل مشتاقان بفتوح.

نصیب عارف آن است که (در) تدبیر معاد و استعداد آن سعی نماید و دلهای مرده را بارشاد بحق زنده گرداند. هر که در وقت خواب رفتن دست بر سینه نهد و صد بار بگوید "یَابَاعِثُ"، دل مرده او زنده شود.

”اَلشَّهِیْدُ“. گواه راست بر بندگان و دانای احوال ایشان. هر که را فرزند فرمان بردار نشود، درهر صبحگاه روی سوی آسمان کند و یک بار ”یَاشَهِیْدُ“ گوید، فرزند فرمان بردار شود.

نصیب عارف آن است که از معاصی احتراز کند و براستی مداومت نماید.

”اَلْحَقُّ“. راست و درست بهستی و سزاواربزرگی. این اسم از صفات ذات است. هر کرا چیز گم شود، برچهار سوی کاغذ این را بنویسد و درمیان نام او بنویسدو در نیم شب بردست نهد و بسوی آسمان نظر کند، یافت شود.

نصیب عارف آن است که حضرت اورا بعزت وبقا و غیر او را بعجز و فنا اعتقاد کند و متوّجه حق گردد. وجزاء او را مجاز داند تا بایمان حقیقی موصوف گردد.

”اَلْوَکِیْلُ“. کارگذار آنکه کار باو گذارند و نگاهدار آنکه خود را باوسپارند. در ترس ها هر که این نام را ورد خود سازد، ایمن شود.

نصیب عارف آن است که تسلیم او شود. وتفویض امور باو کند. وطمع از غیر او ندارد. وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

”اَلْقَوِیُّ“. خداوند توانا.

”اَلْمَتِیْنُ“. استوار بی همتا.

هر دو اسم از صفات ذاتست.

نصیب عارف آن است که خود را عاجز و ضعیف و فرومانده و نحیف بیند. وقوت و قدرت ازوجوید.

”اَلْوَلِیُّ“. دوست و یاری کنندۀ دوستان.

نصیب عارف آن است که حضرت او را ودوستان او را دوست دارد. و از یاری کردن دوستان او دقیقه فرونگذارد. دوست او را بردیده دارد و

دیده را بر دوست.

"اَلْحَمِیْدُ". صفت کرده شدهٔ همه نیکی ها، بزبان همهٔ اشیا.

نصیب عارف آنست که در اکتساب صفات حمیده و ازالت صفات ذمیمه سعی نماید.

"اَلْمُحْصِیُ". دانای همه شمارها و توانای همه کردارها.

نصیب عارف آن است که بشمار نعمت های ظاهره و باطنه و بشکر آن بقدر طاقت بکوشد.

ای شکر نعمتهای تو چند انکه نعمتهای تو (۲۵)

"اَلْمُبْدِیُٔ". آغاز نهندهٔ هستی همهٔ هست کردها.

"اَلْمُعِیْدُ". باز گردانندهٔ همهٔ نیست شده ها بعد از نیست شدن.

نصیب عارف آن است که تدبیر احوال معاد را برمعاش ترجیح نهد.

"اَلْمُحْیِیُ". زنده کنندهٔ تن بجان و دل بایمان.وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

"اَلْمُمِیْتُ". میرانندهٔ تنها بقضای مرگ و جانها باختیار کفر و عصیان.

نصیب عارف آن است که باستقامت فیوض الهیّه دل را زنده کند و بازالت خصال ذمیمه سعی جمیل نماید تا بتائید الهی و جذبات قیّومی که دل های مرده را زنده کند، مملکت سینه مسترشد را بنظر قهاری از ماسوی حضرت باری خالی سازد.

"اَلْحَیُّ". زندهٔ که او رابجان حاجت نی و از مرگ آفت نی.

نصیب عارف آن است که زنده شود بایمان حقیقی و علوم لدنّی.

"اَلْقَیُّوْمُ". پایندهٔ همیشه و دارندهٔ ملک بی اندیشه که همه محتاج باو باشند و او محتاج بهیچ چیز نباشد. "اَلْقَائِمُ بِذَاتِہٖ، اَلْمُقَوِّمُ لِغَیْرِہٖ".

نصیب عارف آن است که از غیر او اعراض کند و در جمیع اوقات توجه تام بوجه مخصوص بحضرت او کند و باستقامت قیام نماید.و دور

افتادگان را باستقامت رساند.

"اَلْوَاجِدُ". توانگر و دانا و خواهنده و یابنده آنچه خواهد، بسزاوار "مِنَ الْوَجْدِ وَالْوُجْدَانِ".

نصیب عارف آن است که خود را محتاج و مقهور او داند.

"اَلْمَاجِدُ". سزاوار خداوندی و بزرگواری.

نصیب عارف آن است که خود را ذلیل و حقیر شناسد.

"اَلْوَاحِدُ". یکی بذات خویش بعدد.

"اَلْاَحَدُ". یگانه در صفات خویش بحد.

نصیب عارف است علی حسب مراتبه، توحید تقلیدی و برهانی و شهودی.

"اَلصَّمَدُ". دهندۂ حاجت ها که او را بهیچ حاجت نیست.

نصیب عارف آن است که بداند جز حضرت او مقصد و ملجا نیست.

"اَلْقَادِرُ". توانا برهمه چیزها.

"اَلْمُقْتَدِرُ". نیک نیک توانا بر جمیع اشیا.

نصیب عارف آن است که بداند توانائی بتحقیق غیر حضرت او را نیست. خود را وغیر او را اسیر قدرت او بیند.

"اَلْمُقَدِّمُ". پیش گردانندۂ مطیعان.

"اَلْمُؤَخِّرُ". پس گرد انندۂ عاصیان.

نصیب عارف آن است که عزت و حرمت ازوبیند، بطاعت و مذلت و خواری ازوشناسد، بسبب معصیت.

"اَلْاَوَّلُ". آنکه همیشه بود، و بودِ او را بدایت نی.

"اَلْاٰخِرُ". آنکه همیشه باشد و بود او را نهایت نی.

نصیب عارف آن است که بقا و فنا همه اشیا باوبیند. "فَمِنْهُ الْوَجُوْدُ وَالْکُلِّ اِلَیْهِ یَعُوْدُ".

"اَلظَّاهِرُ". آشکارا بدلایل در آسمان و زمین.

"اَلْبَاطِنُ". پنهان بذات خود که کنهٔ او را در نتواند یافت، بعقل و گمان.

نصیب عارف آن است که در جمیع ذرّات عالم دلایل وجود او بیند و قیام همهٔ مخلوقات باو داند.

"اَلْوَالِیْ". جهاندار بحق.

"اَلْمُتَعَالُ". دور تر از پندار و گفتار خلق.

نصیب عارف آن است که محکوم و ذلیل فرمان او گردد تا عزیز دو جهان گردد.

"اَلْبِرُّ". نیکوکار.

نصیب عارف آن است که بر خلق احسان کند تاآنکه تواند.

"اَلتَّوَّابُ". قبول کنندهٔ توبهٔ گناهگار.

نصیب عارف آن است که عذر بدکردار را قبول کند و به بسیاری گنه از رحمت او نومید نشود.

"اَلْمُنْتَقِمُ". عقوبت کنندهٔ عاصیان و کافران و دشمنان.

نصیب عارف آن است که بجهاد اکبر و اصغر قیام نماید.

"اَلْعَفُوُّ". پاک کنندهٔ دل های توبه کنندگان از گناه.

نصیب عارف آن است که تا تواند عفو کند از بدکاران و ستم کاران و عنایت نظر کند بر جمیع خلق جهان.

"اَلرَّؤُفُ". نیک مهربان.

نصیب عارف آن است که بشفقت و عنایت نظر کند، برجمیع خلق جهان.

"مَالِکُ الْمُلْکِ" ملک دار و ملک بخش که ملک دنیا دشمنان را بداد و آخرت دوستان را.

نصیب عارف آن است که دنیا و عقبی را ازو جوید.

"**ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ**". آن خداوندی که بزرگی بزرگواری وی راست و درین اشارت باشد بصفات ثبوتی و سلبی. نَصِیْبُهٗ مَامَرَّ بِهٖ آنِفاً.

"**اَلْمُقْسِطُ**". داد دهندۀ بحق.

نصیب عارف آن است که راستی را شعار خود سازد.

"**اَلْجَامِعُ**". جمع کنندۀ خلق در روز جزا.

نصیب عارف آن است که استعداد کند بحسن عمل از بهر عقبی.

"**اَلْغِنِیُّ**". بی نیاز از همه چیزها و همه کس.

"**اَلْمُغْنِیُّ**". توانگر گردانندۀ بردرویش بی زحمت و تشویش.

نصیب عارف آن است که طمع از غیر او بردارد و همه را فقیر و محتاج داند.

"**اَلْمَانِعُ**". باز دارندۀ بلا و عطا ازهر کس که خواهد بحکمت و قدرت و قضا.

نصیب عارف آن است ازو جوید عطا، باو (پناه) گزیند در بلا.

"**اَلضَّارُ**". آنکه زیانهای دهد.

"**اَلنَّافِعُ**". آنکه سودهای رساند.

نصیب عارف آن است که نفع و ضرّر ازو داند، اسباب آن اعراض نماید. پس چون خلیل (عَلَیْهِ السَّلَامُ) بر آتش رود، نسوزد و چون کلیم (عَلَیْهِ السَّلَامُ) در آب در آید غرق نشود.

"**اَلنُّوْرُ**". جهان آرای دلگشای.

نصیب عارف آن است که نور و حضور دل در طاعت ازوجوید.

"**اَلْهَادِیُ**". راه نمای.

نصیب عارف آن است که بعلم و ارشاد جاهلان را راه نماید و بار او بگشاید.

"اَلْبَدِیْعُ". نو کنندۂ آرا یشهای آسمان و زمین و دل های مؤمنان بنور یقین.

نصیب عارف آن است که حسن ها و جمال ها ازو داند و خلق را بشناسد و بخالق متوّجه گردد تا در عذاب نماند.

"اَلْبَاقِیُ". آنکه هستی او را فنانیست.

نصیب عارف آن است که او را دوست دارد و دل را از غیر او بردارد. باو باقی و از غیر او فانی شود.

"اَلْوَارِثُ". آنکه همۂ خلق،مِلکها و مُلکها باو گذارند.

نصیب عارف آن است که چیزی را مُلک و مِلک خود نداند و همه را بدست خود عاریت شناسد.

"اَلرَّشِیْدُ". آنکه راست او نماید. آنکه تقریر راست و درست او کند.

"اَلصَّبُوْرُ". باز دارندۂ عذاب از بندگان گناه کار.

نصیب عارف آن است که درکار ها صبر کند و در تعذیر و تعذیب گناه گار تعجیل ننماید. الذی "لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیُ ءٌ وَّ هُوَا لسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" (۲۶) آنکه نیست مانند او هیچ چیز و اوست شنوندۂ همۂ آوازها نه بگوش و بینندۂ همۂ چیزها نه بچشم.ودرین کلام نفی اعتقاد اهل تشبیهه و تعطیل است. وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

وَلَهُ الْحَمْدُ فِیْ الْاَوَّلَ وِالْاٰخِرَ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

تَمَّتْ تَمَامُ شُدْ.

رسالۂ دوّم

حورائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بیحد و ثنای فوق العد مر واجب الوجودی را که قلوب انبیاء و اولیاء را مظاهر صفات جلالیه و جمالیه گردانید و صلوٰة و سلام بر قدوهٔ رسل و انبیاء و هادی اقوم سبل وضوء اصفیاء (حضرت) محمد مصطفی ﷺ و بر آل کرام و صحب عظام او که "نُجُوْمُ اهْتَدٰی" اند و رحمت ومغفرت برجمیع علماء و اولیاء امت او، عموماً و خصوصاً بر قطب الواصلین مقتدی العارفین وارث علوم المحققین شیخ این فقیر خواجه بهاء الحق والدین البخاری المعروف به نقشبندؒ. (۱) وخلفاء عظام و بر احباب و اصحاب اوباد، اِلٰی یَوْمِ النَّفَادِ.

وبعد میگوید بندهٔ راجی للعفو الرجی یعقوب بن عثمان الغزنوی ثم الچرخی بَصَّرَهُ اللّٰهُ تعالٰی بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ که درویشی صادق و دوستی موافق التماس کرد که بیان کرده شود معنی رباعی که منسوب بحضرت قطب الاقطاب قدوهٔ اولی الالباب مرشد الخلایق الی الحقایق مظهر الصّفات الربّانیّه کاشف الاسرار الالوهیّه ابی سعید بن ابی الخیر قُدِّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی سِرُّهُ الْعَزِیْزُ، (۲) التماس او را قبول کرده شد و این چند سطر نوشته شد بر سبیل ایجاز. وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ وَ مِنْهُ الْاِسْتَعَانَةُ. رباعی:

حورا بنظارهٔ نگارم صف زد
رضوان زتعجّب کف خود بر کف زد
آن خال سیه بران رخان مطرف زد
ابدال ز بیم چنگ در مصحف زد (۳)

بدانکه درین رباعی اشارت بصفت جمال و جلال حق تَعَالٰی کرده شده است و اشارت بمعنی "فاتحه" (۴)است. و در وی سرّی ست که هر که بر

سر بیماری بخواند بشرایط صحت یابد. اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تعالٰی.

بدانکه صفات اللّٰه اگرچه بسیار است. مرجع آن همه جمال و جلال است که ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اشارت بآن است و سورهٔ فاتحه مشتمل بدین دو صفت است:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. (۵) همهٔ سپاس و ستایش مر پروردگار عالم و جهانیان راست که دشمن همچون دوست پروردهٔ کرم اوست. اَلرَّحْمٰنِ: (۶)بزرگ بخشایش درین جهان بر مؤمنان و کافران. اَلرَّحِیْمِ. (۷)همیشه بخشا ینده درآن جهان بدوستان به بهشت جاودان. مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ. (۸): بادشاه روز جزا، دوستان را دهد رزق و جنان و دشمنان را گذارد بحرمان و نیران.

"**حورا بنظارهٔ نگارم صف زد**" یعنی حوران باچنان جمالی که ایشان راحق تَعَالٰی داده است و صفت ایشان کرده است که "فِیْهِنَّ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ" (۹) یعنی خوش خویان نیکو رویان. و در نقل از (حضرت) مصطفی ﷺ چنین است که اگر مقدار قلابه، یعنی زیادتی ناخن که بریده شود،ازان یکی از حوران را در شب تاریک درین جهان بیارند،همهٔ عالم روشن شود، باوجود این چنین حسن و جمال وقتی که مشاهدهٔ ذرّه از تجلیات حضرت عزّت جل جلاله بکنند، متحیّر و حیران بمانند وبیهوش و مدهوش گردند، باوجود آنکه ایشان مظاهر انوارند:

ای تابش نور از تو وای نازش حور از تو (۱۰)

ورضوان که مالک جنّت است و دایماًبمطالعه حوران و ریاحین و بساتین جنّان مشرف است، در وقت ظهور آن نور متعجب و متحیر بماند. و در حدیث (حضرت) مصطفی ﷺ آمده است که:"حِجَابُهُ النُّوْرُ وَلَوْ کَشَفَ حِجَابَهُ لَا حْتَرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰی اِلَیْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ. (۱۱) یعنی حجاب حضرت اللّٰه تَعَالٰی نور است که سُبْحَانَ مَنِ احْتَجَبَ بِالنُّوْرِ عَنِ الظُّهُوْرِ.

وَالظُّهُوْرِ عَنِ الظُّهُوْرِ. بیت:

غرق آبیم و آب می طلبیم

در وصالیم و بی خبر ز وصال (۱۲)

اگر آن حجاب نورانی را کشف کرده شود بهر چیزی ظهور و نور جمال برسد، بسوزد. پس چون حوران و رضوان مشاهده ذرّه از آن نور بکنند حال ایشان این باشد، فاما اگر بکمال راه یابند مجموع بسوزند، چنانکه اشارت مصطفویه (صلّی اللّٰه علیه وسلّم) رفته است. فاما جماعتی از خواص انبیاء که بآن جمال باکمال بعنایت ازلیه مشرف شده اند، بیخود بوده اند و از ایشان جز اسمی بر ایشان نبود، ایشان فانی فی اللّٰه وباقی باللّٰه بودند. و این معنی جز جنس انس را دست ندهد که مشرف به "وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ. (۱۳) گشته اند. "وَلَا تَحْمَلُ عَطَا یَاالْمَلِکِ اِلَّا مَطَایَا الْمَلِکِ". (۱۴) چنانکه عارف رومیؒ (۱۵) گوید، بیت:

چون روح در نظاره فنا گشت این بگفت

"نظارهٔ جمال خدا جز خدا نکرد." (۱۶)

ع نامی ست زمن برمن و باقی همه اوست (۱۷)

واین مصرع، یعنی: "حورا بنظارهٔ نگارم صف زد" اشارت بمعنی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ" (۱۸) باشد. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

"آن خال سیه بران رخان مطرف زد". یعنی: صفت جلال که به نسبت جمال همچون خالست بر رخ خوبان ظهور کرد، باوجود قلت این و کثرت آن، چنانکه در حدیث قدسی وارد است که "سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ". (۱۹) واین اشارت بمعنی "مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" (۲۰) است که در ضمن وی فهم می شود و لطف بردوستان و قهر بر دشمنان و این صفت جلال اندک است، به نسبت صفات جمال که در ضمن آن چهار اسم فهم می شود: "اَللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمُ" است.

ابدال که رجال اللّٰه اند، که بشریّت ایشان بملکیّت و ناسوتیّت بدل گشته از بیم آن صفت جلال باوجود قلّت آن، بعالم تقلید گریختند و استقامت ظاهره شعار خود ساختند، بعد از مکاشفات و مشاهدات و تشریف "اَلآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلا هُمْ یَحْزَنُوْنَ"، (۲۱) واز صفت نفس اَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ که مظهر قهر الوهیت است، برهیدند و تمسّک "بحبل متین" که آن قرآن مجید است کردند و قرآن را مقتدای مطلق و راه نمای بحق دانستند. حکیم (سنائی) غزنوی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۲۲) می فرماید، بیت:

اوّل و آخر قرآن زچه "بی" آمد و "سین"
یعنی اندر ره دین رهبر تو قرآن بس(۲۳)

متابعت کتاب و سنت را ملازم بودند و بیان فرمودند. ونیز حکیم سنائیؒ گوید، بیت:

گرد قرآن گرد زیرا هر که در قرآن گریخت
آن جهان رست از عقوبت این جهان رست از فتن
گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمه کن
تاشود نور الهی باد و چشمت مقترن
مژه در چشم سنائی چون سنانی بادتیز
گرزمانی زندگی خواهد سنائی بی سنن (۲۴)

"ابدال زبیم چنگ در مصحف زد". اشارت بمعنی "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" (۲۵) تا آخر سورهٔ فاتحه باشد". وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ. یعنی: مابندگی تومی کنیم و از تو یاری میخواهیم و پس از مکاشفات و مشاهدات و مظاهر بودن صفات دم نمی زنیم و اقتدا بسید رسل می کنیم که عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ گفت: کمال عبودیت را شعار خود ساختن هر چند الطاف حضرت بیحد بود، مقتضای ادب است، کَمَا قِیْلَ: "کُنْ عَبْدَ رَبٍّ وَلا تَکُنْ رَبَّ عَبْدٍ" (۲۶)

چون تمسک بعروهٔ وثقی کتاب و سنّت کرده شود،از اعداء ظاهره و

باطنه ترس و همی نباشد. "وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ" (۲۷) رباعیة:

زآنجا که جمال و جاه جانانهٔ ماست
عالم همه در پناه جانانهٔ ماست
ماراچه از آنکه عالمی خصم شوند
پیش و پس ما سپاه جانانهٔ ما ست (۲۸)

"لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ" (۲۹)، اشارت باین است. "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ": (۳۰) بنمای ما را راه راست، یعنی بدار ما را و پائداری ده در راهی که نمودی، چون بعنایت بی علّت مار ا برگزیدی و عزیز گردانیدی خوار مگردان.

قَالَ شَمْسُ الْعَارِفِیْنَ الْغَزْنَوِیُ ثُمَّ السَّجَاوَنْدِیُ. (۳۱) صَاحِبِ وَقُوْفِ قُرْآنِ عَیْنَ الْمُعَانِیُ قُدِّسَ سِرُّهٗ فِیْ مَعْنِیْ "اِهْدِنَا" اَیْ اِهْدِ قُلُوْبَنَا اِلَیْکَ وَاَقِمْ هَمَمَنَا بَیْنَ یَدَیْکَ وَکُنْ دَلِیْلَنَا مِنْکَ عَلَیْکَ".

"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ": (۳۲) راه آنانکه نیکوئی کردهٔ بر ایشان بدادن قرآن و ایمان و عرفان و متابعت سرور رسولان ومحبت یاران و باقی صالحان ونعمت این جهان و آن جهان. "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ": (۳۳) نه خشم گرفته شده بر ایشان بعد از یافتن راه راست، همچون جهودان. "وَلَاالضَّالِّیْنَ": (۳۴) گمراهان و بی راهان، همچون ترسایان، بعد از وجدان رضوان و وصول بعالم ایقان و مشاهدات صفات رَحِیْمِ وَ رَحْمٰن. "آمِیْنُ": همچنین باد، یعنی آنچه خواستیم بده و بر آن ثابت قدم دار، تا برسیم بچنان تربیّت و رحمت در قیامت و توفیق عبادت و استقامت و وجدان هدایت و استقامت برآن و حذر کردن از غضب و ضلالت و خدلان، جز از حضرت صمدیّت تو میسّر نشود، زیرا که همه از تو است،ما را مطلوب مابده بواطن ما، واز برکت ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا لِلّٰهُ" هوا جس نفسانیّه و وساوس شیطانیّه را دور گردان که مطلوب همهٔ عارفان اینست. حکیم سنائی غزنویؒ فرماید، بیت:

بــــر در میــــدان اِلَّا الـــلّـــــه تیــغ لَا اِلٰـــــهَ
هــر قـــریـــنی کــان غیــر اللّــه قــربــان داشتــن
چــون جمال زخم چوگان دیده شد در دست دوست
خــویشتــن را پــای کــوبــان، گوی میدان داشتن
چون زدست دوست خوردی یک مزاق از جام جان
لـقمهٔ بل را و حلوا هر دو یکسان داشتن (۳۵)

تَمَّتِ الرِّسالَةُ الْجَمالِیَةُ بِعَوْنِ اللّٰهِ تَعالٰی ذِی الْفَضْلِ وَالْعَظَمَةِ.

رسالۂ سوّم
طریقۂ ختم احزاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بخط مولوی یعقوب چرخی — که (۱) شیخی بود چون معروف کرخی
بدیدیم نسخهٔ از "ختم احزاب" — زخطش نقل (۲) کردم بهر احباب
ولی آن واقف اسرار باری — زخطِ حافظ الدین بخاری
گرفتم (۳) نقل کردم این روایت — سند (۴) دارم از ان پیرهدایت
که (۵) پیغمبرؐ به گاه ختم قرآن — باین ترتیب خواندی ای سخندان
بروز (۶) جمعه خواندی از "الف لام" — رساندی ختم خود را تابه (۷) "انعام"
بشنبه ز اوّل "انعام" خواندی — ولی تا آخر "توبه" رساندی
زیکشنبه ز "یونس" باحلاوت — رساندی تا سر "طٰه" تلاوت
بدوشنبه ز (۸) "طٰه" کردی آغاز — "قصص" را نیز خواندی آن (۹) سرافراز
سه شنبه "عنکبوت" او کرد بنیاد — رساندی ختم خود تا آخر "صاد"
بروز (۱۰) چهار شنبه از "زمر" خواند — طریق ختم را این نوع میراند
بروز (۱۱) پنجشنبه شاه دوران — بخواند از (۱۲) "واقعه" تا آخر "صاد"
بدین ترتیب دانی "ختم احزاب" — که روشن شد ز پیغمبرؐ به اصحابؓ
بهر (۱۳) نیّت که خوانی ای برادر — باین ترتیب قرآن را سراسر
بر آید حاجتت دل شاد گردد (۱۴) — زقید درد و غم آزاد گردد (۱۵)
بِحَمْدَاللّٰه (۱۶) جمیل از بهرحاجات — موقف شد باین ترتیب آیات
بهرنیت که باین ختم بشتافت — مراد خویشتن را بی شکی یافت

رسالۂ چهارم

ابدالیه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ زَيَّنَ السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلَهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنَ، وَزَيَّنَ الْاَرْضَ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ وَالْعُلَمَآءِ وَجَعَلَهُمْ حُجَجًا وَّبَرَاهِيْنَ، يَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلُمَاتِ وَالشُّكُوْكَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى اُسْتَاذِنَا وَمَشَائِخِنَا وَاَسْلَافِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاَصْحَابِنَا وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ . اَمَّا بَعْد، مى گويد بندهٔ ضعيف راجى للعفو الرّحمن يعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد بن محمود الغزنوى ثم الچرخى ثم السررزى غَفَرَاللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ وَلَهُمْ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ، كه بعد از رسل و انبياء اوليا ء اللّٰه اند كه مرشدان خلايق اند. بعضى را بحكمت الوهيت و بعضى را بوعظ و نصيحت و بعضى را باقامت حجج قاطعه براه حق مى خوانند. اِمْتِثَالاً لِاَمْرِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ و سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ﷺ .قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ". (۱) ايشان اند كه رحم مى كنند برجنّ و انس و جميع سكّان روى زمين از مسلمين و كافرين، نظم:

برهمه كفار مارا رحمتست	گرچه جان جمله كافر زحمست
زان بياورد اولياء رابر زمين	تاكند شان رحمة للعالمين
رحمتِ جزوى بود مرعام را	رحمتِ كلّى بود همام را(۲)

واين اوليا ء اللّٰه بوده اندو هستند و خواهند بود لاطلاق النصوص، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا. (۳) (الاية)، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ.(۴) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "اَلَآاِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ". (۵)

این فقیر خواست که درین رساله صفت اولیا ء اللّٰه را بیان کند، بقدر حال. به امید آنکه حق سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی وی را از ایشان گرداند. چونکه محبت ایشان داده است، بیت:

گرنیم مردان ره را هیچ کس وصفِ ایشان کرده ام اینم نه بس
گرنیم زا ایشان از ایشان گفته ام خوش دلم کین قصه از جان گفته ام (٦)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ : "مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ". (۷) وَقَالَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ". (۸) "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَوْلِيَا ئِکَ تَوُفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بَالصَّالِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ."

فصل

بدانکه شیخ عالم عارف مجاهد قدوهٔ اهل الطریقه کاشف اسرار الحقیقه ابوالحسن بن عثمان الغزنوی (۹) که برادر طریقت شیخ ابو سعید ابی الخیر قُدِّسَ سِرُّهٗ (۱۰) بوده است و بکرامات ومقامات مشهور است، رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمَا، در کتاب کَشْفُ الْمَحْجُوْب لِاَرْبَابِ الْقُلُوْبِ آورده است که ؛ خداوند تَعَالٰی رَا جَلَّ جَلَالُهٗ اولیاء اند که والیان ملک اند که همت شان جزوی نی، وانس ایشان جزبوی نی. پیش ازمابوده اند و اکنون هستند و خواهند بودتا قیام قیامت. ومعتزلیان وحشویان گویند که بوده اند، فامّا حالا نیستند. و این سخن خطا است. زیرا که برهان نبوی (صلّی اللّٰه علیه وسلّم) باایشان است، از بهر آنکه کرامت ولی معجزهٔ نبی است. چنانکه برهان نقلی و عقلی موجود است. ونیز برهان عینی موجود است.

فصل

این فقیر گوید که معنی این سخن آن است که علماء در اعصار و امصار دلایل عقلی و نقلی دارند که الزام خصوم بآن می کنند. امّا دلیل عینی که بمعاینه و مشاهده از شخص معیّن و جود گیرد که مقوّی شریعت باشد، مظهر آن اولیاء اللّٰه اند که کرامات عجیبه و خوارق عادات از ایشان ظهور می کنند. وایشان مظاهر صفات حق شده اند. چنانکه عارف رومیؒ(۱۱) می فرماید، مثنوی:

گفت بهلول آن یکی درویش را — چونی ای درویش واقف کن مرا
گفت چون باشد کسی که جاودان — برمرادِ او رود کارجهان
سیل و جوها برمراد اورود — اختران زان سانکه خواهد آن شود
زندگی و مرگ سرهنگان او — برمرادِاو روانه کوبکو
هرکجا خواهد فرستد تهنیت — هر کجا خواهد فرستد تعزیت
سالکان راه هم برگام او — ماندگان از راه هم بردام او
گفت ای شه راست گفتی همچنین — درفرو سیمای توپیداست این (۱۲)

وچنانکه منقول است ازهمین شیخ بزرگ که در وقت سلطان محمودغازی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْه (۱۳) که سبب فتح هند ایشان بوده اند،از هند حکیمی آمد بطریق رسالت ازسلاطینِ هند بغزنی و گفت که دین اهلِ هند برحق است. کسی می باید که بااو مباحثه کرده شود وحرفی میان من و او برود.وحقیقت دین مابا دین اسلام ظاهر شود، یعنی بی دلیل عقلی و نقلی حق راقبول کینم. سلطان محمود و جمیع ارکان دولت او و از علماء و امرا و اشراف حاضر شدند وهیچ کس را مجال این نوع مباحثه نبود. (حضرت) شیخ ابوالحسن غزنویؒ بالهام ربّانی درآن مجلس حاضر شدند. وبآن حکیم

هندی در آن مجلس مدتی خاموش نشستند. بعده آن حکیم از شیخ پرسید که سیر من تاکجا بود؟شیخ فرمود: "تابسر اندیپ بود". گفت: "نشانی می باید". شیخ فرمودند: "در آن موضع جماعتی پلپل سبزمی چیدند و در نزدیک ایشان پیلان بودند". حکیم گفت: "راست می گوئید". شیخ فرمودند که مرا وترا راستی معلوم شد، می باید که سلطان و اکابر و اعیان را نیز روشن شود. حکیم متحیّر و عاجز شد. شیخ از خرقه دست بیرون آوردند و پارهٔ پلپل سبز بدست گرفته بود و گفت: "بخورید! که من از آن مردم خواسته ام". حکیم متحیّر شد، وگفت مرا مجال این نوع تصرّف نیست. باز شیخ فرمودند که تو در عالم سفلی سیر کردی و من نیز باتوموافقت کردم، بیاتا بعالم علوی سیر کنیم. حکیم گفت: "مرا مجال این نیست و آن باسلام میسّر می شود". حکیم مسلمان شد و بهند رفت. و از آن فتوح بسیار روی نمود مرا سلام را. و امثال این بسیار ظهور کرده است از مشائخ کبار، علی الخصوص از حضرت شیخ قطب الواصلین خواجه بهاء الحق والدین البخاری المعروف بنقشبند (۱۴) و از خلیفه ایشان خواجه علاءُ لِلدین عطّار (۱۵) رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا که آن مشاهده ما واهل زمان ایشان شده است. درقصهٔ اجتماع علماء بخارا در تفحص احوال خواجه ما. و التفات حضرت خواجه بمولانا حمیدالدین شاشیؒ (۱۶) که اعلم علما بوده است ودست نهادن خواجهٔ ما برزانوی ایشان و مشاهده کردن مولانا مر افلاک را وتسلیم آمدن علماء بی قیل و قال. وقصهٔ بحث معتزلی در خوارزم بسنّی و سنّی شدن معتزلی در مجلس (حضرت) خواجه علاء الحق و الدینؒ بی قیل و قال.

فصل

بدانکه شیخ ابوالحسن الغزنوی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ می فرماید که اولیاء اللّٰه که والیان عالم اند، از آسمان باران ببرکات اقدام ایشان می بارد، و از زمین نباتات بصفای احوال ایشان می روید و چهار هزار اند که مکتومان اند، مر یکدیگر رانمی شناسند و خود را نیز نمی شناسند. و اخبار برین وارد است و سخن اولیاء برین ناطق است واین امر عیان است. فامّا آنچه اهل حل و عقداند، و تدبیر عالم مفوّض بایشان است، سیصد کس اند که ایشان را اخیار گویند. وچهل دیگر را ابدال گویند.وهفت دیگر را ابرار گویند.وپنج دیگر را اوتادگویند.وسه دیگر را نقباء گویند، خاصان خدا اند.ویکی دیگر را قطب گویند،وغوث نیز گویند.واین مجموع مر یکدیگر را بشناسند و در امور باذن یکدیگر محتاج باشند.وبرین اخبار ناطق است. و اولیاء باین مجتمع اند.

فصل

عبداللّٰه بن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ (۱۷) روایت می کند، از رسول ﷺ که : اِنَّ لِلّٰهِ ثَلٰثمِائَةِ نَفْسٍ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ آدَمَ صَلَوَاتِ الرَّحْمٰنِ عَلَیْهِ وَلَهُ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ لَهُ سَبْعَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ لَهُ خَمْسَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرِئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهُ ثَلَاثَةٌ قُلُوْبُهُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَهُ وَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ. (۱۸)

یعنی سیصد بنده برگزیده است مر حضرت خدای تعالٰی را که دلهای ایشان همچون دل آدم است عَلَیْهِ السَّلَامُ وچهل دیگر همچون دل موسی

است عَلَیهِ السَّلامُ و هفت دیگر همچون دل ابراهیم است عَلَیهِ السَّلامُ و پنج دیگر همچون دل جبرئیل است عَلَیهِ السَّلامُ و سه دیگر همچون دل میکائیل است عَلَیهِ السَّلامُ و یکی دیگر همچون دل اسرافیل است عَلَیهِ السَّلامُ. چون آن یگانه بمیرد بدل او ازسه گانه گرفته شود. و اگر از سه یکی بمیر بدل او از پنج گرفته شود. واگر از پنج یکی بمیرد بدل اوهفت گرفته شود. واگر از هفت یکی بمیرد بدل اواز چهل گرفته شود. و اگر از چهل یکی بمیرد بدل او از سیصد گرفته شود و اگر از سیصد یکی بمیرد بدل او از عامه خلق گرفته شود. و ببرکت ایشان حق تَعالیٰ بلارا از این امت دورمی کند.

یقین است مرا بوجود ایشان یقیناً عیناً. و از ایشان کرامات مشاهده افتاده است. چون طی ارض و گذشتن بر دریا بی پل و کشتی وپنهان بودن از چشم مردم و همه رفتار ایشان همچون دل صفای صوفیان است.وایشان بیک کس ازین امت صحبت می دارند و دروقت رسول اللّٰه ﷺ می آمدند و صحبت می داشتند. ونماز جمعه بجماعت می گذاردند،وعلم شریعت می آموختند. وغیر رسول اللّٰه ﷺ و حذیفه بن یمان رَضِیَ اللّٰهُ تَعالیٰ عَنهُ (۱۹) کسی دیگر نمی شناخت ایشان را. وحذیفه رض صاحبِ سرّ رسول بود ﷺ ورسول ﷺ احوال منافقان رابوی گفتی و بس. وطبقات ایشان هفت است و مرتبه هفتم از آن قطب است و آن را قطب الابدال گویند و ایشان راعزلیتان گویند وَاللّٰهُ تَعالیٰ اَعْلَمُ.

فصل

شیخ المشائخ علاءُ الدوله (سمنانی)قدس سرّہ (۲۰) یکی از کبراء طریقت گفته اند که مشاهده کردم در غیب جماعتی پاکان را. سلام کردم بر ایشان (وایشان) مرا جواب نیکو گفتند. از ایشان پر سیدم که شمارا چه نسبت است. گفتند: "ما صوفیا نیم و طبقات ماهفت است. الطالبین،المریدین،السالکین،السائرین،الطاهرین،الواصلین، و مرتبه هفتم از آن قطب است. و وی یکی است در هر وقتی. و دل وی همچون دل (حضرت) محمد رسول اللّٰه ﷺ است. و وی قطب الارشاد است وقطب الابدال، دل وی همچون دل اسرافیل است عَلَیْهِ السَّلَامُ. واین صوفیان را عشرتیان گویند.وایشان را عروسان باشند و فرزندان باشند.واموال و املاک و دشمنان و دوستان باشند. و ایشان خلفای انبیاء اند، در خواندن خلق بحق.وایشان را کسی نمی شناسد.حق شناخت ایشان را مگر کسی که موید بنور اللّٰه باشد و از مریدین بود و هر که قطب الارشاد را شناسد و یا خلفای وی را بداند آنکس از طبقه مریدین باشد."

فصل

این فقیر می گوید که آنچه گفتند که در هر وقت قطب یکی باشد، چنین است که مولانا جلال الدین رومیؒ می گوید، نظم:

از برای صوفیان پاک بزم آراسته — و انگهان آن صوفیان را الصلاآموخته
ازمیان صوفیان آن صوفی محبوب را — سرّ محبوبی مطلق در خلاآموخته
پس امام حیّ قایم آن ولی است — خواه از نسل عمرؓ خواه از علیؓ است
مهدی و هادی وی ست ای نیک خوی — هم نهان و هم نشسته روبروی
خاک شد جان و نشانیهای او — هست برخاکش نشان پای او
خاکپایش شو برای این نشان — تاشوی تاج سر گردن کشان
جمله عالم زین سبب گمراه شد — کم کسی زا ابدالِ حق آگاه شد
ای بساکس را که صورت راه زد — قصد صورت کرد و بر اللّٰه زد
تاکه نفریبد شما را شکل او — نقل او شاید به پیش از نقل او (۲۱)

طایفه اوّل راعزلیتان گویند و طایفه دوّم را عشرتیان گویند و قطب الارشاد از عشرتیان است و او افضل است از قطب الابدال. در تفسیر عین المعانی شمس العارفین الغزنوی السجاوندی صاحب وقوف قرآن رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (۲۲) آورده است که عزلتیان از یک وجه افضل اند از عشرتیان و عشرتیان از وجه دیگر. یعنی بینها عموم و خصوص من وجه است. وعزلتیان بمنزله ندمای ملوک اند وعشرتیان بمنزله وزراء اند. ظاهر بخلق و باطن بحق اند. و اگر از عزلیتان کسی گناهی کند، عذر او را قطب عشرتی خواهد تواند خواست تا عفو شود. وارشاد مرشدان بایشان مفوض است و دلیل طالبان ایشان اند. هر کجا که طالب صادق باشد ارشاد وی حواله بایشان است. قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "لَاَنْ يَّهْدِیَ اللّٰهُ بِيَدِکَ وَاحِدًاخَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ

الشَّمسِ". وآنکه گفته اند؛ هر کس ایشان رانمی شناسد الیٰ آخرة چنین است. قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : "خبرَ عَنِ اللّٰهِ تعَالیٰ اَوْلِیَآئِیْ تَحتَ قُبَابِیْ لَایَعْرِفُهُمْ غَیرِیْ اَیْ لَا یَعْرِفُهُمْ اَحَدَ اِلَّا بِتَائِیدِ اِلٰهِیْ. (۲۳) وآنکه گفت که از مریدان باشد، یعنی ازطالبان حق باشد و این دولت هر کس را ند هند. نظم:

جوینده از آن نه که جویاء تو نیست
ورجویانی دان که ترا جویان است(۲۴)
منشور غمش بهر دل و جان ندهند
ملک طلبش بهر سلیمان ندهند (۲۵)

به بعضی از انبیاء وحی آمد که ما دنیا و عقبیٰ را بکسی بدهیم، آن منت نه نهیم که کسی را کلید در سپارم دوست خود نمایم. این فقیر می گوید که اَلحَمْدُ لِلّٰهِ که مارا توفیق داد حق تَعَالیٰ تا قطب الارشاد را دانستیم و نظر مبارک ایشان دریا فتیم. وآن حضرت مخدومی خواجه بهاء الدین والدین البخاری المعروف بنقشبند رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ بودند ومی گفتند که بیست سال است که بی علّت خدمت این خلعت را حق سُبْحَانَهٗ بمن ارزانی داشته است. چهارصد کس بودند از طالبان،این عنایت بفضل باری تَعَالیٰ بمن رسید. و بعد از ایشان خلیفه ایشان قطب الوقت بود، یعنی خواجه علاءُ الدین عطّار رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ.ودلیل برین مدعا آنست که قطب را علامات است و علامات اقطاب در ایشان موجود بود و عزلتیان پیش ایشان می آمدند و در پیش اصحاب ما رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ ظاهر بود و از ایشان استر شادمی نمودند.چون عزلتی راخطای افتد،قطب عزلتی آنرا عذر نتواند خواست.قطب عشرتی می خواهد تاعفو شود.

واین فقیر را تردّد بود که خواجه علاءُ الدین عطّار رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ قطب هستندیانی؟ ومرتبه خواجۀ مابایشان رسیده است یانی؟ روزی نماز بامداد اداکرده شد. قرائت در نماز "تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ". (۲۶)

اتفاق افتاد. چون از مسجد بجماعت خانه رفتیم. حضرت خواجه علاءُ الدینؒ ازین فقیر پرسیدند که این نوع تفضیل که درمیان انبیاء است، درمیان اولیاء نیز باشدیانی؟ گفتم: "آری." و فرمودند: "که اگر کسی سگ این درگاه باشد، مبارک بود. آنچه که تو گمان می بری هست."

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ". (۲۷)

فصل

یکی از کبراء گفته اند که در آسمان دو قطب اند. قطب جنوبی وقطب شمالی. درزمین نیز دو قطب اند، قطب الابدال و قطب الارشاد. واولیاء عزلتیان همیشه بوده اندو هستند و خواهند بود، پیش از ظهور (حضرت) مصطفیٰ ﷺ و قبر ایشان بزمین برابر است و ناپیداست و در وقت ظهور (حضرت) محمد مصطفیٰ ﷺ قطب الابدال اعتصام قرنیؒ بوده است که عم اویس قرنیؒ (۲۸) باشد. ومظهر رحمان بوده. از بهرآن فرموده (حضرت) مصطفیٰ ﷺ : اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قَبْلِ الْیَمَنِ". (۲۹) وآن ابدالان مثل ما، در اکل و شرب اشتغال می نمایند وبخلاگاه می روند و بیمارمی شوند ودارو می کنند. ونگاهد اشت بعد ازبیمارشدن سنت های (حضرت) مصطفیٰ ﷺ می نمایند. و در منزل بیشتر نمی باشند مگر بیمار شوند و در حمام می درآیند ومزد حمام می دهند. امّا قطب ایشان ثابت است در مقام خود و عمر وی درازاست. وخواجه خضر وخواجه الیاس علیهما السّلام مصاحب این قطب باشند. در اوقات متفرقه صحبت بسیار دارند وی را و در نماز بوی اقتدا می کنند.

فصل

یکی از اکبر اء گفته اند که کمال جهل است آنکه کسی وجود خواجه خضرؑ و خواجه الیاسؑ را منکر باشد. ازبهر آنکه ایشان باولیاء عشرتی می باشند. وبسیاری از مشایخ و علماء ایشان را دریافته اند. این فقیر می گوید که در ابتدای حال درمنزل خود در چرخ بودم و مرا ذوق سفر افتاد از بهر تحصیل علوم. فامّا استعداد آن میسّر نبود. بتوجه خواجه خضرؑ را در خواب دیدم. مرا فرمودند که بتحصیل برو هرجا هرگاهی که ترا حاجت افتد،مارایاد کن. چنان کردم ومرا یقین شد بتجربه که آن خواب رحمانی بود.

و خواجه خضرؑ و خواجه الیاسؑ را یاران اند. هریکی را ده یار کلان سال. وعمر دراز یافته اندو همه خدمت خواجه خضرؑ می کنند، خاصه در بیماری وی. وخواجه الیاسؑ عم خواجه خضرؑ است. وخواجه خضرؑ دراز قامت وکبیر هامت است و باریک سر. واو بسه واسطه بنوح پیغامبر عَلَیْهِ السَّلَامُ می رسد. وهو ملکان بن بلیان بن سمعان بن سام بن نوح. (خضرؑ) کثیر المراقبه است. باوقار و تمکین است و صاحب علوم کثیره است. ومتابعت شریعت (حضرت) مصطفیٰ ﷺ می کند. و مردم را بمتابعت شریعت (حضرت) مصطفیٰ ﷺ می خواند. وهمه گنجهاپیش او ظاهر است. و او بندگان خدای تَعَالیٰ را بسیار نفقه می کند. ورسول ﷺ واصحابه رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُم در حرب تبوک، که اسم موضعی است،بعد از نماز دیگر دو بیت شنودند. وصحابهؓ کس راندیدند. (حضرت) مصطفیٰ ﷺ فرمودند که برادرم خضر است که بشمامدح می گوید وآن دو بیت اینست، شعر:

فَوَارِسُ هَیْجَآءِ ادام الْیَوْمَ الْیَوْم　　رَهَابِیْنَ ظُلُمَاً اِذَا اللَّیْلِ اللَّیْل

رِجَالُ مَحَارِیْبُ حَرْبِ مَکْسَبِهِم　　لَدَیٰ رَبُّهُمْ اَنْفَالَهُمْ الثِّقَلَ (۳۰)

یکی از کبراء می گوید که من این دو بیت را بر پشت کتابی نوشتم.
حضرت خواجه خضرؑ روزی نظر کردند و گفتند چون سخن باقی می ماند درمیان خلق؟ و تبسّم کردند و خواجه خضرؑ بچند فضیلت مشرف شده اند، بعبدیه وعندیه وعلوم لدنیه، لِقَوْلِهِ تَعَالٰی: "فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ آتَیْنَاہُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً" (۱۳). و در صحیح بخاری آورده است که رسول اللّٰه ﷺ فرمودند که مراد ازین عبد برادرم خضر است. و اُوبسیار بیمار می شود. و دارومی کند خود را. و پیش از رسول اللّٰه ﷺ،بعد از پانصد سال هر سال یکبار دندانهای مبارک ایشان نومی شدند،وبعد از خاتم انبیاء ﷺ در هر صد و بیست سال یکبار نومی شود. وخواجه خضر عَلَیْهِ السَّلَامُ عروس بسیار خواسته است. و اورا فرزندان بسیار است. فامّا حالا تاهل راترک کرده است. وفرزند ندارد. وعروسان و فرزندان خواجه خضرؑ رانمی شناسند.ودر بازارها در می آید، و چیز ی می خرد ومی فروشدو برسم دلّالان می باشد. درمناء و درعرفات می آید وآواز خوش را دوست می دارد و استماع کلام اللّٰه می کند و سماع می رود، ووجد بروی غالب است.
یکشبانه روز یا بیشتر دروجدمی باشد و بزیارت صالحان ونماز جمعه می رود. و جمع باولیاء می شود. و درهر سال دو بار،یکبار درعرفات در موسم حج و یکبار دیگر درماه رجب هر جا که فرموده، حاضر می شوند.و از مشایخ بخارا منقول است که در جمعه اوّل ماه رجب حضرت خواجه خضرؑ دربخارا می باشد. وازین جهت عید می کنند دربخارا و سمرقند در جمعه اوّل رجب ویکدیگر رامی دریا بند و مصافحه می کنند، باُمید آنکه حضرت خواجه خضرؑ را دریا بند. وپیش از آمدن وحی بحضرت مصطفیٰ ﷺ صحبت می داشته اند، فامّا رسول ﷺ ایشان رانمی شناخته اند. و در آن وقت احادیث بسیار ازرسول ﷺ روایت کرده است. و یکی از آنها اینست که خواجه خضر عَلَیْهِ السَّلَامُ گفته است که پیش رسول ﷺ بودم،درخانه از خانه های انصاریان، تابسیاری

از یاران غمناک بودند ومی ترسیدند از دشمنان. رسول اللّٰه ﷺ گفت: "مَا مِنْ مُؤْمِنْ یَقُوْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلَّا نَصَّرَ اللّٰهُ قَلْبُهُ وَنَوَّرَهُ". و خواجه خضرؑ فرمودند که من و خواجه الیاس در پیش (حضرت) شموئیل عَلَیْهِ السَّلَامُ بودیم که دشمنان بسیار غلبه کردند بر ایشان. (حضرت) شموئیل عَلَیْهِ السَّلَامُ گفت مر یاران خودرا، که بگوئید: "صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ و حمله آرید بر کافران". یک حمله آوردند و گفتند: "صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ". دشمنان ایشان هزیمت یافتند،و در دریا غرق شدند و خواجه خضرؑ این دعا را بسیار می گوید: یَاحَیُّ یَاقَیُّومُ یَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا(۳۲).

بدانکه خواجه خضر و خواجه الیاس علیهما الصلوٰة والسّلام وهمه اولیاء غیب و شهادت بر مذهب اهل سنت و جماعت اند و متابع کتاب و سنت اند. اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی ذَالِکَ. تَمَّتِ الرِّسَالَةُ الْاَبْدَالِیَةَ.

رسالهٔ پنجم
اُنسیه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد و ثنا مر مبدع ارض و سما را که جنس انس را مظهر انواع کمالات گردانید. و (رسل و) انبیا و اولیا را وسایط تکمیل ساخت. و (حضرت) محمد رسول اللّٰه، صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم درین باب (بمزید ارشاد) برهمهٔ ایشان تفضیل کرد. و امت او را نیز بنا برین بهترین امم گردانید. وبعضی از امت او را بولایت خاصه محفوظ داشت و دلیل برآن متابعت ظاهره وباطنه او را گردانید که "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌرَّحِیْمٌ" (۱) وهر کس که از سعادت متابعت اوروی تافت، بشقاوت ابدیه مستهلک شد که "قُلْ اَطِیْعُوْااللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ" (۲) پس هر که خواهد تابخلعت ولایت خاصه مشرف شود، وی را از متابعت او چاره نبا شد.

بنا برین معنی فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی ثم الچرخی لازال جَدَّهُ کَجَدِهِ مَحْمُوْداً، خواست که شمهٔ از سیرت مصطفویه (صلّی اللّٰه علیه وسلّم) و طریقه مستقیمه که بوی رسیده است از حضرت مخدومی شیخ الاسلام والمسلمین قطب المشایخ و الاولیاء فی العالمین خواجه بهاء الحق والدین البخاری المعروف به نقشبند رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۳) در قید کتابت آورد، تافواید آن بروزگار بماند و سبب اُنس اصحاب گردد. وذکر سلسله و احوال عجیبهٔ ایشان بعضی از کبار اخوان شَرَّفَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاهُمْ بِنَیْلِ الرِّضْوَان کرده اند، باقصی الغایه درمقامات. ودرین مختصر بیان سلسلهٔ ایشان بطریق اختصار کرده شد. فامّا آنچه بطریق جذبه ترتیب میکردند، آنرا بقلم شرح نتوان کرد.

چون بعنایت بی علّت داعیهٔ طلب درین فقیر پیدا شد و قاید فضل الٰهی

بحضرت ایشان کشید، در بخارا ملازمت ایشان میکر دم. وبکرم عام التفات ایشان می یافتم، تابهدایت صمدیه یقین شد که ایشان از خواص اولیا ء اللّٰه اند وکامل مکمل اند. بعد از اشارت غیبیه و واقعات کثیره تفأل بکلام اللّٰه کردم. این آیت بر آمد که "اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ". (۴)

در آخر روز در فتح آباد که مسکن این فقیر بود، متوجّه مزار شیخ عالم سیف الحقّ والدّین الباخرزی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۵) نشسته بودم که ناگاه پیک قبول الٰهی رسید، وبیقراری پیدا شد. قصد حضرت ایشان کردم، چون بقریه کوشک هندوان رسیدم که منزل ایشان بود، حضرت ایشان رابرسرراه منتظریافتم، تلقی باحسان نمودند.

وبعد از نمازِ شام صحبت داشتند، وهیبت ایشان برمن مستولی شده بود. ومجال نطق نبود. گفتند که در حدیث است که "اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ، عِلْمُ الْقَلْبِ فَذَالِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ لِلْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ. وَعِلْمُ اللِّسَانِ فَذَالِکَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰی اِبْنِ آدَمْ." (۶) امید است که از علم باطن نصیبی بتورسد. و فرمودند که در حدیث است که "اِذَاجَالَسْتُمْ اَهْلَ الصِّدْقِ فَاجْلِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ، فَاِنَّهُمْ جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْبِ یَدْخُلُوْنَ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَیَنْظُرُوْنَ اِلٰی هَمِمِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ" (۷) وما موریم بیخود کسی را قبول نمی کنیم. امشب بینیم که اشارت بچه شود، بآن عمل کنیم. چون نماز بامداد کردند، گفتند مبارک باد که اشارت بقبول شد. وماکسی راکم قبول می کنیم. واگر قبول می کنیم، دیر قبول می کنیم. فامّا تا هر کس چون آید ووقت چون باشد. وسلسله مشایخ خود را تاخواجه عبدالخالق غجدوانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۸) بیان کردند. واین فقیررابوقوف عددی مشغول گردانیدند. و فرمودند که اوّل علم لدنّی این سبق است که بحضرت خواجه عبدالخالقؒ رسیده است. وآنچنان بود که خواجه عبدالخالقؒ درپیش یکی از کبرا تفسیر می خوانده اند. چون باین آیت رسید که "اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ" (۹) پرسید ندازیشان که این خفیه

که حق سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی بندگان خود رابآن امر فرموده است، کدامست؟ ایشان فرمودند که اگر ارادت حق سُبْحَانَهٗ باشد، بتورسد،بعد از آن یکی از بندگان حق سُبْحَانَهٗ پیش خواجه عبدالخالقؒ رسید و ایشان را این سبق تلقین کرد. و مشهور آنست که آن بندهٔ بزرگ خدای عَزَّوَجَلَّ خواجه خضر بودزَادَهُ اللّٰهُ عِلْماً وَحِکْمَةً.

بعده چند وقت در ملازمت ایشان می بودم،تاغایتی که این فقیر راازبخاراا جازت سفر شد. گفتند که آنچه از ما بتورسیده است، به بندگان خدای تَعَالٰی رسان، تا سبب سعادت باشد. ودرحال و داع گفتند سه بار، که ترا بخدای سپردم. ازین سپارش امید بسیاراست، زیراکه درحدیث است: "اِنَّ اللّٰهَ تعَالٰی اِذَا اسْتَوْدَ عَ شَيْأً حَفِظَهٗ". (۱۰)

وچون از بخارا ارتحال افتاد، بشهر کش رسیده شد و چند وقت آنجا اقامت افتاد.خبر وفات ایشان باین فقیر رسید. خاطر محزون و مجروح شد. و خوف عظیم مستولی شد که نعوذ باللّٰه نبایدکه بعالم طبیعت بازمیل افتد وداعیه طلب نماند. روحانیت ایشان رادیدم که زیدؓ بن حارثه را (۱۱) یاد کردند. واین آیت را خواند ند که "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ." (۱۲) وچون از صحبت ایشان محروم شده بودم، میل شد که بطائفهٔ دیگر که از درویشان ایشان نبودند، لاحق شوم وبطریقهٔ ایشان متوّجه گردم. باز روحانیت ایشان رادیدم که می گویند:"قَالَ زَیْدٌ بن اَلْحَارِثَة الدِّیْنُ وَاحِدٌ". دانستم که اجازت نیست و ازمیان صحابهؓ زیدؓبن حارثه را تخصیص کردند. زیراکه زیدؓ دعی (متبنّی) رسول (صلّی اللّٰه علیه وسلّم) بود. یعنی پسر خواندهٔ رسول اللّٰه ﷺ بود. و خواجگان ما طالبان رابفرزندی قبول می کنند. پس اصحاب ایشان ادعیای ایشان باشند.

وکرّت دیگر ایشان را دروقت دیدم. گفتم ما شمارا فردای قیامت بچه

یا بیم؟ فرمودند که بتشرع. یعنی عمل کردن بشریعت. ازین سه بشارت اشارت بود، بآنچه درحیات خود میفرمودند که ما هرچه یا فتیم بفضل الٰهی، ببرکت عمل کردن بآیات قرآن و احادیث مصطفویه ﷺ یافتیم. وطلب کردن نتیجه ازآن عمل ورعایت تقویٰ وحدود شرعیه و قدم زدن وعزیمت و عمل کردن بسنت وجماعت و اجتناب از بدعت بود.

وچون از بخارا اجازت میکر دند مرا بطلب خواجه علاءُ الدین عطّار رَحْمَةُ اللّٰهِ الْمَلِکِ الْجَبَّارِ (۱۳) فرستادند، بطریق اشارت متابعت ایشان فرمودند. بموجب آن سپارش، چند سال ملازمت ایشان کرده شد. لطف و کرم ایشان را برهمه کس نهایت نبود،عَلَی الْخُصُوص باین فقیر. چون از صحبت شریف ایشان نیز محروم شدم، خواستم تا امتثال امری که حضرت خواجهٔ مارحمه اللّٰه کرده بودند که آنچه از ما بتو رسیده است برسان،بقدر حال بکنم، بطریق خطاب مر حاضر ان را وکتاب مرغایبان را.واین فقیر خود رامستحق این نمی داند. فامّا اعتقاد اینست که اشارت ایشان بی حکمتی نبوده باشد:

تو چشم شیخ را دیدن میا موز
فلک راراست گردیدن میاموز

و از روح مقدس ایشان مستفیض می باشم. درین کارعظیم یکی از آن امور که فرمودند، دوام و ضوبود.ودیگرمداومت بر وقوف عددی ووقوف قلبی بود. ودیگر پیش از صبح و بعد از نماز شام اشتغال بدرس سبق باطن بود. ودیگر اشارت بود بنماز های نافله در اوقات شریفه بمدد خالق کائنات درین رساله این و صیتها را و فوائد آنرا بیان کرده شد. وبعضی از فواید ایشان و فواید خواجه علاءُ الدین عطّار را رَحِمَهُمَا اللّٰه آورده شد.

بدانکه حضرت خواجهٔ مارقُدِّسَ اللّٰهُ رُوحَهٗ در طریقت نظر قبول بفرزندی از شیخ طریقت خواجه محمد بابای سماسی (۱۴) بود و ایشان را

از حضرت عزیزان خواجه علی رامیتنی (۱۵) و ایشان را از حضرت خواجه محمود انجیر فغنوی (۱۶) وایشان را از حضرت خواجه عارف ریوگری (۱۷) وایشان را از حضرت خواجه عبدالخالق غجدانی وایشان را از شیخ ابو یعقوب یوسف همدانی (۱۸) و ایشان را از حضرت شیخ ابو علی فارمدی (۱۹) که شیخ امام غزالی (۲۰) بوده اند. وایشان را از شیخ ابوالقاسم گرگانی (۲۱) و شیخ ابوالقاسم را در تصوّف انتساب بدو طرفست. یکی بشیخ جنید (۲۲) بسه واسطه. ودیگر بشیخ ابوالحسن خرقانی (۲۳) وایشان را بسلطان العارفین شیخ ابو یزید بسطامی. (۲۴) وایشان را بامام جعفر صادق (۲۵) وایشان رابه پدرخود امام محمد باقر (۲۶) وایشان را به پدر خود امام زین العابدین (۲۷) وایشان را به پدر خود سیّد الشهداء امیرالمؤمنین حسین (۲۸) وایشان رابه پدر خود امیرا المؤمنین علی بن ابی طالب (۲۹) رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن. وایشان را بحضرت مصطفی ﷺ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ. ودیگر امام جعفر را انتساب در علم باطن به پدر مادر خود قاسم بن محمد بن ابی بکرست (۳۰) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهُمْ که از کبار تابعین بوده است، وقاسمؓ را انتساب در علم باطن بسلمان فارسیؓ (۳۱) ست و سلمانؓ را باوجود دریافتن حضرت رسالت ﷺ انتساب در علم باطن بابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (۳۲) نیز بوده است. پس حضرات خواجگان ماراقُدِّسَ اللّٰهُ اَرْوَاحِهُمْ درتصوف نسبت برچهار وجهست. یکی بحضرت خواجه خضر زَادَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَحِکْمَةً، چنانکه گذشت، دوّم بحضرت شیخ جنید، سوّم بحضرت سلطان العارفین سلطان بایزید بسطامی تا حضرت امیر المؤمنین علیؓ، چهارم از امام جعفر صادق تا حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ. وا ز بهر این ایشان را نمک مشایخ می گویند.

فصل: در بیان فضیلت دوام وضو

خواجۂ ما رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرمودند که دائم بطهارت باید که رسول اللّٰه ﷺ فرمودند: "لا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ". (۳۳) یعنی همیشه بوضو نتواند بود، مگر کسی که مؤمن باشد. قال اللّٰه تعالٰی: "فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ" (۳۴)، یعنی در مسجد رسول ﷺ یا در مسجد قباء مر دانند که دوست میدارند که خود را پاک سازند، بکلوخ و باز بآب شویند. وبعضی گفته اند که دوست میدا رند آن مردان که خود را بغسل کردن پاک کنند از جنابت و بشب خواب نروند. وخدای تعالٰی دوست میدارد آن کسانی را که خود را پاک سازند از نجاست. دانسته شد که در طهارت ساختن و خود را پاک داشتن دوستی خدای تعالٰی حاصل می آید. وچه سعادت خوشتر ازین باشد که بندۂ دوست خدائی تعالٰی باشد؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ کُلُّ خَطِیْئَةٍ نَظَرَ اِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ مَعَ الْمَآءِ وَاِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ خَرَجَ مِنْ یَدَیْهِ کُلُّ خَطِیْئَةٍ عَمِلَتْ یَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ وَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَ کُلُّ خَطِیْئَةٍ مِشْیُهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّامِنَ الذُّنُوْبِ" (۳۵) یعنی رسول اللّٰه ﷺ فرمود که چون طهارت سازدبندۂ مؤمن و شوید روی خودرا، بیرون آید بآب ازروی اوهر گناهی که بچشم کرده باشد. وچون دست وپا بشوید. بیرون آیدبآب ازوی هر گناهی که بدست و پاکرده باشد. تاپاک شود از گناهان. وبطهارت ظاهر، طهارت باطن طلب کند. و در وقت شستن هر عضوی کلمۂ شهادت بخواند. و مسواک رابی ضرورت ترک نکند که ثواب بسیارست. و چون طهارت تمام کند، بگوید: " اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِی مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ." (۳۶)

رسول عَلَیْهِ السَّلَامُ گفت هر که بعد از طهارت کردن این بگوید کشاده شود از بهروی، هشت درِ بهشت. از هر دری که خواهد، در آید. و ایستاده شودو از آب طهارت (وضو) پاره بیا شامد و بگوید: " اَللّٰهُمَّ دَوَانِیْ بِدَوَائِکَ وَاشْفِنِیْ بِشَفَائِکَ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْوَهْلِ وَالْاَوْجَاعِ وَالْاَمْرَاضِ". (۳۷) وبعد از آن دو رکعت نماز تحیت وضو گذارد. وپیش از آن محاسن شانه کند. وآغاز ازروی راست کند. بعضی از مفسّران گفته اند، درین آیت که "یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ (عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ). (۳۸) مراد ازین زینت محاسن شانه کردنست. ودرین دو رکعت نماز نفی خواطر کند و بظاهر و باطن متوّجه این نماز باشد. رسول اللّٰه ﷺ فرمود: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّاُء فَیُحْسِنُ وَضُوْءَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلاً عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" (۳۹)، یعنی هر مسلمانی که وضو سازد ووضو را نیکو سازد. یعنی فرائض و سنن و آداب را بجای آرد. پس بر خیزد و دو رکعت نماز بگذارد بحضور تمام، جزای وی جنت است. وحضرت خواجهٔ مامی گفتند که درین نما ز باید که خود را بارکان و اذکار مشغول دارد ومتوّجه باشد. واین به نسبت مبتدی باشد. ودرنمازِ تحیّتِ وضو ثواب بسیار ست. وشیخ شهاب الدین سهروردی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۴۰) گفته اند، در همه اوقات بگذارد. و شیخ محی الدین عربی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۴۱) گفته اند در اوقات مکروههٔ منهیه نگذارد. واین بر مذهب علماء ما موافق است. وبعد از نماز سه بار بگوید: "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" (۴۲) به نیت توبه از گناهان ودعا کند. و شب و روز باید که بطهارت بود وبطهارت در خواب رود که رسول اللّٰه ﷺ فرمودند که "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ بَاتَ طَاهِراً فِیْ شِعَارٍ طَاهِرٍ اِلَّا بَاتَ فِیْ شِعَارِهٖ مَلَکٌ، فَلَا یَسْتَیْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّیْلِ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ عَبْدَکَ فُلَاناً فَاِنَّهٗ قَدْ بَاتَ طَاهِراً". یعنی هر که شب در خواب رود بطهارت و جامهٔ پاک، باوی باشدفرشته ای، هر ساعت که از خواب بیدار شود، آن فرشته وی را از

خدای تعالیٰ آمرزش خواهد. وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلنَّائِمُ الطَّاهِرُ کَالْقَائِمِ الصَّائِمُ" (۴۳)، یعنی ثواب کسی که بطهارت در خواب رود، همچون ثواب روزه دارو شب طاعت کننده باشد. وبی ضرورت جنب در خواب نرود که رسول اللّٰه ﷺ فرموده است: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَةُ بَیْتاً فِیْهِ الصُّوْرَةُ وَالْکَلْبُ وَالْجُنُبُ" (۴۴)، یعنی در نمی آید فرشتۂ رحمت در خانۂ که دروی صورتی یا سگی یا جنبی باشد. چون خواهد که در خواب رود در جای متوّجه قبله بنشیندو "آیة الکرسی" (۴۵) و "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" (۴٦) بخواند وسه بار "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" (۴۷) و "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" (۴۸) و "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" (۴۹) بخواند و درهر بار که خواند درمیان دو کف دست دمد و برهمه اعضاء مالد که رسول اللّٰه ﷺ چنین کرده اند. وسه بار گوید که "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ". (۵۰) ودر حدیث است که در هر وقت که استغفار کند، حق سُبْحَانَهٗ همه گناهان وی را بیامرزد. وبذکر مشغول باشد، تاغایتی که خواب بروی غلبه کند. بعد از آن بدست راست روی سوی قبله تکیه گیرد. وکف دست راست را بروی خود بنهد و سه بار گوید: "اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادُکَ". (۵۱) وبگوید"اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاُ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ. (۵۲) اَللّٰهُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَیْکَ الَّتِیْ تُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی وَ تبعدُنِیْ مِنْ سُخْطِکَ بَعْدًا (۵۳) اَللّٰهُمَّ لَا تُؤْمِنِّیْ مَکْرَکَ وَلَا تُوَلِّنِیْ غَیْرَکَ وَلَا تُنْسِیْ ذِکْرَکَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ(۵۴)وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لرجل یَا فُلَان اِذَا آوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ (فتوضا وضوئک لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضطجع عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ)فَقُلْ " اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ اِلٰی قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ"وَقَالَ فَاِنْ مِتُّ مِنْ لَیْلَتِکَ مِتُّ عَلَی الْفِطْرَةِ، اَیْ عَلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ

خَيْرًا"(۵۵) هٰذَا حَدِيْث اَخْرَجَه الْبُخَارِیُ وَغَيْرَهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ.

و بذکر مشغول شود تا در خواب رود. وهر وقت که بیدار شود، بذکر مشغول شود، تادر خواب رود. "نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ" (۵۶) اشارت باین نوع خواب است. وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوَفِّقُ.

فصل: در فضیلت ذکر خفیه بکیفیت مخصوصه

این سبق را حضرت خواجۀ ما رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وقوف عددی گفتندی. می فرمودند که در حدیث است: "اِجْمَعُوْا وَضُوْءَ كُمْ جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَكُمْ" (۵۷)، یعنی جمع کنید وضو تان را، تاحق تَعَالٰی جمع کند پریشانی های شمارا. مراد از جمع کردن وضو آن است که وضوی ظاهر و باطن حاصل آید از همه صفتهای بد، چون حقد و حسد و کینه و عداوت بخلق، ودوستی هر چیز ی که باشد جز محبت حق تَعَالٰی و دل بمحبت حق تَعَالٰی آرام گیرد. وچون دل از صفتهای بد پاک شود و بصفات نیک آراسته شود سالم شود. و از بلا های این جهان وآن جهان خلاص نتوان یافت، مگر بدلی سالم. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: "يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ" (۵۷)، یعنی روز قیامت مالها و پسران بهیچ کس نفع نتو انند رسانید، مگر کسی که بدل سالم در قیامت بیاید. آنکس برحمت حق واصل شود، بسبب دل سالم. وصفت دل سالم اینست که گفته اند، نظم:

زغیرت خانۀ دلرا ز غیرت کرده ام خالی
که غیرت رانمی شاید درین خلوت سرارفتن (۵۹)

وکبرا گفته اند، مقصود از همه عباد تهاذکرست. ذکر چون جانست، وهمه عبادتها چون قالب. اگر در عبادتها از حضرت او غافل باشی چندان فائده ندهد. وحضرت خواجۀ ما می فرمودند که این رباعیه را تعویذ نویسند، بیمار صحت یابد:

تاروی تو دیده ام من ای شمع طراز
نی کار کنم نه روزه دارم نه نماز
تابا تو بوم مجاز من جمله نماز

چون بی تو بوم نماز من جمله مجاز (۲۰)

بدانکه اگر در ذکر اخلاص نباشد، چندان فائده ندهد، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قِيْلَ وَ مَا اِخْلَا صُهَا؟ قَالَ اَنْ يَّحْجُزَهٗ عَنِ الْمَحَارِمَ (۲۱)، یعنی هر که گوید "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" باخلاص، ببهشت در آید. پرسیدند که اخلاص این کلمه چیست؟ رسول اللّٰه ﷺ فرمودند: اخلاص وی آنست که گوینده خود را از حرامها باز دارد. یعنی ببرکت گفتن این کلمه دل وی بصلاح آید و استقامت در اقوال و افعال واحوال پدید آید. وچون استقامت ظاهره وباطنه حاصل آید، جمیع سعادات ابدیه میسّر شود. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" (۲۲)، یعنی بدرستی و راستی که آن کسانی که گفتند پروردگار ما اللّٰه تعالٰی است وایمان آوردند بگفتن "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" بشرایط آن، پس راست شد ظاهراً و باطناً. و نتیجۂ گفتن این کلمه حاصل شد ایشان را. وآن استقامت ظاهره است. یعنی رعایت حدود شرعیه و استقامت باطنه که آن عبارتست از ایمان حقیقی که خواجۂ ما رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ آنرا تفسیر میکردند بپاک شدن دل از جمیع منفعت و مضرت که دلها را مشغول دارد از حضرت حق تعالٰی، جز ای ایشان این باشد که "تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ" (۲۳) فرود آیند بر ایشان در وقت رفتن ایشان ازین جهان فرشتگان رحمت. واین فرشتگان رحمت گویند بایشان "اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا" (۲۴) مترسید از عذاب و غمناک مشوید بفوت شدن راحتهای دنیا "وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" (۲۵) بابشارت شوید بآن بهشتی که وعده کرده شده بودید بآن. وبگویند آن فرشتگان مرین مؤمنان را "نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" (۲۶) مائیم دوستان شما درین سرا و در آن سراوبگویند آن فرشتگان مرین مؤمنان را که "وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ" (۲۷) "نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ" (۲۸) ومرشماراست درین بهشت. آنچه نفس های تان میخواهد و مرشما راست آنچه

آرزو برید و جمیع این نعمتها نزل باشد از نیک آمر زنده و نیک رحم کننده مر شمارا، ونزل ماحضر را گویند که پیش مهمان بیارند و بعد از آن تکلّف دیگر کنند و همه نعمتهای جنت ما حضر باشد، بنسبت لقای همچون حضرت باری تَعَالٰی .

واگر ذکر باخلاص نباشد، چندان فائدهٔ ندهد. بلکه خوف عظیم باشد که "مَنْ قَالَ اللّٰهُ وَقَلْبُهٗ غَافِلٍ عَنِ اللّٰهِ فَخَصْمُهٗ فِی الدَّارَیْنِ اللّٰهُ". یعنی هر که اللّٰه گوید و دل وی از رعایت احکام اللّٰه غافل باشد، پس خصم وی در هر دو جهان اللّٰه باشد. و در فضیلت ذکر آیات و احادیث بسیار ست ومجمل هم اینست که یاد کرده شد. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. وفائدهٔ تمام وقتی از ذکر حاصل آید که تلقین از مردی گرفته باشد. و خواجهٔ ما می فرمودند رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ که کسانی که بارشاد و تلقین مشغولند. سه نوع اند. کامل مکمل و کامل و مقلّد و کامل مکمل را خواجه محمد بن علی حکیم ترمذی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (۶۹) گفته است که وی را از ولایت نبی چهار دانگ نصیب باشد. وکامل مکمل نورانی ونور بخش است. وکامل نورانی است، ولیکن نور بخش نیست. ومقلد بتلقین شیخ کاری میکند.

اگر باذن شیخ کامل بوده باشد، نیز امیدواری هست. فامّا کمال فایده در آنست که تلقین از کامل مکمل باشد. وآن کم وجود گیرد. وگفته اند که مرشد قطب می باید یا خلیفهٔ قطب. وبهرحال که باشد دایم بذکر مشغول باشد بآن کیفیت که تلقین کرده اند. و همه اوقات خودرا مصروف بذکر دارد علی الخصوص پیش از صبح و بعد از شام، چنانکه خواجهؒ این فقیر را فرموده اند. وعارف رومیؒ (۷۰) میگوید:

از ذکر همی نور فزاید مه ر
در راه حقیقت آورد گمره را

هر صبح و نماز شام ورد خود ساز
خوش گفتن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه را (۷۱)

و هر کس که بامداد و شبانگاه بذکر مشغول باشد از ذاکران بود، نی از غافلان. بحکم این آیت که "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ" (۷۲)، یعنی یاد کن ای محمد ﷺ پروردگار خودرا، در دل بمسکنت و تضرع و ترس و یاد کن خدای را نی بآواز بلند و دربامداد و شبانگاه و مباش ای محمد ﷺ از غافلان، یعنی گومباش امت تو از غافلان. وبعضی از مفسران گفته اند، مراد از غدوو آصال شب و روز ست. یعنی علی الدّوام بذکر خفیه مشغول باش و از غافلان مباش.

بدانکه در هیچ آیت و حدیث امر بذکر بلند نیست، ونیا مده است، بلکه امر بذکر خفیه است. چنانکه درین آیت مذکوره است که "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً" (۷۳)، یعنی بخوانید پروردگار تان رابمسکنت وتضرع و آهسته. "اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ". (۷۴) بدرستی وراستی که اللّٰه تعالٰی دوست نمیدارد کسانی را که از حد در گذرند و آواز بلند کنند. و در تفسیر امام نجم الدین عمرؒ (۷۵) صاحب منظومه در معنی این آیت آورده است، که ابو موسیٰ اشعری رضی اللّٰه عنه (۷۶) روایت کرده است که صحابہؓ با رسول اللّٰه ﷺ در سفری بودند. چون بربالای بلندی بر آمدند، تکبیر و تهلیل گفتند و آواز بلند کردند. رسول اللّٰه ﷺ گفتند: يَاأَيُّهَاالنَّاسُ اتَّقُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ لَسْتُمْ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِباً اِنَّكُمْ لَتَدْعُوْنَ سَمِيْعاً قَرِيْباً وَهُوَ مَعَكُمْ". یعنی ای مردمان نگاه دارید برنفسهای تان، یعنی نعره مزنید و در دلهای خود خدای را یاد کنید. شما کر و غایب را نمی خوانید، بلکه شما خوانید، آنی را که شنو است و نزدیک است بعلم قدیم بشما.

وغیر ازین دلایل بسیارست. بنا برین علما گفته اند که ذکر بلند

بخلاف دلیل است و مشایخ گفته اند که ذکر خفیه اولیٰ است. عارف رومیؒ
می فرماید:

نعره کم زن زآنکه نزد یکست یار
که زنزدیکی گمان آید حصول

وبسبب ملازمت و مداومت بروقوف عددی دل زود ذاکر می شود و
از خواجهؒ سماع دارم:

دل چو ماهی و ذکر چو ن آبست
زنده دلها بذکر وهّا بست

وچون دل ذاکر شود و علامات آن ظهور کند، بعد از بوقوف قلبی
مشغول باید بود. وفواید آن را بیان کنیم.

فصل: در فوائد وقوف قلبی و صحبت شیخ

بدانکه از حضرت خواجهٔ ما رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ سماع دارم که می گفتند: "اَلذِّكْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا ارْتَفَعَ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاكِرٌ وَ اِنْ سَكَتَّ". یعنی ذکر دور شدن غفلت است، چون غفلت دور شد، مرد ذاکر باشد اگرچه خاموش باشد. ومی فرمودند که رعایت وقوف قلبی مهم است در همه احوال. در خوردن و گفتن ورفتن و فروختن و خریدن و طهارت ساختن و نماز گذاردن و قرآن خواندن و کتابت کردن و درس گفتن و وعظ و نصیحت، باید که یک چشم زدن غافل نباشد تا مقصود حاصل آید.

وکبرا گفته اند: "مَنْ غَمَّضَ عَيْنَهُ عَنِ اللّٰهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَا يَصِلُ اِلَيْهِ طُوْلُ عُمُرِهِ." یعنی هر که یک چشم زدن از خدای غافل شود، بآنچه مقصود ست نرسد در درازی عمرش. و نگاه داشتن باطن کار مشکل است، فاما بعنایت حق تعالٰی و تربیت خاصانِ حق زود میسّر میشود. (بیت):

بی عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیا هستش ورق (۷۷)

و در صحبت دوستان خدای تعالٰی که هم سبق باشند و منکر یکدیگر نباشند و شرائط صحبت نگاه دارند زود میسّر شود. و به یک التفات باطن شیخ کامل مکمل تصفیهٔ باطن چندان حاصل آید که بریاضات کثیره حاصل نیاید. چنانکه عارف رومیؒ گوید:

آنکه به تبریز دید یک نظر شمس دین
طعنه زند بر دهه سخره کند بر چله (۷۸)

وسخن شیخ ابو یوسف همدانیؒ است که "اَصْحَبُوْا مَعَ اللّٰهِ، فَاِنْ لَّمْ تُطِيْقُوْا فَاَصْحَبُوْا مَعَ مَنْ يَّصْحَبُ مَعَ اللّٰهِ" (۷۹)، یعنی صحبت بخدائی دارید و

اگر طاقت نیاورید، باکسی که بخدائی صحبت داشته باشد، صحبت دارید. وخواجه علاءُ الدین رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ می فرمودند که "صُحْبَةَ مَعَ اللّٰه" بعد از فنا دست می دهد. والاّ صحبت باهل فنا خود میسّر ست. و درین حدیث که "اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ" (۸۰) می گفتند که اشارت بصحبت اهل فناست. فامّا اگر صحبت از بهر دفع ملامت و اغراض فاسده و جمع دنیا و استمالت اهل دنیا باشد، ازآن صحبت حذر باید کرد. و سخن خواجه عبدالخالقؒ است که از صحبت بیگانگان بگریز، چنانکه از شیر گریزی. و اگر در صحبت بباطن مشغول می باشند، باید که بظاهر از مَالَا یَعْنِیْ نیز حذر کنند و علامت صحبت که مفید ست، آنست که دروی فیض حقانی بردل بنده رسد، و ازماسویٰ خلاص یابد. چنانکه گفته اند:

باهر که نشستی و نشد جمع دلت
وزتو نرهید زحمت آب و گلت
زنهاراز آن قوم گریزان می باش
ورنه نکند جان عزیزان بحلت (۸۱)

وصحابهؓ گفتندی مرّیکدیگر را: "تَعَالَوْا نَجْلِسْ فَنُؤْمِنُ سَاعَةً" (۸۲) یعنی بیائید تا نشینیم و یکساعت باایمان حقیقی که آن نفی ماسوا ست مشرف شویم. وفواید صحبت دوستان خدای بسیار ست:

ابر گریان باغ راخندان کند
صحبت مردانت از مردان کند (۸۳)

وچون بوقوف قلبی ملازمت نماید، خلاصۀ آنچه در ذکر ست حاصل شود و چشم بصیرت کشاده گردد. وبارگاه دل از خارِ اغیار خالی شود. و ذاکر در بحر فنا محو شود و بشرف مذکوری بمقتضای "فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ" (۸۴)مشرف شود. وبحکم وعدۀ "لَایَسْعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَاسَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسْعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنُ" (۸۵) جمال سلطان الا اللّٰه تجلّی کند

ودیگر سالک از اسم بمسمّی مشغول شود. و اشتغال باسم بطریق رسم غفلتست. روزی در صحبت حضرت خواجهٔ ما قُدّس سِرُّہٗ، یکی بآواز بلند "اللّٰہ" گفت. خواجہؒ گفتند: "این چه غفلتست؟ عَلِم مَنْ فَهِمَ وفَهِم مَنْ عَلِمَ".

و در حقائق التفسیر (۸۶) آورده است که یکی از کبرارا پرسیدند که در بهشت ذکر خواهد بود؟ جواب گفتند که حقیقت ذکر آنست که غفلت نماند، وچون غفلت در بهشت نخواهد بود،همه ذکر باشد. بعد از آن گفت که سخن اهل تحقیق است:

کَفَانِیْ حَوْباً اِنْ اُنا جِیْکَ ذَائِباً
کَاَنِّیْ بَعِیْدًا وَ کَاَنَّکَ غَائِبُ

یعنی گناهست که من ترا در وقت ذکر و مناجات بر زبان یاد کنم. زیرا که من از علم حضرت تو دور نیستم و تو غائب نیستی. اشارت بدین آیت است که "وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد". (۸۷)

ودروقوف عددی و قلبی باختیارو چشم فراز نکند. و سر وگردن شیب نکند که آن سبب اطلاع خلق است. و خواجهٔ ما رَحْمَةُ اللّٰه عَلَیْه ازین منع می کردند، و از امیر المؤمنین عمر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ (۸۸) منقولست که مردی رادید که سر و گردن شیب انداخته بود. گفت: "یارَجُلْ اِرْفَعْ عُنُقَکَ". یعنی ای مرد گردنت بردار. چنان می باید که هیچکس از اهل مجلس حال اورا نداند. و بعضی از کبرا گفته اند که "اَلصُّوْفِیْ هُوَالْکَائِنُ الْبَائِنُ" (۸۹)، یعنی صوفی آنکس است که پنهان باشد و آشکارا. یعنی بباطن بحق سبحانه مشغول باشد و بظاهر بخلق. نظم:

از درون شو آشنا و از برون بیگانه باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندرجهان (۹۰)
مردان رهش بهمت و دیده روند
زآن در ره او هیچ اثر پیدا نیست (۹۱)

ومی گفتند مدّتی بدو دانشمند دقیق النظر صحبت داشتم. ایشان باوجود کمال محبت مرا نشاختند. زیرا که چون بنده به بی صفتی رسد، شناختن او مشکل بود، خصوصاً اهل رسم را. وحقیقت ذکر خفی بوقوف قلبی میسّر می شود، بجایی می رسد که دل نیز نمی داند که بذکر مشغولست. وسخن کبراست که "اِذَا عَلَمَ الْقَلْبُ اَنَّهُ ذَاکِرٌ فَاعْلَمْ اَنَّهُ غَافِلٌ". ودرحقایق التفسیر آورده است درین آیت که "وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعاً وَّ خِیْفَةً". (۹۲) "قَالَ الْحسنَ عَلَیْهِ لاَ یَظْهَرُ ذِکْرُکَ لِنَفْسِکَ فَتَطْلُبَ بِهٖ عِوَضًا وَاَفْضَلُ الذِّکْرِ مَالاَ یُشْرِفُ عَلَیْهِ اِلاَّ الْحَقُّ". وبعضی از کبرا گفته اند. "ذِکْرُ اللِّسَانِ هَذْیَانٌ وَذِکْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ". واین بنسبت منتهیان باشد:

دل را گفتم بیاد او شاد کنم
چون من همه او شدم کرا یاد کنم

خواجهٔ ما قُدِّسَ سِرُّهٗ می فرمودند که چون از سفر مبارک کعبه مراجعت افتاد، بولایت طوس رسیده شد. خواجه علاءُ الدینؒ از بخارا بااصحاب واحباب با ستقبال آمده بوده. و از ملک عزالدین حسین که والی هرات بود، مکتوبی بدست قاصدی بدست مارسیده. ومضمون مکتوب این بود که میخواهیم که بشرف ملاقات مشرف شویم و آمدن ما متعسرست. اگر عنان کرم باین صوب متوّجه سازند، تمام بنده نوازی ست. بموجب: "وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلاَتَنْهَرْ" (۹۳) وبمتقضای: " یَا دَاءُ وُدُ اِذَا رَاَیْتُ لِیْ طَالِبًا فَکُنْ لَهٗ خَادِمًا " متوّجه هرات شدیم. چون بملک رسیدیم، پرسید که شیخی بشما بطریق ارث از آباو اجداد رسیده است؟ گفتم نی. پرسید که سماع می روید و ذکر بلند می گوئید و خلوت می نشینید؟ گفتم نی. ملک گفت: "درویشان را این هاست، چون شمارا نیست؟" گفتم: "چون جذبه و عنایت حق سُبْحَانَهٗ بمن رسید و مرا بفضل خود بی سابقهٔ مجاهدت قبول کرد. بعده من باشارت حقانیه بخلفاء خواجه عبدالخالق غجدوانیؒ پیوستم. وایشان را دراصل این

چیزها نبوده است.“ ملک فرمودند: ”کار ایشان چیست؟“ گفتم: ”بظاهر بخلق باشند و بباطن بحق.“ ملک گفت: ”چنین دست دهد؟“ گفتم: ”آری! حق تعالٰی می فرماید: رِجَالٌ لَّاتُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَابَيْعٌ عَنْ ذِكْرِاللّٰه“. (۹۴)

ومی گفتند: ”خلوت شهر تست و شهرت آفت.“ و سخن خواجگان ماست، قُدِّسَ سِرَّهُمْ که خلوت در انجمن و سفر در وطن، هوش در دم، نظر در قدم. ومی گفتند: ”حضوری و ذوقی که در ذکر بلند و سماع حاصل می شود، دوام ندارد. ومداومت بوقوف قلبی بجذبه می کشد و بجذبه کار تمام می شود.“

ع گرمی مجوی الّا از آتش درونی

وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَالْمُوَفِّقُ.

فصل: در نمازهای نافله

حضرت خواجهٔ ما قُدِّسَ سِرُّهٗ بنده را فرمودند که پیش از صبح بسبق باطن مشغول باشی. و آن اشارت است بتهجد که بعضی از کبرا گفته اند که در هر حال رسول اللّٰه ﷺ پیش از صبح بیدار بودی، ونماز گزاردی. ودر اوّل حال نماز بتهجد بر ایشان فرض بود. و بعضی برین اند که در آخر حال بر رسول اللّٰه ﷺ فرض نمانده بود، بطریق نفل می گذارند. وبعضی می گویند تا آخر عمر بر ایشان فرض بود. قالَ اللّٰهُ تعَالٰی: "وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (۹۵)، یعنی بعضی از شب رابیدار دارای محمد ﷺ بقرآن خواندن در نماز زیادتی که فریضه باشد ترا یا نفل باشد مر ترا، شاید که برانگیزد پروردگار تو مر ترا در مقام محمود که آن تجلی ذاتی باشد، یا مقام شفاعت مر اولین و آخرین را. پس مقام محمود (حضرت) محمد ﷺ را معبود وعده فرمود بسبب هجود درشب و سجود. و در آیت دیگر گفت که "يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ" (۹۶) ای مرد گلیم بر خود پیچیده بر خیز شب بعبادت رب قدیم. و صفت شب خیزان در قرآن بسیار ست. قَالَ اللّٰهُ تعَالٰی : "اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ". (۹۷) بدرستی و راستی که پرهیز گاران درآن جهان باشند در بوستانها و چشمهای آب روان "آخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ". (۹۸) گیرنده باشند آن چیز را که داده باشد ایشان را پروردگار شان. "اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُحْسِنِيْنَ" (۹۹) بدرستی وراستی که بودند این خدای پرستان در دنیا نیکی کنندگان. و بیان کرد که "كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ" (۱۰۰) بودند که در اندکی از شب خواب رفتندی و بیشتر را بیدار بودندی. "وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ". (۱۰۱) ودر سحرها آمرزش خواستندی از گناهان. و در حدیث است که در سحرها بسیار باید

گفت: "اللّهُمَّ اغفرلنا وارحمنا (۱۰۲) وتُبْ علَيْنا انّکَ انتَ التَّوّابُ الرَّحِيمُ". (۱۰۳) ودر آیت دیگر فرمود: "تتجافىٰ جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ" (۱۰۴)، یعنی بیک سومی رود پهلو های مؤمنان خدای ترس از خوابها، یعنی شب بیدار می باشند و می خوانند پروردگار شان را "خَوْفاًوَّطَمْعاً" (۱۰۵) از بهر ترسیدن عذابش و طمع داشتن برحمتش، "وَّمِمَّا رَزَقْنَا هُمْ يُنفِقُوْنَ". (۱۰۶) واز آن چیزها که روزی کرده ایم ایشان را نفقه می کنند در راه خدای تَعَالیٰ "فَلا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" (۱۰۷) پس نمی داند هیچ نفسی از مخلوقات آن چیز هارا که پنهان گردانیده شده است از بهر ایشان که آن روشنی چشم ایشان می باشند. یعنی خوش آیدایشان را "جَزَآءً بِمَا كَانُوْ يَعْمَلُوْنَ" (۱۰۸) و باشد که آن درجها و نعمتها جزای عملهای ایشان باشد.

ورسول اللّه ﷺ صحابهؓ را گفت: "عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهُ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئاتِ وَمِنْهاةٌ عَنِ الْاِثْمِ". (۱۰۹)، یعنی برشما باد که شب بیدار باشید که (آن) رفتار صالحان ست. یعنی انبیاء و رسل و اولیا شب بیدار بودندی، شما نیز آنرا اختیار کنید که شب بیدار بودن سبب رحمت حق است وموجب کفارت گناهانست و سبب باز داشتن از گناهانست. ودرحدیث دیگر ست که رسول اللّه ﷺ فرمود که "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ" (۱۱۰)، یعنی نزدیک ترین بودن رحمت خدای تَعَالیٰ به بندگان بمیان شب است که بصبح نزدیک باشد. پس اگر توانی که باشی از کسانی که یاد میکنند مر حضرت خدای را عَزَّوَجَلَّ در آن وقت بباش ازیشان. و در فضیلت شب خیزان احادیث بسیار ست. آداب آنرا بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تعَالیٰ بیان کنیم:

در خبر ست که رسول اللّه ﷺ شب بیدارشدی، اوّل مسواک کردی و

وضوی ساختی. وبخواندی این آیت را که "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ". (۱۱۱) تا آخر سوره الم اللّٰه (۱۱۲) واین دعارا بخواندی که "اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَائُکَ حَقٌّ وَ قَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اَللّٰهُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَ اِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَااَخَّرْتُ وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ وَمَااَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ" (۱۱۳)

بعد از آن دوازده رکعت نماز بشش سلام بگذارد. و اگر "سورة یٰسٓ" یاد باشد، در نماز تهجد بخواند. حضرت عزیزان رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ گفته اند که چون سه دل جمع آید کار بندهٔ مؤمن برآید. دل شب و دل قرآن که یٰسٓ است و دل بندهٔ مؤمن. اگر وقت تنگ باشد، هشت رکعت باچهار رکعت یا دو رکعت بگذارد. و بعد از نماز دعا کند. وبسبق باطن مشغول شود تا صبح دمد. سنت نماز بامدادرا درخانهٔ خود گذارد. دو رکعت اوّل "فاتحه" و "قُلْ یَاَیُّهَاالْکَافِرُوْنَ" (۱۱۴) و در رکعت دوّم "فاتحه" و "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" (۱۱۵) بخواند. بعد از آن هفتاد بار "اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" (۱۱۶) گوید. واگر شب پگاه باشد ساعتی بدست راست روی سوی قبله تکیه کند بازطهارت نو سازد از برای سنت و فریضهٔ نماز بامداد. و در راه مسجد گوید "اَسْتَغْفِرُاللّٰهِ مِنْ جَمِیْعِ مَاکَرِهَ اللّٰهُ قَوْلاً وَّ فِعْلاً وَّ خَاطِراً وَّ نَاظِراً".

وچون در مسجد در آید پای راست پیش نهد و گوید: "اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ". (۱۱۷) وجواب سلام خود

گوید: اَلسَّلامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. وچون نماز بامداد ادا کندبرجای نماز خود نشیند و بسبق باطن مشغول گردد تا آفتاب برآید، بعد از آن دو رکعت نماز گذارد. رسول اللّٰہ ﷺ فرمود:

"مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ بِجَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ بِذِکْرِ اللّٰہِ حَتّٰی تَطْلَعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ" (۱۱۸)، یعنی هر که نماز بامداد گزارد بجماعت پس نشیند و یاد کند حق تعَالٰی راتا آفتاب بر آید و دو رکعت نماز بگذارد، و باشدوی را ثواب یک حج و یک عمرۂ تمام تمام. و بعد از آن دو رکعت دیگربگذارد وبه نیت استخاره یعنی طلب خیر کند از حق تعَالٰی که درین رو زتوفیق خیر دهدش. رسول اللّٰہ ﷺ فرمود: حکایة عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی: "یَا ابْنَ آدَمَ اِرْکَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَکْفِکَ آخِرَهٗ" (۱۱۹)، یعنی حق گفت: ای پسر آدم! بگذار از برای من چهار رکعات نماز در اوّل روز، تا کفایت کنم من آخر روز ترا. وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "مَنْ قَعَدَ فِیْ مُصَلَّاهُ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُسَبِّحَ رَکْعَتَی الضُّحٰی لَا یَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَلَهٗ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ" (۱۲۰)، یعنی هر که نماز بامداد بگذارد و بنشیند برجای نماز خود تا دو رکعت نماز چاشت گذارد و نگوید، الّا خیر آمرزیده شود همه گناهان او اگرچه بیشتر ازکفک دریا باشد. وبعضی از مفسران گفته اند در تفسیراین آیت که "وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی". (۱۲۱) یعنی (حضرت) ابراهیم پیغمبر (عَلَیْهِ السَّلَام) وفا کرد. یعنی نمازِ اشراق را ترک نکرد.

وچون این نماز گزارد، ده باربگوید: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ". (۱۲۲) واین ذکر را حضرت شیخ سیف الدین باخرزیؒ تلقین کردند وقتی که متوّجه مزار ایشان می بودم. بعده دعا کند و از حق تعَالٰی توفیق خیر جوید. و چون از مسجد بیرون آید بگوید: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ". (۱۲۳) تا خانه رسد،

این دعارا بخواند تا در منزل خود در آید. اگر قرآن داند، مصحف بنهد و قرآن آن مقدار که خواهد بخواند. بعد از آن اگر طالب علم باشد، بطلب علم و درس مشغول شود و اگر کاسب باشد بکسب مشغول شود و اگر سالک باشد بذکر و مراقبه مشغول باشد، تاآفتاب بلند بر آید وزمین گرم شود، نماز چاشت بگزارد.

ونماز چاشت دوازده رکعت آمده است. قَالَ النَبِیُّ ﷺ: "مَنْ صَلَّی الضُّحٰی اِثْنَتَیْ عَشَرَةَ رَکَعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهُ قَصْراً مِنَ الذَّهَبِ فِی الْجَنَّةِ" (۱۲۴)، یعنی هر که نماز چاشت بگذارد دوازده رکعت، حق تَعَالٰی کو شکی از زر در بهشت برای وی بنا کند. وهشت رکعت نیز آمده است و چهار رکعت و دو رکعت نیز آمده است.

وبعضی از مفسّران درین آیت که "فَاِنَّهٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْراً" (۱۲۵) "بدرستی که خدای تعالٰی مر اوّابین را آمر زنده است" گفته اند، مراد از اوّابین کسانی اند که نماز چاشت بگذارند. و در حدیث است که "صَلٰوةُ الْاَوَّابِیْنَ حِیْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" (۱۲۶) یعنی نماز اوابین وقتی ست که سنگ ریزه گرم شود بآفتاب و پای شتربچه چون بزمین رسد، بسوزد از گرما. و بعضی مفسّران گفته اند: "نماز اوّابین درمیان نماز شام و نماز خفتن است شش رکعت." واگر تو اند از نماز شام تا نماز خفتن در مسجد نشیند و بسبق باطن مشغول باشد که ثواب بسیار است و حضرت خواجهؒ بنده را باین فرموده بودند. وَاللّٰهُ تَعَالٰی الْمُوْفِقُ.

خاتمه فوائد خواجه نقشبندؒ و

خواجه علاءُ الدین عطّارؒ

در بعضی فواید که از حضرت خواجهؒ باین فقیر رسیده بود و از خلیفۀ ایشان خواجه علاءُ الدین عطّار رَحمَةُ اللّٰهِ عَلَیهِ بیان کرده شد، بِتَوفِیقِ اللّٰهِ تَعَالٰی. حضرت خواجۀ ما فرمودند که امیر خودمرا یک نوبت گفتند که تا لقمه پاک نبا شد، مقصود حاصل نشود. و بعضی می گویند: "ما دریا شده ایم مارا زیان نمی دارد." دروغ می گویند. آری! در پای نجس شده اند، زیرا که رسول اللّٰه ﷺ احتراز کردو گوشت گو سفند مغصوب نخورد. وخدای تَعَالٰی می فرماید: "یَاۤاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْ ا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ". (۱۲۷) یعنی ای مؤمنان! مخورید مالها ی یکدیگر را بباطل، یعنی بآن وجه که شرع حکم نکرده است. وصحابهؓ در نماز و روزه زیادتی چندان اهتمام نمی نمودند که در لقمه. ومی گفتند که در حدیث است که "اَلْعِبَادَةَ عَشْرَةَ اَجْزَآءِ تِسْعَةٌ مِنْهَا طَلَبُ الْحَلَالِ". (۱۲۸) یعنی بندگی خدای تَعَالٰی ده بخش است و در آن نه طلب کردن حلال است." ومی گفتند که درویش باید که بلند همت باشد و بما سویٰ حق التفات ننماید. وبواقعات مغرور نگردد که آن دلیل قبول طاعت پیش نیست. نظم:

چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گویم

نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم (۱۲۹)

و در آن کو شد که مظهر قبض و بسط شود، تاسرّ: "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ". (۱۳۰) معلوم وی شود. ونکتۀ: "اَلْقَبْضُ وَالْبَسْطُ فِی الْوَلِیْ کَالْوَحِیْ لِلنَّبِیْ" دریا بد. ومی گفتند ما هرچه یافتیم از علوّ همت یافتیم. وبنده

را وقتی که کلاه مبارک خود دادند گفتند این را نگاه دار که هر جاوی رابینی مارا یاد کنی و چون مارا یاد کنی مارا بیابی و برکت آن در خانوادهٔ تو باشد.

حضرت خواجه علاءُ الدین عطّار رَحمَةُ اللّٰهِ عَلَیهِ روزی بیرون آمدند و بنده مخزون بود. فرمودند که چرا حزن داری؟ گفتم: "معلوم شماست." گفتند: "معنی این سخن چیست؟":

ما ذات نهاده در صفاتیم همه
موصوف صفت سخرهٔ ذاتیم همه
تا در صفتیم جمله ماتیم همه
چون رفت صفت عین حیاتیم همه (۱۳۱)

واین سخن حکیم غزنوی خواجه سنائی ست رَحمَةُ اللّٰهِ عَلَیهِ. (۱۳۲) هر کسی معنی گفتند. آخر بنده را پرسیدند که تو چه می گوئی؟ گفتم: "این اشارت بتجلی ذاتیست که "وَنَفَخْتُ فِیهِ مِنْ رُّوحِیْ". (۱۳۳) بیان آن میکند." بعده گفتند: "پس غم چراست":

ع جانا تو کجا وما کجائم

وخواجهٔ بنده را فرمودند تا توانی باین حدیث عمل کن که "صَلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ" (۱۳۴) ومعنی وی آنست که پیوند بآن که از تو بریده است و چیزی بده آن را که ترا محروم گردانیده است و چیزی در وقت احتیاج بتونداده است و عفو کن از کسی که بتوستم رسانیده است. وهمه خلاف هوای نفس است واین حدیث رافواید بسیار ست.

ومی گفتند که در حدیث است که "اَلْفُقَرآءِ الصُّبَّرُهُمْ جُلَسَآءَ اللّٰهُ تَعالٰی یَوْمَ الْقِیامَةِ، اَیْ الْمُقَرَّبُوْنَ غَایَةَ الْقُرْبُ، یعنی فقیران صبر کننده همنشینان خدایند در قیامت." یعنی نیک نیک برحمت او نزدیک اند. و فرمودند: "فقر بر دو نوعست: اختیاری و اضطراری و اضطراری افضل است که اختیار حقست به نسبت بنده." ومی گفتند: "بی فقر ظاهر و باطن کار تمام نمی شود."

و خواجه علاءُ الدین رَحمَةُ اللّٰهِ عَلَیهِ می گفتند که همه قرآن اشارت بنفی وجودست و حقیقت متابعت سنت مخالفت طبیعت است و تابنده بمقام فنانرسد، خلاص از طبیعت مشکل است. ودرین بیت که :

از آن مادر که من زادم دگر باره شدم جفتش
از آنم گبر می خوانند که بامادر زنا کردم

مراد ازین مادر طبیعت است. و بنده بترک اختیار خود و تفویض در جزئیات و کلیات بمقام "بِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْصُرُ" (۱۳۵) می رسد. ومراد ازین سخن که "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارَ سَیّآتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" (۱۳۶) دید طاعت است که آن حسنه است بنزدیک ابرار، وسیۂ است بنزدیک مقربان. نظم:

مذهب زاهد غرور اندر غرور
مذهب عارف خراب اندر خراب

ومی فرمودند که روندگان راه دو قسم اند. بعضی انواع ریاضات و مجاهدات می کشند و نتائج آن را می طلبند ومی یابند و کار میسّر می شود و بعضی فضلی اند، جز فضل خدای تَعَالٰی هیچ نمی بینند و توفیق طاعات و مجاهدات هم از فضل او می بینند و عمل را ملاحظه نمی کنند، باوجود این عمل را ترک نمی کنند و این طایفه زود تر بمقصود می رسند. "اَلْحَقِیْقَةُ تَرْکُ مَلَاحِظَةُ الْعَمَلِ لَا تَرْکُ الْعَمَلِ". (۱۳۷) وپیر هرویؒ (۱۳۸) می فرماید که عمل را رها مکن ولیکن گران بها مکن. و خواجۂ ما می گفتند: "ما فضلیانیم، دویست کس بودیم که قدم در کوی طلب نها دیم، فضل حق سبحانه بمن رسید، یعنی مقام قطب." ومی گفتند: "بیستْ سالست که بفضل الٰهی بمقام بی صفتی مشرف شده ام، چنانکه درین بیست اشاره است":

ماذات نهاده در صفاتیم همه
موصوف صفت سخرۂ ذاتیم همه

تا در صفتیم جمله ماتیم همه
چون رفت صفت عین حیاتیم همه

از خواجه علاءُ الدین سماع دارم که می فرمودند که حضرت خواجه گفتند که مراد از آن مجذوب که حضرت خواجه محمد بن علی حکیم ترمذی قُدِّسَ سِرُّهٗ روحه در بعضی از تصانیف خود ذکر کرده اند که در بخارا مجذوبی پیدا شود که وی را چهار دانگ از ولایت نبی نصیب باشد من بوده ام. ومی گفتند که دو کرت بحجاز رفتم کسی که وی را قابلیت معنی من بوده باشد نیا فتم. ومی فرمودند درین آیت کریمه که ابراهیم عَلَیْهِ السَّلَامُ گفت: "رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ" (۱۳۹) مراد از اطمینانِ قلب آن بود که ابراهیم عَلَیْهِ السَّلَامُ مظهر صفات احیایی شود. ومی گفتند این آیات که "اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا" (۱۴۰) و "اَلا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ" (۱۴۱) بآن آیت که "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَاللّٰہَ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" (۱۴۲) متناقض نیست، زیرا که در آن آیت سلب خوف و حزن از اولیاء به نسبت وعدهٔ الوهیّت وصفت جمال حق است و درین آیت که "وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" به نسبت بشریت و جلال حق است و درین آیت که "فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤمِنْ بِاللّٰہِ" (۱۴۳) مراد از طاغوت ماسویٰ حق است. ومی فرمودند که روزهٔ مانفی ماسویٰ ست و نمازِ ما "کَاَنَّکَ تَرَاہُ" (۱۴۴) است. واین بیت از ایشان باین فقیر رسید:

تاروی ترا دیده ام من ای شمع طراز
نی کار کنم نه روزهٔ دارم نه نماز
تابا تو بوم مجاز من جمله نماز
چون بی تو بوم نماز من جمله مجاز (۱۴۵)

ومعنی وی آنست که بعد از حصول شهود و وصول مقصود معلوم می شود که طاعتی که لایق حضرت (حق) باشد نمی توان آورد که "وَمَا

قَدرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدرِہٖ" (۱۴۲) "اَیْ مَاعَظَمُوا اللّٰهَ حَقَّ عَظمِة". و می فرمودند اگر یا ربی عیب خواهی بی یار مانی. نظم:

بندهٔ حلقه بگوش ار ننوازی، برود
لطف کن لطف که بیگانه شود حلقه بگوش

و می فرمودند که حقیقت اخلاص بعد از فنا دست میدهد، تا بشریت غالبست میسّر نمی شود و این نظم املا فرمودند، نظم:

ساقی قدحی که نیم مستیم
مخمور صبوحی الستیم
مارا تو بما ممان که تاما
با خویشتنیم بت پرستیم

لَکَ الْحَمْدُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ عَلَی التَّوْفِیْقِ لِلْاِتْمَامِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْکِرَامِ. وَکَانَ زَمَانُ اِتْمَامِهٖ وَقْتَ الظُّهْرِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ عَاشِرُ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارَکَ سَنَة تِسْعٌ و تِسْعِمِائَةِ (۹۰۹) وَاَنَا الْعَبْدُ جَلَال غَفَرَلَهٗ.

حواشی

شرح اسمآء الحسنیٰ (فارسی)

۱۔ الرّجی بمعنی مرجو آنچہ اُمید آن راداشتہ باشند۔

۲۔ سورۃ الاعلیٰ: ۱

۳۔ سورۃ الاعراف: ۱۸۰

۴۔ ر۔ک: بہ حصن حصین: ۴۴

۵۔ سورۃ المزمل: ۲۰

۶۔ (محرم ۶۱۸ - ربیع الاوّل ۶۹۱ھ)۔

۷۔ ر۔ک: بہ قدسیہ: ۲۰۳

۸۔ (ربیع الاوّل ۶۰۴ - جمادی الثانی ۶۷۲ھ)۔

۹۔ مثنوی (میرخانی) جلد اوّل: ۹۰-۹۱

۱۰۔ (م ۲۷۱ھ/۸۸۴م)۔

۱۱۔ در کتابہای تذکرہ وصوفیہ یافتہ نشد۔

۱۲۔ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النّبوی (ج ۱): ۳۷۹ بدین طور: ''ان الجنۃ لتشتاق الی ثلاثۃ علی و عمار و سلمان'' (بہ نقل از ترمذی: مناقب ۳۳)۔

۱۳۔ سورۃ البقرۃ: ۶۰

۱۴۔ سورۃ الحشر: ۲۳

۱۵۔ سورۃ البقرۃ: ۲۲۲

۱۶۔ سورۃ یٰسین: ۵۸

۱۷۔ کلیات شمس (جز ۱): ۵

۱۸۔ سورۃ الذریت: ۲۱

۱۹۔ سورۃ الفرقان: ۶۲

۲۰۔ کلیاتِ شمس (جز ۵): ۳۰

۲۱۔ "القبض والبسط فی الولی کالوح للنفس" (اُنسیہ: ۳۸)۔

۲۲۔ احادیث مثنوی: ۱۱۶ (بہ نقل از المنہج القوی، ج ۴، ص ۳۱۳)۔

۲۳۔ (م رجب ۸۰۲ھ/۱۴۰۰م)۔

۲۴۔ سورۃ آلِ عمران: ۱۹۱

۲۵۔ تفسیر چرخی: ۲۹۷، ۳۲۲

۲۶۔ سورۃ الشوریٰ: ۱۱

حوارئیہ (فارسی)

۱۔ (محرم ۷۱۸- ربیع الاوّل ۷۹۱ھ)۔

۲۔ (۳۵۷-۴۴۰ھ)۔

۳۔ رباعیات ابوسعید ابوالخیر: ۳۹

۴۔ "سورۃ الفاتحۃ"۔

۵۔ سورۃ الفاتحہ: ۱-۳

۶۔ سورۃ الفاتحہ: ۳

۷۔ سورۃ الفاتحہ: ۳

۸۔ سورۃ الفاتحہ: ۴

۹۔ سورۃ الرحمٰن: ۷۰

۱۰۔ ر۔ک: بہ تفسیر چرخی: ۳۲

۱۱۔ ر۔ک: بہ مشکوٰۃ، ص ۲۱ و ابن ماجہ، ص ۱۸، و مرصاد العباد، ص ۲۱۰

۱۲۔ ر۔ک: بہ تفسیر چرخی: ۲۳۹

۱۳۔ سورۃ ص: ۷۲

۱۴۔ مرصاد العباد: ۲۳۸

۱۵۔ مولانا جلال الدین محمد رومیؒ (م ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء)۔

۱۶۔ ر۔ک: بہ کلیات شمس (ج ۲): ۱۸۰

۱۷۔ ر۔ک: بہ کلیات شمس۔ مصرع آخرین رباعی، جلد ۸: ۵۵

۱۸۔ سورۃ الفاتحہ: ۱-۲

۱۹۔ ر۔ک: بہ مسند امام احمد بن حنبلؒ (ج ۲): ۲۴۲، و مرصاد العباد: ۲۳۸

۲۰۔ سورۃ الفاتحہ: ۳

۲۱۔ سورۃ یونس: ۶۲

۲۲۔ (م ۵۲۵ھ)۔

۲۳۔ دیوان سنائی: ۱۷۴

۲۴۔ باکمی تفاوت، دیوان سنائی: ۲۶۹-۲۶۰

۲۵۔ سورۃ الفاتحہ: ۴

۲۶۔ ر۔ک: بہ شرح مثنوی (جلد دوّم): ۳۷۰ کہ آنجا مصرع اوّل بیت شیخ محی الدین ابن عربیؒ دانستہ شدہ است۔

۲۷۔ سورۃ الطلاق: ۳

۲۸۔ ر۔ک: بہ تفسیر چرخی: ۱۴۵، ۱۵۳

۲۹۔ سورۃ الرعد: ۱۱

۳۰۔ سورۃ الفاتحہ: ۵

۳۱۔ (م ۵۶۰ھ)

۳۲۔ سورۃ الفاتحہ: ۶

۳۳۔ سورۃ الفاتحہ: ۷

۳۴۔ سورۃ الفاتحہ: ۷

۳۵۔ دیوان حکیم سنائی: با تفاوت کمی، ص ۲۴۶

طریقہ ختم احزاب (فارسی)

۱۔ نسخہ ب: ''کہ بود او ثانی معروف کرخی''۔

۲۔ ب: ''نظم''۔

۳۔ ب: ''گرفتم، گفت نقل این روایت''۔

۴۔ ب: ''سند دارد از ان صاحب ہدایت''۔

۵۔ ب: این بیت ندارد۔

۶۔ ب: ''بروزی''، کہ غلط است۔

۷۔ ب: ''تا بانعام''۔

۸۔ ب: ''سری'' کہ حتماً اشتباہ است و ''ز'' درست است۔

۹۔ ب: ''سرفراز''، کہ حتماً سہو است۔

۱۰۔ ب: ''بروزی'' چہار شنبہ، کہ غلط است۔

۱۱۔ ب: ''بروزی'' کہ سہو است۔

۱۲۔ ب: بخواند الواقعہ۔

۱۳۔ ب: این بیت را ندارد۔

۱۴۔ ب: ''گردی''۔

۱۵۔ ب: ''ز قید درد غم آزاد گردی''۔

۱۶۔ از این بعد تا آخر ''ب'' ندارد و بعد از بیت قبلی این بیت دارد:

''تا توانی نکنی در حق کسی تقصیر
بدی یا درمی یا قلمی یا قدمی''

و در مصرع اوّل این بیت بجای ''در حق کسی تقصیر'' ظاہراً باید ''در حق کس تقصیری'' باشد۔ امّا وزن و بحر این بیت از وزن و بحر بقیہ ابیات کہ اینجا نقل شدہ بکلی متضاد است۔

ابدالیه (فارسی)

۱۔ سورۃ النحل: ۱۲۵

۲۔ مثنوی دفتر سوم، ص ۴۷ و مراۃ المثنوی، ص ۲۳۰

۳۔ سورۃ الفرقان: ۶۳

۴۔ سورۃ الاحقاف: ۱۳

۵۔ سورۃ یونس: ۶۲

۶۔ رسالۂ قدسیہ، ص ۱۱۹

۷۔ اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۹: ۶۶۵

۸۔ صحیح مسلم، ص ۳۳۲، جلد ۲، باب المرء مع من احب۔

۹۔ المعروف داتا گنج بخش لاہوریؒ (م ۴۶۵ھ/ ۱۰۷۲ء)، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۵۴-۱۵۵

۱۰۔ (م ۳۵۷-۴۴۰ھ)، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۱۳۸-۱۴۰

۱۱۔ مولانا جلال الدین محمد بلخی رومیؒ (۶۰۴-۶۷۲ھ/ ۱۲۰۷-۱۲۷۳ء) صاحب مثنوی، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۴۷-۲۴۹

۱۲۔ مثنوی معنوی، دفتر سوم، ص ۴۷۶

۱۳۔ پادشاہ معروف غزنوی (۳۸۷-۴۲۱ھ)، بنگرید: کارنامہ بزرگان دین، ص ۳۱۹-۳۲۰

۱۴۔ (۷۱۸-۷۹۱ھ) بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۷۳-۲۷۴

۱۵۔ (م ۲۰-رجب ۸۰۱ھ/ ۱۷-مارس ۱۴۰۰م)، بنگرید: نفحات الانس، ص ۲۶۹، رشحات عین الحیات، ص ۹۴

۱۶۔ پدر حسام الدین شاشیؒ (م ۸۱۹ھ) خلیفہ حضرت امیر حمزہؒ (م ۸۰۴ھ) ابن سید امیر کلالؒ (م ۷۷۴ھ) بنگرید: رشحات، ص ۵۱

۱۷۔ (م۳۲ھ/۶۵۳ء)، صحابی معروف وصاحب نعلین وسواک (بنگرید: الاستیعاب ۳: ۱۱۰-۱۱۶)۔

۱۸۔ حدیث کامل در مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد ۱۱، ص ۳۶۰ باب ذکر الیمن والشام وذکر اویس قرنیؒ اینطور آمدہ است: ''عن عبداللہؓ بن مسعود مرفوعاً۔ ان اللہ خلق ثلثماۃ نفس قلوبہم علیٰ قلب آدم ولہ اربعون قلوبہم علیٰ قلب موسیٰ ولہ سبعۃ قلوبہم علی قلب ابراہیم ولہ خمسۃ قلوبہم علیٰ قلب جبرئیل ولہ ثلث قلوبہم علی قلب میکائیل وٖلہ واحد قلبہم علی قلب اسرافیل۔ کلمامات الواحد ابدال اللہ مکانہ من الثلاثۃ وکلمامات واحد من الثلاثۃ ابدال اللہ مکانہ من الخمسۃ وکلمامات من الخمسۃ واحد ابدال اللہ مکانہ من السبعۃ وکلمامات واحد من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعین وکلمامات واحد من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلثماۃ وکلمامات واحد من الثلثماۃ ابدل اللہ من العامۃ بہم یدفع البلاء عن ھدہ الامۃ۔'' ابن عساکرؒ ھمین حدیث را از حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نقل کردہ است کہ در آخر آن: ''ابدل اللہ مکانہ من العامۃ'' عبارت ''فہم تحیی ویمیت ویمطر وینیب ویدفع البلاء'' آمداست۔ نیز بنگرید: فصل الخطاب، ص ۳۶۶-۳۷۰، ''فی بیان الاقطاب والابدال والاوتاد وغیرہم'' وص ۳۷۰-۳۷۳ ''تبدل طبقات'' کہ مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ این مطالب را از ان اخذ فرمودہ است۔

۱۹۔ (م۳۶ھ/۶۵۷ء)، بنگرید: الاستیعاب ۲: ۳۹۳-۳۹۴

۲۰۔ (م۶۵۹-۳۴۷ھ)، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ۲۶۵-۲۶۷، قصر عارفاں، ص ۸۰، ۱۵۹

۲۱۔ بیت اوّل و دوّم در کلیات شمس، ج ۵، غزل شمارہ ۲۳۶۲، بیت شمارہ ۲۴۹۷۸-۲۴۹۷۹، ص ۱۴۷ و نائیہ، ص ۱۲۹، بیت سوّم وچہارم در مثنوی معنوی، دفتر ۲، ص ۲۲ و بیت پنجم وششم وہشتم ونہم در دفتر ۲، ص ۳۰ و بیت ہفتم در دفتر ۱، ص ۱۱ دیدہ شد۔

۲۲۔ (م۵۶۰ھ/۱۱۶۵ء) کہ از آثار اوست: علل القراءات فی عدۃ مجلدات، عین المعانی فی تفسیر سبع المثانی، والوقف والابتداء (بنگرید: معجم المؤلفین، جلد ۱۰: ۱۱۲)۔

۲۳۔ مرقاۃ الفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۱۰، ص ۷۰

۲۴۔ تفسیر چرخی، ص ۱۷۴، نائیہ، ص ۲۷

۲۵۔ مرصاد العباد، ص ۱۲، رباعی سرودہ حضرت نجم الدین دایہؒ (م۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء) و بیت دوّم این است:

در مان طلبان زدرد از ان محرومند

کین درد بطالبان درمان ندهند

این رباعی را سروده محمود شبستریؒ (م ۷۲۰ھ/ ۱۳۲۰ء) نیز گفته اند (بنگرید: سیر تصوف در افغانستان، ص۱۶۴)۔

۲۶۔ سورۃ البقرۃ: ۲۵۳

۲۷۔ سورۃ الاعراف: ۴۳

۲۸۔ برائے شرح احوال حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بنگرید: تذکرۃ الاولیا، ص ۱۹-۲۰، ۲۸، لغت نامہ دهخدا ۱۵۷:۵۰۹

۲۹۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج۱۱، ص۴۲، و مجمع البحار، جلد۳، ص ۳۸۰، مراۃ المثنوی ص ۹۰۹

۳۰۔ فصل الخطاب، ص۳۷۱، بدین طور:

فَـوَارِسُ هَـيْـجَـاءِ الْيُـومَ اَيُـوَمُ

وَهَـا بَيْـنَ ظُـلُـمَـاءِ اِذَاللَّيْـلِ اللَّيْـلُ

رِجَـالُ مُـحَـارِيـبٍ وَ حرب فَكَسُبُهُمُ

لِاَرَيْهِـم اَعْـمَـالُهـم وَالـنَّـفَـلُ

۳۱۔ سورۃ الکہف: ۶۵

۳۲۔ بنگرید: فصل الخطاب، ص۳۷۱-۳۷۲

اُنسیہ (فارسی)

۱۔ سورۃ آلِ عمران، آیت ۳۱۔

۲۔ سورۃ آلِ عمران، آیت ۳۲۔

۳۔ (م ۱۳ ربیع الاوّل ۷۹۱ھ/ یکم مارس ۱۳۸۹، بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران، ص ۲۷۳-۲۷۴)۔

۴۔ سورۃ الانعام، آیت ۹۰۔

۵۔ ابوالمعالی سیف الدین سعید بن مطہر باخرزیؒ (م ۶۵۹ھ/ ۱۲۶۱م) محدث وشیخ خراسان بودہ۔ (بنگرید: تذکرۃ الحفاظ، جلد۴: ۱۴۵۱)۔

۶۔ اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۱: ۳۴۹، ۷: ۵۹۵۔

۷۔ رشحات ص ۷۸

۸۔ (م ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ھ/ ۱۷ اوچ ۱۱۷۹م درغجدوان، (بنگرید خزینۃ الاصفیا، ج اوّل، ص ۵۳۲)۔

۹۔ سورۃ الاعراف، آیت ۵۵۔

۱۰۔ مسند احمد بن حنبلؒ جلد ۲: ۸۷۔

۱۱۔ (م ۸ھ/ ۶۲۹م، بنگرید: الاستیعاب، جلد۲: ۱۱۴-۱۱۹)۔

۱۲۔ سورۃ آل عمران: آیت ۱۴۴۔

۱۳۔ (م ۲۰ رجب ۸۰۲ھ/ ۱۷ مارس ۱۴۰۰م، بنگرید: نفحات الانس، ص ۲۶۹-۲۷۱)۔

۱۴۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ/ ۲ جولائی ۱۳۵۴م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء ج ۱، ص ۵۴۵)۔

۱۵۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۸ ذیقعدہ ۷۱۵ھ/ ۱۰ فروری ۱۳۱۶م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء ج اول، ص ۵۴۳)۔

۱۶۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۷ ربیع الاوّل ۷۱۷ھ/ ۶ جون ۱۳۱۷م، بنگرید:

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۸۵)

۱۷۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ ریوگر (م ۶۱۶ھ/ ۱۲۱۹ء، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۸۴)۔

۱۸۔ حضرت شیخ ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م سوموار ۲۷؍رجب ۵۳۵ھ/ ۷؍مارس ۱۱۴۱ء، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۷۱)۔

۱۹۔ حضرت شیخ ابوعلی فضلؒ بن محمد بن علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴؍ربیع الاوّل ۴۷۷ھ/ ۱۱؍جولائی ۱۰۸۴ء، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۶۸)۔

۲۰۔ حضرت امام محمد بن محمد بن احمد غزالی طوسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴؍جمادی الآخر ۵۰۵ھ/ ۱۸؍دسمبر ۱۱۱۱ء، بنگرید: تاریخ نظم ونثر درایران ودزبان فارسی، ج ۱،ص ۶۶)۔

۲۱۔ حضرت شیخ ابوالقاسم علی گرگانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۰ھ/ ۱۰۵۸ء، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۲،ص ۷)۔

۲۲۔ حضرت محمد بن جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م ہفتہ ۱۷؍رجب ۲۹۲ھ/ ۴؍جون ۹۰۴ء، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج ۱،ص ۸۱)۔

۲۳۔ حضرت شیخ ابوالحسن علیؒ بن جعفر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ (م عاشورا ۴۲۵ھ ۱۱؍دسمبر ۱۰۳۳ء، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۵۸)۔

۲۴۔ حضرت بایزید طیفورؒ بن عیسیٰ بسطامی بن آدم بن سروشان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۵؍شعبان ۲۶۱ھ/ ۲۵؍مئی ۸۷۵ء، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۵۱)۔

۲۵۔ حضرت امام جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م ۱۵؍رجب ۱۴۸ھ ۶؍ستمبر ۷۶۵ء، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص ۴۶)۔

۲۶۔ حضرت محمدؒ باقر بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م بروز سوموار ۷؍ذی الحجہ ۱۱۴ھ/ ۲۸؍جنوری ۷۳۳ء، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء ج ۱،ص ۳۵)۔

۲۷۔ حضرت امام زین العابدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۸؍محرم ۹۴ھ/ ۵؍نومبر ۷۱۲ء، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء ج ۱،ص ۳۰)۔

۲۸۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۰؍محرم ۶۱ھ ۱۰؍اکتوبر ۶۸۰ء، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء،

ج۱،ص۲۸)۔

۲۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (م ۲۱/رمضان المبارک ۴۰ھ/ ۲۸/جنوری ۶۶۱م، بنگرید: خزینۃ الاصفیاء، ج۱،ص۱۵)۔

۳۰۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم (م۲۴/جمادی الاوّل ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ/ ۵/نومبر ۷۲۴ یا ۷۲۵م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۴۵)۔

۳۱۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۱۰/رجب ۳۳ھ/۴/فروری ۶۵۴م، بنگرید: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص۴۲)۔

۳۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م منگل ۲۲/جمادی الثانی ۱۳ھ/۲۴/اگست ۶۳۴م، بنگرید: الاستیعاب، جلد۴: ۱۷۷-۱۷۸)۔

۳۳۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص۳۹

۳۴۔ سورۃ التوبۃ: ۱۰۸

۳۵۔ صحیح مسلم (ج اوّل)، ص۱۴۸-۱۴۹

۳۶۔ جامع الترمذی، ص۹ و منیۃ المصلّی، ص۱۱

۳۷۔ منیۃ المصلّی، ص۱۱

۳۸۔ سورۃ الاعراف: ۳۱

۳۹۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص۳۹

۴۰۔ (م۶۳۲ھ/۱۲۳۴م، بنگرید: خزینۃ الاصفیا۲: ۱۳)۔

۴۱۔ (م۶۳۸ھ/۱۲۴۰م، خزینۃ الاصفیا۱: ۱۱۲)۔

۴۲۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص۲۰۵ (بہ نقل از ابوداؤد)۔

۴۳۔ احیاء علوم الدین والمغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار (ج اوّل)، ص۱۴۱

۴۴۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص۵۰

۴۵۔ آیۃ ۲۵۵، سورۃ البقرۃ

۴۶۔ آیۃ ۲۸۵، سورۃ البقرۃ

۴۷۔ سورۃ اخلاص: ۱

۴۸۔ سورۃ الفلق:۱

۴۹۔ سورۃ الناس:۱

۵۰۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص ۲۰۵ (بہ نقل از ابوداؤد)۔

۵۱۔ ابن ابی شیبہؒ

۵۲۔ بخاری ومسلم وکتب دیگر صحاح ستہ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح،ص ۲۰۹

۵۳۔ احیاء علوم الدین ۱:۳۳۷

۵۴۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص ۲۰۹

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ احادیث مثنوی،ص ۴۲ (بہ نقل از کنوز الحقائق،ص ۱۴۰)۔

۵۷۔ اتحاف السادۃ المتقین ۵:۲۳

۵۸۔ سورۃ الشعرآء:۸۸،۸۹

۵۹۔ تفسیر چرخی،ص ۱۵۱

۶۰۔ سرودہ ابوسعید ابوالخیرؒ تاریخ تصوف دراسلام،ص ۶۰۴

۶۱۔ ترغیب،جلد۲:۴۱۲ (رواہ الطبرانی،فی الاوسط وفی الکبیر)۔

۶۲۔ سورۃ حم السجدہ:۳۰

۶۳۔ ایضاً

۶۴۔ ایضاً

۶۵۔ ایضاً

۶۶۔ ایضاً:۳۱

۶۷۔ ایضاً

۶۸۔ ایضاً:۳۲

۶۹۔ (م ۲۵۵ھ/ ۸۴۹م،بنگرید: کشف الظنون ۲:۱۹۷۹)۔

۷۰۔ مولانا جلال الدین محمد رومیؒ (م ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳م) بنگرید: کارنامہ بزرگان ایران،ص ۲۴۷-۲۴۹

۷۱۔ درکلیات شمس، جلد۸ (مشتمل بر رباعیات) مطبوعہ دانش گان تہران، ۱۳۴۲ھ، دیدہ نشد۔

۷۲۔ سورۃ الاعراف: ۲۰۵

۷۳۔ سورۃ الاعراف: ۵۵

۷۴۔ ایضاً

۷۵۔ (م ۵۳۷ھ/۱۱۴۲م)۔

۷۶۔ (م ۴۲ھ/۶۶۲م، بنگرید: الاستیعاب ۴: ۳۲۶-۳۲۸)۔

۷۷۔ مثنوی (ج اوّل)، ص ۵۰

۷۸۔ کلیات شمس (ج ۵)، ص ۱۷۱

۷۹۔ فقرات، ص ۱۵۸

۸۰۔ کشف الخفاء، جلد ۱: ۸۸

۸۱۔ سلسلۃ الذہب (دفتر اوّل)، ص ۳۱

۸۲۔ صحیح بخاری (ج ۱)، ص ۶

۸۳۔ تفسیرِ چرخی، ص ۱۶۶، ۲۱۰

۸۴۔ سورۃ البقرۃ: ۱۵۲

۸۵۔ مرقات شرح مشکوٰۃ (ج ۹) ص ۳۹۴

۸۶۔ الحقائق فی التفسیر از شیخ ابی عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نیشاپوری رد (م ۴۱۲ھ/۱۰۲۱م) بہ اسلوب عرفانی (بنگرید: معجم المؤلفین، جلد ۹: ۲۵۸-۲۵۹)۔

۸۷۔ سورۃ ق: ۱۶

۸۸۔ (م یکم محرم ۲۴ھ/۷ نومبر ۶۴۴م، بنگرید: الاستیعاب ۳: ۲۳۵-۲۴۴)۔

۸۹۔ مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، ص ۹۲

۹۰۔ قدسیہ، ص ۹۰

۹۱۔ شرح دیباچہ (نائیہ)، ص ۱۱۸

۹۲۔ سورۃ الاعراف: ۲۰۵

۹۳۔ سورۃ والضحیٰ: ۱۰

۹۴۔ سورۃ النور:۳۷

۹۵۔ سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء):۸۹

۹۶۔ سورۃ المزمل:۱-۲

۹۷تا۱۰۱۔ سورۃ الذٰریٰت:۱۵-۱۸

۱۰۲۔ سورۃ البقرۃ:۲۸۶

۱۰۳۔ ایضاً:۱۲۸

۱۰۴تا۱۰۸۔ سورۃ السجدۃ:۱۶-۱۷

۱۰۹۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص۱۰۹،بحوالہ الترمذی

۱۱۰۔ ھمان مأخذ

۱۱۱۔ آلِ عمران:۱۹۰

۱۱۲۔ یعنی سورۃ آلِ عمران

۱۱۳۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص۱۰۷-۱۰۸،(بہ نقل در صحاح ستہ)۔

۱۱۴۔ سورۃ الکٰفرون:۱

۱۱۵۔ سورۃ الاخلاص:۱

۱۱۶۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص۲۰۵(بہ نقل از ابوداؤد)۔

۱۱۷۔ سنن ابن ماجہ،ص۵۶

۱۱۸۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص۸۹(بہ نقل از ترمذی)۔

۱۱۹۔ ایضاً،ص۱۱۶(بہ نقل از ابوداؤد)

۱۲۰۔ ہمان مأخذ و سنن ابی داؤد(ج۱)،ص۱۸۲

۱۲۱۔ سورۃ النجم:۳۷

۱۲۲۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص۲۱۰

۱۲۳۔ سنن ابن ماجہ،ص۵۶

۱۲۴۔ مشکوٰۃ المصابیح،ص۱۱۶(بہ نقل از ابن ماجہ)۔

۱۲۵۔ سورۃ بنی اسرائیل:۲۵

۱۲۶۔ مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۶ (بہ نقل از مسلم حدیث نمبر ۱۷۴۶)۔

۱۲۷۔ سورۃ النساء: ۲۹

۱۲۸۔ اتحاف السادۃ المتقین، جلد ۶: ۸، کنز العمال جلد ۳، نمبر ۶۸۹۱، قدسیہ، ص ۲۹

۱۲۹۔ نائیہ، ص ۱۰۷

۱۳۰۔ سورۃ الذّٰریٰت: ۲۱

۱۳۱۔ نائیہ، ص ۱۱۱ و چاپ ۱۳۳۶، ص ۳

۱۳۲۔ (م ۱۱-شعبان ۵۲۵ھ/ ۹-ژوئیہ ۱۱۳۱م، بنگرید: تاریخ نظم ونثر ۱: ۷۴)۔

۱۳۳۔ سورۃ الحجر: ۲۹

۱۳۴۔ مسند احمدؒ بن حنبلؒ، (ج ۴) ص ۱۵۸، تفسیر چرخی، ص ۱۵۴

۱۳۵۔ مشکوٰۃ، باب ذکر اللہ، ص ۱۹۷

۱۳۶۔ احادیث مثنوی تألیف بدیع الزمان فروزانفر، ص ۶۵ (بہ نقل از اتحاف السادۃ المتقین، ج ۸، ص ۶۰۸)۔

۱۳۷۔ تفسیر چرخی، ۹۸، منقول از امام قشیریؒ

۱۳۸۔ خواجہ عبداللہ انصاری ہرویؒ (م ۴۸۱ھ/ ۱۰۹۸م)، بنگرید: معجم المؤلفین، جلد ۶: ۶

۱۳۹۔ سورۃ البقرۃ: ۲۶۰

۱۴۰۔ سورۃ حٰم السجدۃ: ۳۰

۱۴۱۔ سورۃ یونس: ۶۲

۱۴۲۔ سورۃ الانفال: ۲

۱۴۳۔ سورۃ البقرۃ: ۲۵۶

۱۴۴۔ مشکوٰۃ (کتاب الایمان) ص ۱۱

۱۴۵۔ بنگرید: شمارہ ردیف ۶۰ قبلی۔

۱۴۶۔ سورۃ الانعام: ۹۱

مآخذ ومنابع

مقدمہ، متن فارسی اور اُردو ترجمہ کے حواشی میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ آریانا (فارسی): جلد۲، نمبر۲، ۱۳۲۲ھ (ص ۱۱-۱۴، مولانا یعقوب چرخیؒ، از محمد ابراہیم خلیل)۔

۲۔ اتحاف السادۃ المتقین (عربی): از سیّد مرتضیٰ الزبیدیؒ، قاہرہ: المیمنہ، ۱۳۱۱ھ، جلد ۱، ۲، ۵، ۷، ۹

۳۔ احادیث مثنوی (فارسی): از بدیع الزمان فروزانفر، تہران: مؤسسہ چاپ وانتشارات امیر کبیر، ۱۳۴۷ھ ش۔

۴۔ احیاء العلوم الدّین (فارسی): از امام ابو حامد محمد بن محمد غزالیؒ، مترجمان: مؤید الدّین، محمد خوارزمی، بہ کوشش: حسین خدیوجم، انتشارات، بنیاد فرہنگ ایران، تہران۔ ۱۳۵۲خ، جلد ۱، ۴

۵۔ اُردو انسائیکلوپیڈیا (اُردو): ناشر: فیروز سنز، لاہور، ۱۹۶۸ء

۶۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحابؓ (عربی): از ابن عبدالبر قرطبیؒ، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، جلد۳

۷۔ اُنسیہ، رسالہ (فارسی و اُردو): از حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ، تصحیح و ترجمہ و تعلیقات: محمد نذیر رانجھا، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء

۸۔ انوار اولیاء (اُردو): از سید رئیس احمد جعفری ندوی، ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۶۸ء۔

۹۔ بزم صوفیہ (اُردو): از سیّد صباح الدّین عبدالرّحمان، ناشر: دارالمصنفین اعظم گڑھ، ۱۳۶۹ھ۔

۱۰۔ تاریخ تصوف در اسلام (فارسی): از ڈاکٹر قاسم غنی، تہران: انتشارات کتاب فروشی ابن سینا، ۱۳۳۰ھ ش۔

۱۱۔ تاریخ عباسی (اُردو): تصنیف سیّد شریف احمد شرافت نوشاہیؒ۔ قلمی مخزونہ کتب خانہ نوشاہیہ ساہنپال شریف ضلع گجرات۔

۱۲۔ تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی (فارسی): نوشتہ سعید نفیسی، انتشارات: کتابفروشی فروغی، تہران: ۱۳۴۴ش، جلد ۱، ۲

۱۳۔ تذکرۃ الاولیاء (فارسی): از شیخ فرید الدّین عطّار نیشاپوریؒ، بررسی، تصحیح متن، توضیحات وفہارس از

دکتر محمد استعلامی، انتشارات: زوار تہران، ۱۳۴۶خ

۱۴۔ تذکرۃ الحفاظ (عربی): از شمس الدین محمد بن احمد ذہبیؒ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء، جلد ۴

۱۵۔ تذکرۂ صوفیائے پنجاب (اُردو): از اعجاز الحق قدوسی، ناشر: سلیمان اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۲ء

۱۶۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (اُردو): تالیف علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مع تکملہ از محمد صادق قصوری، ناشر: نوری بک ڈپو، لاہور، ۱۹۷۶ء

۱۷۔ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ (اُردو): از محمد صادق قصوری، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء

۱۸۔ الترغیب والترھیب (عربی): از حافظ زکی الدین عبد العظیمؒ، تحقیق: مصطفیٰ محمد عمارۃ، دمشق: دار الایمان، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء، جلد ۲

۱۹۔ تفسیر یعقوب چرخیؒ (فارسی): از حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور، ۱۳۳۱ھ

۲۰۔ جامع ترمذی (عربی): تالیف حافظ ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ علیمی پریس دہلی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۲۱۔ حصن حصین (اُردو ترجمہ): از امام محمد بن محمد الجزری شافعیؒ، کراچی، تاج کمپنی، س۔ن۔

۲۲۔ خزینۃ الاصفیاء (فارسی): تالیف مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مطبع نولکشور کانپور، ۱۳۳۲ھ، جلد ۱، ۲

۲۳۔ دیوان حکیم سنائی (فارسی): از ابو المجد ود (یا ابو الحسن علی) ابن آدم سنائی غزنویؒ، بکوشش مظاہر مصفا، تہران: مؤسسہ امیر کبیر، س۔ن۔

۲۴۔ رباعیات ابو سعید ابو الخیرؒ (فارسی مع شرح وترجمہ اُردو): از ابو سعید ابو الخیر شیخ فضل اللہؒ، مترجم و شارح: رازی جالندھری، لاہور: ملک نذیر احمد، س۔ن۔

۲۵۔ رسالہ قدسیہ (فارسی): تالیف خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ وتحشیہ وتصحیح وتعلیقات پروفیسر ملک محمد اقبال، انتشارات: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۳۹۵ھ

۲۶۔ رشحات عین الحیات (فارسی): تالیف ملا علی بن الحسین الواعظ الکاشفیؒ، کانپور، مطبع نولکشور، ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

۲۷۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی (عربی): تالیف علامہ ابو الفضل شہاب الدین

السید محمود الالوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۷

۲۸۔ روزنامہ جنگ (اُردو): کراچی، مؤرخہ ۹ رجنوری ۱۹۸۲ء

۲۹۔ سفینۃ الاولیاء (فارسی): از داراشکوہ، کانپور: ۱۸۸۴ء

۳۰۔ سلسلہ نقشبندیہ (فارسی): از محمد طاہر بن طیّب خوارزمیؒ، شمارہ ۶۹، مخزونہ ازبکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری، ازبکستان۔

۳۱۔ سنن ابن ماجہ (عربی): تالیف امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، شائع کردہ نور محمد تجارت کتب آرام باغ کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۳۲۔ سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ (عربی): مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور، (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۳۳۔ شذرات الذھب فی اخبار من ذھب (عربی): از عبدالحی بن عماد حنبلیؒ، بیروت: دارالفکر، س۔ن، جلد ۲

۳۴۔ شرح دیباچہ مثنوی مولانا رومؒ، المعروف رسالہ نائیہ (اُردو ترجمہ): مصنف: حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ، ترجمہ، مقدمہ وحواشی: محمد نذیر رانجھا، لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء

۳۵۔ صحیح البخاری (عربی): تالیف ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ اصح المطابع کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۱

۳۶۔ صحیح مسلم (عربی)، تالیف امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبۃ السلفیہ (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۱

۳۷۔ فصل الخطاب (فارسی): از خواجہ محمد پارساؒ، بہ تصحیح ومقدمہ وتعلیقات: جلیل مسگر نژاد، تہران: مرکز دانش گاہی، ۱۳۸۱ھ ش۔

۳۸۔ فقرات (فارسی): تالیف خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۸ھ) نسخہ خطی شمارہ ۶۹۱۲، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد۔

۳۹۔ فہرست کتابہائے چاپی فارسی (فارسی): گردآورندہ، خانبابا مشار، انتشارات: بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، تہران: ۱۳۳۷خ، جلد ۲

۴۰۔ فہرست مشترک نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان (فارسی): از (استاد) احمد منزوی، اسلام آباد: مرکز

تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ج۱،۳۔
۴۱۔ فہرست نسخہ ہائے خطی کتاب خانہ گنج بخش: از محمد حسین تسبیحی، ۔ناشر: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد، ۱۳۹۴ھ۔
۴۲۔ قرآن الحکیم (مترجم اُردو) ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات: تاج کمپنی، لاہور (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔
۴۳۔ قرآن مجید (مترجم اُردو): ترجمہ از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات: شیخ غلام علی اینڈ سنز، تاجران کتب، لاہور، ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ
۴۴۔ قصرِ عارفان از مولوی احمد علی، ناشر: اورینٹل کالج میگزین لاہور، ۱۹۶۵ء
۴۵۔ کارنامہ بزرگان ایران (فارسی)، نشریۂ ادارہ کل انتشارات وراد یو ایران، تہران: ۱۳۴۰خ
۴۶۔ کشف الاسرار وعدۃ الابرار معروف بتفسیر خواجہ عبداللہ انصاریؒ (فارسی): تالیف ابوالفضل رشید الدین المیبدیؒ، بسعی و اہتمام علی اصغر حکمت، ناشر: کتابخانہ ابن سینا، تہران: ۱۳۴۴ھ
۴۷۔ کشف الخفا (عربی): از العجلونی، بیروت: مکتبہ دار التراث، س۔ن، ج۱۔
۴۸۔ کشف المحجوب (اُردو ترجمہ) از ابوالحسن سیّد علی بن عثمان ہجویریؒ، ترجمہ از ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادریؒ، ناشر: اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۳۹۷ھ
۴۹۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون (عربی): از مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ و بکاتب چلپی، استنبول: ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء، ج۲
۵۰۔ کلیات شمس یا دیوان کبیر (فارسی): از مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ، باتصیحات و حواشی بدیع الزمان فروزانفر، انتشارات دانشگاہ تہران: ۱۳۳۹ش، جلد ۲، ۵، ۸
۵۱۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (عربی): از علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہانفوری قدس سرہ، بیروت: مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، جلد ۳
۵۲۔ لطائف نفیسیہ در مناقب اویسیہ از ناشناس، (مخطوطہ فارسی) شمارۂ ۴۳۹۴، کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد۔
۵۳۔ لغات الحدیث (اُردو): مؤلفہ وحید الزمان، مطبوعہ نور محمد المطابع، کراچی (تاریخ طباعت درج

نہیں ہے)۔
۵۴۔ لغت نامہ دھخدا (فارسی) از علی اکبر دھخدا، تہران: دانش گاہ تہران، شمارہ مسلسل ۱۵۷، ۱۳۴۸ ھ ش۔
۵۵۔ ماہنامہ فاران (اُردو): کراچی، فروری ۱۹۷۸ء
۵۶۔ مثنوی مولوی معنوی (فارسی، اُردو): تصنیف: مولانا جلال الدین بلخی رومیؒ، مترجم: قاضی سجاد حسین، لاہور: الفیصل، س۔ن، ج ۱-۶
۵۷۔ مثنوی با کشف الابیات (فارسی): از مولانا جلال الدین محمد رومیؒ، بہ خط خوشنویس میر خانی، تہران، چاپ اسلامیہ، ۱۳۷۴ ھ ش۔
۵۸۔ مثنوی ہفت اورنگ (فارسی): از نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، بتصحیح ومقدمہ، آقا مرتضیٰ، مدرس گیلانی، انتشارات: کتابفروشی سعدی، تہران: ۱۳۵۱ اش
۵۹۔ مجلہ دانش کدہ ادبیات وعلوم انسانی (فارسی): مشہد: شمارہ ۱۵، پائیز ۱۳۸۴ ھ ش۔
۶۰۔ مجمع البحار (عربی): از شیخ محمد ظاہر، ناشر: مطبع نولکشور، س۔ن، جلد ۳
۶۱۔ مراۃ المثنوی (فارسی): از تلمذ حسین، ناشر: اعظم اسٹیم پریس، حیدرآباد دکن: ۱۳۵۲ ھ۔
۶۲۔ مجموعہ ستہ ضروریہ: رسائل حضرات نقشبندیہ (فارسی): بتصحیح جناب مولانا اعجاز احمد بدایونی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی: ۱۳۱۲ ھ
۶۳۔ مرصاد العباد (فارسی): از نجم الدین ابوبکر محمد بن شاھاور بن انوشیروان رازی، معروف بہ دایہؒ، باہتمام: ڈاکٹر محمد امین ریاحی، تہران: بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، ۱۳۵۲ ھ ش۔
۶۴۔ المرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی): تالیف علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ المحدث والفقیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ)، ملتان (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۹، ۱۱
۶۵۔ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (عربی): شایع کردہ المکتب الاسلامی، بیروت (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۲، ۳، ۴
۶۶۔ مشکوٰۃ المصابیح (عربی): تالیف الشیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب رحمۃ اللہ علیہ، انتشارات: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔
۶۷۔ مطلب الطالبین (فارسی): از ابوالعباس محمد بن طالب، نسخہ خطی شمارہ ۸۰، مخزونہ ازبکستان اکیڈمی آف سائنس، اورینٹل انسٹی ٹیوٹ لائبریری، ازبکستان۔

۶۸۔ المعجم المفہرس لاحادیث النبویؒ (عربی): از اے۔ی۔ونسنک/ی۔بروخمان، استنبول: دارالدعوۃ، ۱۹۸۸ء، جلد ۷

۶۹۔ معجم المؤلفین (عربی): از عمر رضا کحالہ، بیروت: مکتبۃ المثنیٰ، س۔ن، جلد ۶، ۹، ۱۰

۷۰۔ المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج مافی الاحیاء من الاخبار (عربی)، تالیف الحافظ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۶ھ)، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۳۹ء، جلد ۱

۷۱۔ مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ (فارسی): تالیف حضرت شاہ محمد مظہر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: اکمل المطابع دہلی، ۱۲۷۷ھ

۷۲۔ منیۃ المصلی (عربی): تالیف شیخ الفقہ علامہ سدید الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مجیدی پریس کانپور (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)۔

۷۳۔ نائیہ، رسالہ (فارسی): تالیف حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، با مقدمہ وحواشی خلیل اللہ خلیلی، ناشر: انجمن تاریخ افغانستان کابل، ۱۳۵۲خ

۷۴۔ نسمات القدس (اُردو): تالیف خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ، مترجم: سیّد محبوب حسن واسطی، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ، ۱۴۱۰ھ۔

۷۵۔ نفحات الانس (فارسی): از مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ، لاہور: مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، س۔ن۔

۷۶۔ ہفت اقلیم (فارسی): اثر امین احمد رازی، با تصحیح وتعلیق:۔ جواد فاضل، انتشارات کتابفروشی علی اکبر علمی وکتابفروشی ادبیہ، تہران (تاریخ طباعت درج نہیں ہے)، جلد ۱

۷۷۔ Bahaeddin Naksbend: by Necdet Tosun, Istanbul, Insan Yayinlari, 2003 A.D.

۷۸۔ Encyclopaedia Iranica: London, 1990, v. 4 (PP 819-820, Çarki, by Hamid Algar).

۷۹۔ Le Sufi et le Commissair, Bennigsen and C. Lemercier, Quelquejay, Paris, 1986.

(بتشکر دانشمند ارجمند ودوست مہربان جناب نجدت طوسون)

محمد نذیر رانجھا نامہ

نذیر، من تویی رانجھائے جانان — محمد ہستی و گوہر فشانان
دل تو مرکز مہر و محبت — زبان تو نشان پاک ایمان
نوشتی تذکرہ تاریخ نقشبند — بہ نقشبندی تویی پیوند خوبان
نسیم گلشن از تو گشتہ خوشبو — بہ شرح مثنوی داری دل و جان
اگر یعقوب چرخیؒ زندہ گشتی — تشکر می نمود و حسنت گویان
اگر ابدالیہ خواہی بخوانی — بہ کوشش آمدہ تحقیق عرفان
نشان چرخی شیرازی ما — بہ فارسی آمدہ ''تفسیر قرآن''
بہ انس و اُنس و دانش بستہ گشتی — ''رسالہ اُنسیہ'' شور نیستان
تصوف بر دل رانجھا رسیدہ — بہ چاپ و نشر آثارش سخندان
نوائے دلبری از گل شنیدم — ہمان گل آمد از سوئے گلستان
رسیدہ نور حق بر قلب رانجھا — محمد پاک دل چون ماہ تابان
بہ آبادی جلالش روح و رحمت — کہ زادگاہش بود در قلب انسان
اگر بحر الحقیقہ ترجمہ شد — صفائے زندگی را بستہ پیمان
سریر کشور حسن خدایی — بہ مسجد دادہ او محراب رحمان
نماز و روزہ اش پیوند اللہ — صفات حضرت حق را ثنا خوان
بہ درگاہ خدا دست دعایش — بہ محراب و بہ مسجد در شبستان
طلوع زندگی در کار و کوشش — شود روشن ہمارہ قلب پژمان
امید ہر کسی آیندہ او — ہمین آیندہ گوید مہد نیکان
بہ اخلاق خوش و شیرین زبانی — چراغ روشن رانجھا درخشان
محبّ مردمان گردیدہ رانجھا — دما دم نغمہ ہائے خوش نوازان
شدم من ہم نشین رانجھائے گل — بہ گنج بخش کتاب و گنج احسان
سفر کردم بہ ہمراہش بہ گلزار — بہ گلزار خلیل و خانقاہان
الٰہی زندہ و پایندہ باشد — نذیر رانجھا امیر باغ و بستان

منم بندہ رہا خدمتگر علم
زبان فارسی را نغمہ خوانان

سرودۂ جناب آقائے دکتر محمد حسین تسبیحی

۱۳-شوال المعظم ۱۳۸۲اش/۳-جنوری ۲۰۰۴ء

Charkhi (pp 23-51), from "Mian Ahmed Ikhlaq Academy, Lahore" in 1997.

5. **TAFSEER YAQUB CHARKHI:** Completed in 851 A. H/ 1447 A.D containing "Tasmia, Tauz `Sura-e-Fateha" and exegesis of two chapters of Quran. I have translated it in Urdu and have been published from Jamia Publications, Lahore in 2005.
6. **TARIKA KAHATM-E-AHZAB:** Which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language in "Danesh" (vol-1, No-1, pp 40-41), 1985. Secondly was published in Urdu Translation She Rasail Charkhi (pp 63-67), from "Mian Ahmed Ikhlaq Academy, Lahore" in 1997.
7. **UNSIA:** published in 1312 A. H. by Mujtabai Press, Delhi. Its Urdu translation by me with Persian text, published by Iran Pakistan Institute of Persian Study, Islamabad in 1983 and Kutubkhana-e-Serajia, Khanqah Sharif Ahmadia Saeedia, Musa Zai Sharif, Dera Ismail Khan, Pakistan.

Except Sr. No. 3 and 5 all other Risalas are inclusive in third edition in your hand, May God Bless the reader of Risalas and the Compiler.

Muhammad Nazir Ranjha

H. No. CB-131, Ghaziabad,

Kamalabad, Rawalpindi Cantt.

Pakistan

13-08-1427 / 07-09-2006

The Maulana is the author of several books of importance. He was a poet as well. One of his Quatrains is cited by Amin-ud-Din Razi in his biographical dictionary of poets (Tazkera): Haft Iqleem.

Following is the list of books written by Maulana Yaqub Charkhi.

1. **ABDALIYA:** A Work of Sufism, which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language, by "Iran Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad in 1978 and in its Urdu Translation was published by me from Islamic Book Foundation, Lahore in 1978.
2. **HURAYAH:** Commentary of Rubai-e-Abu-Saeed Abul Khair: A manuscript's copy is available in the Ganj Bakhsh Library Iran Pakistan Institute of Persian Studies, Islamabad, bearing Serial no. 4448, which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language in "Danesh (vol-1, No-1, pp 34-39), 1985. Secondly was published in Urdu Translation She Rasail Charkhi (pp 52062), from "Mian Ikhlaq Ahmed Academy, Lahore" in 1997
3. **RISALA-E-NAAYIA:** based on the commentary of the Introduction of Maulana Jalaluddin's Masnavi-e-Ma'navi published in 1326 A. H. by the Anjuman-e-Tareekh Afghanistan, Kabul. I have translated it in Urdu and have been published from Jamia Publications, Lahore in 2004.
4. **SHARH-E-ASMA-ALLAH:** An exposition of the names of Allah in Arabic and Persian, which was firstly published by my Editing, Annotating, in Persian Language in "Danesh" (vol-1, No-1, pp 15-33), 1985. Secondly was published in Urdu Translation She Rasail

In the name of Allah, Beneficent and Merciful

About the Author

Praise be to Allah, Lord of the worlds, and peace and blessings of Allah, upon the Holy Prophet Hazrat Muhammad (PBUH) and all his followers (AS).

The author of these small treatises, Maulana Yaqub Charkhi was son of Usman, son of Mahmud, son of Muhammad, son of Mahmood-al-Ghazanayi-al-Charkhi-al-Serzi, alias Yaqub Charkhi. He was born in 762 A.H/1360-61 A.D. There is also very scanty information about his life in the extent sources of his biography.

Charkhi received his early education in Heart and Egypt. In Egypt he was a brilliant student of Maulana Shahab-ud-Din Sirami (d. 804 A.H/1402 A.D), a renowned scholar of that time. Hazrat Sheikh Zain-ud-Din (d. 838 A.H/1434 A.D) was also a class-fellow of Maulana Yaqub Charkhi in the same institution. Permission for issuing Fatwa's was also granted to Maulana Charkhi by the Ulema of Bukhara.

The Maulana also met Hazrat Baha-ud-Din Naqshbandi (d. 791A.H/1389 A.D) in Bukhara and was very much influenced by him. He also remained of some time with Khawaja Alauddin Attar (d. 802 A.H/1399 A.D) in Badakhshan.

Charkhi died on 5th Safar, 851 A.H/1447 A.D the author of "Rash-haat" says that Maulana Charkhi was buried in the village, "Halftoo" in Hisar. But according to Saeed Nafeesi he died in Hisare Shadmaan and buried in "Kalkhurinen" near Doshanbah, capital of Tajikistan. Saeed Nafeesi says that his son Maulana Yousof Charkhi succeeded his father after the latter's death.

حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ نہ صرف حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ اور اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے، بلکہ وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم روحانی مشائخ اور ابتدائی اصحابِ قلم میں شامل ہوتے ہیں اور اپنے وقت کے مشہور عارف حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے شیخ و مرشد ہیں۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ سے مسائل تصوف پر رسائل؛ شرح اسماء الحسنٰی، حورائیہ یا جمالیہ، ابدالیہ، اُنسیہ اور نائیہ کے علاوہ تفسیر چرخی (تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور آخری دو پاروں کی تفسیر) یادگار ہے۔

جناب محمد نذیر رانجھا کی تصنیفی سرگرمیوں میں صوفیہ بالخصوص نقشبندی بزرگوں کی مساعی جمیلہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس وقت تک ان کی چھتیس کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ جن میں شرح مثنوی معنوی، نسائم گلشن، لمحات من نفحات القدس (وسطی ایشیا کے صوفیہ کے بارے میں ایک اہم و نادر متن) اور برصغیر پاک و ہند میں تصوف کی مطبوعات (عربی و فارسی کتب اور اُن کے اُردو تراجم) جیسی اہم کتب شامل ہیں۔ علاوہ ازیں انھوں نے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ پر مستقل بالذات کتاب تصنیف کی اور برصغیر بالخصوص خطہ پنجاب و سرحد میں نقشبندی بزرگوں کے تذکرے مرتب کیے۔ انھیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے دلی محبت و عشق ہے اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد صاحب بسط اللہ ظلہم العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی) کے مسترشد اور دست گرفتہ ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں انھوں نے حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے رسالہ ابدالیہ کو تصحیح و تعلیقات کے ساتھ متعارف کرایا اور بعد ازاں حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے تمام فارسی آثار کو مرتب و مدوّن کیا، نیز انھیں اُردو کا جامہ پہنایا۔ اس طرح گزشتہ اکتیس برسوں سے وہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے احوال و آثار پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے علمی و تحقیقی کاموں کو بین الاقوامی سطح پر پذیرائی حاصل ہے۔

زیر نظر کتاب (رسائل چرخی) میں حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ کے رسالہ نائیہ اور تفسیر چرخی کے علاوہ تمام رسائل کا فارسی متن اور اُردو ترجمہ شامل ہے۔

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی